إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

قرآناً عجباً

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

رُبَمَا-14

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS

النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ

تفسير القرآن العظيم

قُرۡاٰنًا عَجَبًا

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

رُبَمَا - 14

نگہت ہاشمی

ALNOOR PUBLICATIONS

النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	قُرآناً عَجَباً (پارہ: 14)
مصنفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اول	:	مئی 2020ء
طبع دوم	:	نومبر 2021
طبع سوم	:	نومبر 2023
تعداد	:	1100
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	59-C2 ،فیروز پور لنک روڈ، لاہور
فون نمبر	:	0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048
کراچی	:	گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس،کلفٹن بلاک III،کراچی
فون نمبر	:	0336-4033034 - 021-35292341-42
فیصل آباد	:	121-A فیصل ٹاؤن،ویسٹ کینال روڈ،فیصل آباد
فون نمبر	:	03364033050, 041-8759191
ای میل	:	sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
فیس بک	:	Nighat Hashmi, Alnoor International

پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس،کوٹ عبدالمالک انٹرچینج،لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ» ''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ: 906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» ''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری: 5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہو گی۔ **وللہ الحمد!**

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ـــــ دوسروں کو سکھائیں   خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: **فائزہ خان** (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

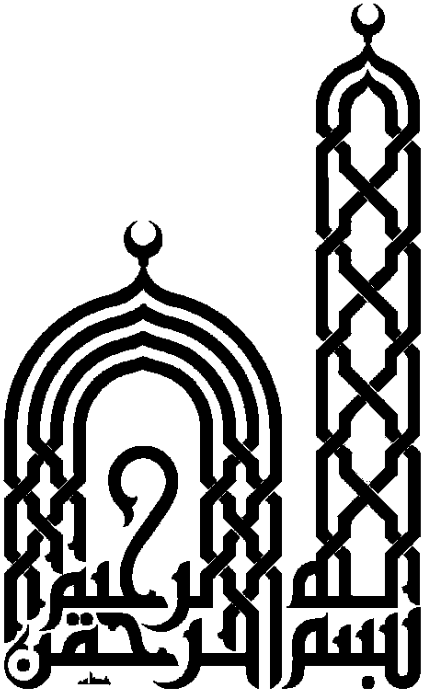

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾

''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!'' (2)

سوال: کفار کس وقت تمنا کریں گے کہ کاش! وہ مسلمان ہوتے، اس کی وضاحت ﴿رُبَمَا ... مُسْلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا بسا اوقات وہ تمنا کریں گے'' ایک وقت ایسا آئے گا جب کافر بھی اپنے کفر پر پچھتائیں گے اور تمنا کریں گے کاش وہ مسلمان ہوتے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو تسلیم کرتے اور ان پر عمل کرتے۔

(2) جو بھی قرآن جیسی عظیم نعمت کو ٹھکراتا ہے، گمراہ ہو جاتا ہے۔ آج کے انکار کرنے والوں کی تمنائیں کل بدل جائیں گی۔

(3) ﴿لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ''کاش وہ بھی مسلمان ہوتے!'' یہ اللہ رب العزت نے کفار کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ آخرت میں اپنے کفر پر نادم ہوں گے اور وہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ دنیا میں مسلمان ہوتے۔ (تفسیر مراغی: 145/5)

(4) جب انسان کی کوئی تدبیر کام نہیں آئے گی تو وہ کہے گا کہ کاش میں انکار کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اسلام کا راستہ اختیار کرتا۔

(5) انکار کرنے والوں کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ دعوت قبول کرنے کی مدت محدود ہے جلد ہی صورت حال بدلنے والی ہے جب تم خود تمنا کرو گے کہ کاش مسلمان ہوتے لیکن تب چاہتیں فائدہ نہ دیں گی۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں کہ جب انہیں آگ پر کھڑا کیا جائے گا تو کہیں گے کہ اے کاش ہم واپس بھیج دیے جائیں اور ہم اپنے رب کی آیات کو نہ جھٹلائیں۔ اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں۔'' (الانعام: 27)

(7) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دوزخی دوزخ میں جمع ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ان کے ساتھ کچھ اہل قبلہ بھی ہوں گے تو کافر مسلمانوں سے کہیں گے، کیا تم مسلمان نہ تھے؟ مسلمان کہیں گے ''ہمارے کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکڑ لیا'' یہ گفتگو اللہ تعالیٰ سنے گا تو حکم دے گا، اہل قبلہ میں سے جو بھی دوزخ کے اندر ہو اس کو نکال لیا جائے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان نکال لیے جائیں گے۔ دوزخی کافر جب یہ بات دیکھیں گے تو کہیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم کو بھی ان (مسلمانوں) کی طرح نکال لیا جاتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے آیت: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ تلاوت فرمائی۔ (طبرانی، بیہقی، تفسیر طبری: 14/6)

(8) یہ اس وقت ہوگا جب آنکھوں سے پردہ ہٹ جائے گا اور آخرت کی علامات اور موت کے آثار شروع ہو جائیں گے۔

(9) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو (اعلان کرنے کا) حکم دیا، انہوں نے لوگوں میں اعلان کیا: ''سوائے مسلمان شخص کے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (بخاری، کتاب الجہاد: 3026)

(10) اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے لئے بشارت ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا، ایک دن ایسا آئے گا کہ کفار تمنا کریں گے کہ کاش وہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہوتے تو انہیں بھی آج وہ مقام حاصل ہوتا جو ان کبارِ صحابہ کو حاصل ہے جنہوں نے ابتداء میں ہی اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔ (تیسیر الرحمن: 740/1)

﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

''آپ چھوڑ و انہیں وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے'' (3)

سوال 1: کافروں کو جو وعید دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿ذَرْهُمْ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت میں کافروں کے لیے شدید وعید ہے: ﴿ذَرْهُمْ﴾ ''آپ چھوڑ و انہیں'' رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ اے رسول انہیں ان کی غفلت میں چھوڑ دو۔

(2) ﴿يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا﴾ ''وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں'' وہ کھائیں، پئیں جیسے جانور کھاتے ہیں اور دنیا کی لذتوں اور شہوات سے فائدہ اٹھائیں۔ (تفسیر مراغی: 146/5)

(3) کھانا پینا، عیش کرنا اور کچھ غور و فکر نہ کرنا حیوانی سطح ہے۔ اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ حیوانیت سے آگے نہیں جانا چاہتے انہیں چھوڑ دو کہ حیوان بنے رہیں۔

(4) رب العزت نے شدید وعید دی ہے جیسے فرمایا: ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کہہ دیں مزے کرو! بلاشبہ آگ ہی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔'' (ابراہیم: 30)

(5) ﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾ ''سو تم تھوڑا سا کھا لو اور فائدہ اٹھا لو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو۔'' (المرسلات: 46)

(6) ﴿وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ﴾ ''اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں'' وہ دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امید رکھتے ہیں یعنی لمبی عمر، دنیا کی رغبتوں کے حصول کی امید۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) جھوٹی امید توبہ اور رجوع الی اللہ سے غافل کر دیتی ہے۔

(8) سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص لمبی امیدیں باندھتا ہے اس کا عمل ضرور خراب ہو جاتا ہے۔ (قرطبی)

(9) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکھٹا خط کھینچا پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: 6417)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے معاملہ میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔'' (صحیح بخاری: 6420)

(11) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے۔'' پھر گدی پر ہاتھ رکھا اور اسے کھول کر پھیلایا اور دراز کیا اور فرمایا: ''یہ اس کی امید ہے یہ اس کی امید ہے۔'' (ترمذی: 2334)

(12) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکیریں لگا کر ایک مربع شکل بنائی، اس شکل کے درمیان میں ایک خط لگایا اور پھر اس کے ساتھ اور شکل کے اندر ہی کئی لکیریں لگائی اور ایک لکیر اس مربع کے باہر لگائی اور پھر فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درمیان میں لگی ہوئی یہ لکیر انسان ہے، اس کے ساتھ لگی ہوئی یہ لکیریں بیماریاں ہیں، جو اس کو ہر مقام پر نوچنے کی کوشش کرتی ہیں، اگر ایک اپنے نشانے سے گھس جاتی ہے تو دوسری لگ جاتی ہے، یہ مربع شکل میں لگے ہوئے خطوط انسان کی موت ہے، جو اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس شکل سے باہر لگی ہوئی لکیر انسان کی امید ہے۔'' (مسند احمد: 9824)

(13) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑھی، دوسری اس کے پہلو میں اور تیسری (اس سے) ذرا دور، پھر فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی، اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی آرزو ہے، اب وہ آرزو کے پانے کی کوشش میں ہے، لیکن آرزو (کے حصول) سے پہلے ہی موت اس کو آپہنچتی ہے۔'' (مسند احمد: 11138)

(14) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند نہ ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔" شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ اے ام المومنین! میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اگر واقعتاً ایسا ہے تو ہم ہلاک ہو گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو رسول اللہ ﷺ کے قول سے ہلاک ہو گیا وہ واقعتاً ہلاک ہونے والا ہے وہ حدیث کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے۔" تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا لیکن اس کا مطلب وہ نہیں جس کی طرف تم چلے گئے ہو بلکہ (اس کا مطلب یہ ہے کہ) جب آنکھیں پھٹ جائیں اور سینہ میں دم گھٹنے لگے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں اکڑ جائیں اس وقت جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (مسلم:6826)

(15) ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ "پھر جلد ہی وہ جان لیں گے" یعنی اپنے انجام کو عنقریب جان لیں گے۔ وہ جان لیں گے کہ ان کا مؤقف باطل تھا اور ان کے اعمال ان کے لیے خسارے کا باعث تھے۔

(16) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ ایک دجال کے نکلنے سے، دوسرے دھواں، تیسرے زمین کا جانور، چوتھے سورج کا مغرب سے نکلنا، پانچویں قیامت، چھٹے موت۔" (یعنی جب یہ باتیں آ جائیں گی تو نیک اعمال کا قابو جاتا رہے گا)۔ (مسلم:7397)

(17) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم لذتوں کو ختم کر دینے والی یعنی موت کا ذکر بڑی کثرت سے کیا کرو۔" (ترمذی:2307)

سوال 2: جھوٹی اُمید انسان کو کس کس چیز سے غافل کر دیتی ہے؟

جواب: (1) انسان اپنے رب سے غافل ہو جاتا ہے۔ (2) انسان اپنی موت کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

(3) انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ (4) انسان اپنے فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔

(5) انسان زندگی کے مقصد سے غافل ہو جاتا ہے۔

(6) انسان حلال و حرام کی پابندیوں سے غافل ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾

''اور ہم نے کسی بھی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کی ایک مقرر مدت لکھی ہوئی تھی'' (4)

سوال: ہر بستی کے لیے ایک وقت مقرر ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا ... مَّعْلُوْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ﴾ ''اور ہم نے کسی بھی بستی کو ہلاک نہیں کیا'' اللہ رب العزت نے قوموں کے بارے میں سنت الٰہی کو واضح فرمایا کہ کوئی قوم جو عذاب کی مستحق تھی اس کو ہم نے اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک کہ اس پر حجت تمام نہیں ہوگئی اور اس کا مقررہ وقت نہیں آن پہنچا۔

(2) ﴿اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ ''مگر اس کی ایک مقرر مدت لکھی ہوئی تھی'' یعنی ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا۔

(3) دوسرے لوگوں نے کہا کتاب معلوم کا معنی معین میعاد ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(4) یہ اہل مکہ کے لیے تنبیہ بھی تھی اور راہ نمائی بھی کہ وہ اپنے شرک، عناد اور الحاد سے باز آجائیں کیونکہ ان جرائم کی وجہ سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ (المصباح المنیر: 501/1)

(5) مہلت دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ مہلت یا عذاب کا تعین لوگوں کے طرز عمل کے مطابق ہوتا ہے۔ جو قوم ایمان لے آئے اور نیکی کا راستہ اختیار کرے۔ دنیا میں نیکی اور انصاف کا نظام جاری کر دے تو مہلت دراز ہو جاتی ہے۔ جو قوم برے راستے اختیار کرے، جس میں بھلائی کم ہو جائے، جس سے خیر کی توقع نہ رہے ایسی قوم انجام کو پہنچ جاتی ہے یا تو اس کا وجود ختم کر دیا جاتا ہے یا اس کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ جن اقوام کو زمین میں عروج نصیب ہوتا ہے ان میں خیر کے کچھ پہلو ضرور ہوتے ہیں۔ یا تو وہ دنیا کی آبادی اور تعمیر کے اچھے کام کرتی ہیں یا عدل کرتی ہیں خواہ وہ محدود نقطہ نظر کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ جب بھی خیر ختم ہو جاتا ہے قوم ختم ہو جاتی ہے۔

(6) ﴿وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ﴾ ''اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے لیے کئی ڈرانے والے تھے۔'' (الشعراء: 208)

﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾

''کوئی اُمت اپنی مقررہ مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں'' (5)

سوال: کسی قوم کی ہلاکت کے مقررہ وقت میں کمی بیشی ہونا ممکن نہیں، اس کی وضاحت ﴿مَا تَسْبِقُ ... يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ﴾ ”کوئی امت اپنی مقررہ مدت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں“ کوئی قوم نہ اپنے وقت سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے نہ اس کے بعد چھوٹ سکتی ہے۔ اس لئے وقت کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ بدلنے والا نہیں ہے۔

(2) جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک لحہ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی، کیونکہ حجت پوری ہو چکی ہوتی ہے اور اسے معذور سمجھے جانے کا کوئی سبب باقی نہیں رہ جاتا۔ (تیسیر الرحمن:740/1)

(3) خواہ کتنی ہی تاخیر ہو گناہوں کی تاثیر کا واقع ہونا لابدی ہے۔ (تفسیر سعدی:1363/2)

﴿وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾

”اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے“ (6)

سوال: کفار رسول اللہ ﷺ پر دیوانگی کا جو الزام لگاتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا...لَمَجْنُوْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَقَالُوْا﴾ ”اور انہوں نے کہا“ وحی اور نبوت کے منکروں نے کہا۔ یہ قول عبداللہ ابن امیہ، نضر بن حارث، نوفل بن خویلد اور ولید بن مغیرہ جیسے سرداران قریش کا تھا۔ (تفسیر مراغی)

(2)﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ﴾ ”اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے“ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے والے کافروں نے تمسخر اور استہزاء کے طور پر یہ کہا کہ اے وہ شخص جس کا خیال ہے کہ اس پر قرآن اترا ہے۔

(3)﴿اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ﴾ ”بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے“ کفار رسول اللہ ﷺ کو دیوانہ قرار دیتے تھے۔

(4) یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم تمہارے کہنے پر تمہاری پیروی کرنے لگ جائیں گے اور اس مذہب کو چھوڑ دیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ (تفسیر سعدی:1364/2)

(5) جو لوگ رسول اللہ کو مجنون کہہ رہے تھے وہ مادی خوشحالیوں کو انعام کے طور پر دیکھ رہے تھے حالانکہ وہ آزمائش کے طور پر دی گئیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامیاب قرار دیا کیونکہ آخرت کی کامیابی کے لئے جس کوشش کی ضرورت تھی اُس کا کثیر سرمایہ آپ ﷺ کے پاس موجود تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

''کیوں نہیں تو ہمارے پاس فرشتوں کو لے آتا اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے'' (7)

سوال: کفار رسالت کے ثبوت کے لیے فرشتوں کی گواہی کا مطالبہ کرتے تھے اس کی وضاحت ﴿لَوْ ... مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) کفار رسالت کے ثبوت کے لیے مطالبہ کرتے تھے۔ وہ کہتے: ﴿لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ﴾ ''کیوں نہیں تو ہمارے پاس فرشتوں کو لے آتا'' کہ وہ گواہی دیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہو اور یہ کہ جو آپ ﷺ لے کر آئے ہو وہ درست ہے اور سچ ہے۔

(2) ﴿اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ ''اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے'' یعنی فرشتے تمہاری تائید کریں تو آپ سچے ہیں۔ اب جب کہ وہ آپ کی تائید کے لیے نہیں آئے تو آپ سچے نہیں ہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل کر دیتے تو ضرور کام ہی ختم ہو جاتا، پھر وہ مہلت نہ دیے جاتے۔'' (الانعام: 8)

(4) یہی بات فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی: ﴿فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ﴾ ''تو کیوں نہیں اس پر سونے کے کنگن ڈالے گئے؟ یا فرشتے اس کے ساتھ جمع ہو کر کیوں نہ آئے؟'' (الزخرف: 53)

(5) کافروں کے بارے میں رب العزت نے یہ بھی فرمایا: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا﴾ ''اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے انہوں نے کہا کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں اتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب ہی کو دیکھتے؟ وہ اپنے دلوں میں بہت بڑے بن گئے اور انہوں نے سرکشی اختیار کی، بہت بڑی سرکشی۔'' (الفرقان: 21)

(6) ان کا یہ مطالبہ ظلم اور جہالت پر مبنی تھا۔ ظلم اس اعتبار سے کہ فرشتوں کے نازل ہونے کو دیکھنے کے علاوہ بھی دلائل سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے یعنی جو کچھ رسول اللہ ﷺ لے کر آئے اس کی صداقت اور صحت کی تصدیق۔ جہاں تک جہالت کا تعلق ہے تو وہ اپنے نفع و نقصان کو نہیں جانتے اس لیے کہ فرشتوں کے نازل ہونے میں کوئی بھلائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ جب فرشتے نازل کرتا ہے تو اس کے بعد کوئی مہلت نہیں دی جاتی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ﴾

”ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے“ (8)

سوال: نزول ملائکہ کے مطالبے کا قرآن حکیم میں جو جواب دیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا نُنَزِّلُ ... مُّنْظَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ﴾ ”ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں“ رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ ہم فرشتوں کو بے مقصد نہیں اتارتے یا تو رسالت دے کر اتارتے ہیں یا عذاب بھیج کر۔

(2) فرشتے تو مجرموں پر قہر الٰہی بن کر آتے ہیں۔ جیسے غزوۂ بدر میں آئے تھے یا تمہاری جانیں نکالنے کے لیے آتے ہیں یا پھر کسی قوم کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے آتے ہیں۔ (تیسیر القرآن: 473/2)

(3) ﴿وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ﴾ ”اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے“ فرشتے تبلیغ و دعوت کے لئے تو نہیں آتے، البتہ گناہ گار قوموں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل کرنے کے لئے آتے ہیں، اور اس وقت انہیں مہلت نہیں دی جاتی ہے۔ (تیسیر الرحمن: 741/1)

(4) اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھایا ہے کہ فرشتے دعوت کی تکمیل کے بعد آتے ہیں اور ان کے آنے کے بعد فیصلے کا وقت ہوتا ہے۔ وہ وقت ایمان کی طرف بلانے کا نہیں ہوتا۔

(5) فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ ایمان کی غرض سے نہیں اور ایمان کسی کے اختیار میں بھی نہیں۔ یہ مطالبہ ان کی ہلاکت اور بربادی کا سبب بن جائے گا۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾

”بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں“ (9)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی نے قرآن مجید نازل فرمایا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا ... لَحٰفِظُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ﴾ ”بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو نازل کیا ہے“ اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بارے میں واضح فرمایا ہے کہ ہم نے یہ قرآن نازل کیا ہے جس میں تمہاری زندگی کے لیے راہ نمائی ہے، جو تمہاری ضرورت ہے۔ اس میں واضح دلائل ہیں، نصیحتیں ہیں، اسباق ہیں، جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے اس کے لیے آسان ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا ہے، تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟'' (القمر:17)

(2) ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ ہم ضرور اس کی حفاظت کرنے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی شیطان کے چرانے اور انسانوں کی تحریف سے اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ ''باطل اس کے پاس نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔'' (فصلت:42)

(3) اس آیت سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ اس کلام کو پہنچانے کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ (4) وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسی نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اتارا ہے اور وہی اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی کا سامان بھی ہے، اور تمام مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوش خبری ہے، اس مشعل ہدایت کو کوئی بجھا نہ سکے گا، اس کا نور عالم تاب قیامت تک انسانوں کو راہ دکھاتا رہے گا۔ آندھیاں چلیں گی، طوفان اٹھیں گے، بڑی بڑی سازشیں ہوں گی لیکن جب تک قیامت نہیں آجاتی، یہ قرآن بغیر کسی ادنیٰ تغیر و تحریف کے باقی رہے گا۔ (تیسیر الرحمٰن:741/1)

سوال 2: کتاب اللہ کا محفوظ ہونا کیا ثابت کرتا ہے؟

جواب: (1) کتاب اللہ کا محفوظ ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

(2) کتاب کا محفوظ ہونا ثابت کرتا ہے کہ یہی قطعی معیار حق ہے اس لیے اب اس کتاب سے ہی زندگی کے لیے نصیحت حاصل کی جائے گی۔

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً تم سے پہلے ہم نے پہلی قوموں میں کئی رسول بھیجے ہیں'' (10)

سوال: ﴿وَلَقَدْ ... الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً تم سے پہلے ہم نے پہلی قوموں میں کئی رسول بھیجے ہیں'' ﴿شِيَعِ﴾ امتیں اور کبھی دوستوں کو بھی ﴿شِيَعِ﴾ کہتے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(2) رسول اللہ ﷺ کو سمجھایا گیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کے جھٹلانے سے دل برداشتہ نہ ہوں۔ گزشتہ قوموں کا بھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انبیاء کے ساتھ ایسا ہی رویہ رہا ہے۔(3) ہم ان کے درمیان بھی رسول بھیجتے رہے ہیں۔

﴿وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾

''اوران کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے''(11)

سوال: ہر امت نے اپنے رسول کا مذاق اڑایا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... يَسْتَهْزِءُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کفار نے آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے اور مذاق اڑایا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں، ﴿وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ﴾ ''اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا'' جو رسول بھی انہیں حق کی طرف بلاتا وہ اس کو جھٹلاتے۔

(2)﴿إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ ''مگر وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے'' ہر امت نے اپنے نبی کی تکذیب کی اور اس کا مذاق اڑایا، ہر نبی کو ستایا گیا، ہر نبی کا دل دکھایا گیا۔ اس لیے آپ ﷺ دل میلا نہ کریں۔

(3) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محاذ آرائی کا ایک اور انداز استہزاء تھا۔ جب قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کی حکمت کارگر نہیں ہو رہی تو ایک بار پھر انھوں نے غور وخوض کیا اور آپ ﷺ کی دعوت کا قلع قمع کرنے کے لئے ہنسی، ٹھٹھا، تحقیر، استہزاء اور تکذیب کا طریقہ کار اختیار کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے توڑ دیئے جائیں۔ اس کے لئے مشرکین نے نبی ﷺ کو ناروا تہمتوں اور بے ہودہ گالیوں کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ وہ کبھی آپ ﷺ کو پاگل کہتے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر نازل کیا گیا ہے بلاشبہ تو یقیناً دیوانہ ہے۔'' (الحجر:6) اور کبھی آپ ﷺ پر جادوگر اور جھوٹے کا الزام لگاتے۔ ارشاد ہے: ﴿وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ﴾ ''اور ان لوگوں کو تعجب ہوا کہ ان کے پاس ایک خبردار کرنے والا ان ہی میں سے آیا ہے اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے۔'' (ص:4) یہ کفار آپ کے آگے پیچھے پر غضب منتقمانہ نگاہوں اور بھڑکتے ہوئے جذبات کے ساتھ چلتے تھے۔ ارشاد ہے: ﴿وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ﴾ ''اور قریب ہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آپ کو اپنی نگاہوں سے ضرور ہی پھسلا دیں، جب وہ ذکر سنتے ہیں اور کہتے ہیں: ''یقیناً یہ تو بالکل دیوانہ ہے۔'' (القلم:51) اور جب آپ کسی جگہ تشریف فرما ہوتے اور آپ کے اردگرد کمزور اور مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین موجود ہوتے تو انہیں دیکھ کر مشرکین استہزاء کرتے ہوئے کہتے: ﴿أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مِّنْ بَيْنِنَا﴾ ”کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے؟“ (الانعام:53) جواباً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ﴾ ”کیا اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندوں کو زیادہ جاننے والا نہیں؟“ (الانعام:53) عام طور پر مشرکین کی کیفیت وہی تھی جس کا نقشہ ذیل کی آیات میں کھینچا گیا ہے۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ﴾ ”وہ لوگ جنھوں نے جرم کیے وہ ان پر جو لوگ ایمان لائے، ہنسا کرتے تھے۔ اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔ اور جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آتے تو مزے لیتے ہوئے واپس آتے تھے۔ اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے: ”یقیناً یہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں۔“ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔“ (المطففین:29-33) ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ”ہائے افسوس بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے ہیں۔“ (یٰسین:30) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ ”یقیناً ہم تمہاری طرف سے مذاق اُڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔“ (الحجر:95) اور فرمایا، نبی ﷺ کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن مغیرہ، اسود بن عبدیغوث زہری، ابوزمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ پاس آئے تو اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت سیدنا جبریل علیہ السلام سے کی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا: آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟ ”سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: میں نے اسے سزا دے دی۔ اس کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟“ سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: میں نے اس سے انتقام لے لیا۔ پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے کہا: ”آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟“ سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔ ولید کو سزا اس طرح ملی کہ خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پر جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہوگئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ (السنن الکبری: 17731، دلائل النبوۃ: 3/316-318)

﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾

''اسی طرح ہم اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں'' (12)

سوال: ﴿كَذٰلِكَ ... الْمُجْرِمِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''اسی طرح ہم اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں'' یعنی ہم نے جھٹلانے کو ان کے دلوں میں داخل کر دیا ہے۔ اس لیے وہ آپ ﷺ پر اور اس ذکر پر ایمان نہیں لائیں گے جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا۔ (2) یہاں دلوں میں ڈالنے سے مراد شرک ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم: 7/2258)

(3) ہم نے ان کو یہ سزا دی، جب ان کے دل کفر و تکذیب میں پچھلے لوگوں کے مشابہ ہو گئے اور اپنے رسولوں اور پیغمبروں کے ساتھ استہزاء و تمسخر اور عدم ایمان کے بارے میں بھی ان کا معاملہ مشابہ ہو گیا۔ یعنی وہ لوگ جن کا وصف بخل اور بہتان طرازی تھا ہم نے ان کو اس بنا پر سزا دی کہ ان کے دلوں نے کفر اور تکذیب کی مشابہت اختیار کی، اپنے انبیاء کے معاملے میں تشابہ کا شکار ہو گئے۔ اپنے رسولوں کے ساتھ ان کا یہ رویہ استہزاء، تمسخر اور عدم ایمان کا تھا۔ (تفسیر سعدی: 2/1365)

﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾

''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور بلاشبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے'' (13)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: مجرموں کے ایمان نہ لانے کا اصل سبب کیا ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ... الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے'' مجرموں کے ایمان نہ لانے کا اصل سبب حد درجہ بغض اور حسد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی دعوت چیز ہی ایسی ہے کہ نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے مجرمین اس کو ٹھنڈے پیٹوں نہیں برداشت کرتے۔ یہ چیز ان کو تیر و نشتر کی طرح چبھتی ہے اور وہ اس کو اگلنے کے لیے زور لگاتے ہیں۔

(2) ﴿بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ پہلے لوگوں کا یہی طریقہ گزر چکا ہے'' ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار یہی رہا ہے، ایسے لوگوں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے اور ایمان والوں کو بچا لیا جاتا ہے۔

﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ﴾

''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں پس وہ اس میں چڑھنے والے ہو جائیں'' (14)

سوال: قرآن مجید نے مجرموں کی ہٹ دھرمی کی کیسی تصویر کشی کی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا... يَعْرُجُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ﴾ ''اور اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی دروازہ کھول دیں پس وہ اس میں چڑھنے والے ہو جائیں'' قرآن مجید نے واضح کیا ہے کہ یہ ایسے ہٹ دھرم لوگ ہیں کہ اگر یہ دن دھاڑے آسمان پر چڑھتا دیکھ لیں بلکہ خود بھی چڑھ جائیں آسمان کے کھلے دروازے بھی دیکھ لیں تب بھی ایمان نہیں لائیں گے اتنی بلندی پر پہنچ کر بھی سوچ بلند نہیں ہوگی یہی کہیں گے ہم پر جادو کر دیا گیا۔

(2) یعنی اگر انکار کرنے والوں کے پاس بڑے سے بڑا معجزہ بھی آ جائے تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

(3) قرآن مجید نے مجرموں کی تصویر کشی سے یہ ثابت کیا ہے کہ فرشتوں کے نزول کی بات تو ایک طرف خود بھی آسمان پر چڑھیں گے تو نہیں مانیں گے لہٰذا ایسے لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرنا فضول ہے۔ ان کے پاس ایمان کی دلیلوں کی کمی نہیں مگر ان کا بغض اور حسد حقیقت پر پردے ڈال دیتا ہے۔

ع 1 15 1

﴿لَقَالُوْا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ﴾

''تو بھی وہ کہیں گے بلاشبہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے'' (15)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مجرموں کے قول کی وضاحت ﴿لَقَالُوْا ...مَّسْحُوْرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا﴾ ''تو بھی وہ کہیں گے بلاشبہ ہماری آنکھیں باندھ دی گئی ہیں'' ﴿سُكِّرَتْ﴾ ''ڈھانکی گئیں۔'' (بخاری کتاب التفسیر)

(2) یعنی مجرم کہتے ہیں کہ ہماری نظروں پر نشے کا پردہ آ گیا ہے۔ ہماری نظر بندی کر دی گئی۔

(3) ﴿بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ﴾ ''بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ہے'' یعنی ہمیں دھوکہ دیا گیا، ہم پر جادو کر دیا گیا ہے ہمیں اندھا کر دیا گیا۔ (4) جب حق انسان کے لیے غیر اہم ہوتا ہے تو وہ اسے جادو قرار دے دیتا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''اور اگر ہم آپ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے کہ جسے وہ اپنے ہاتھوں سے چھوتے تب بھی کفر کرنے والے ضرور یہی کہتے کہ کھلے جادو کے سوا یہ کچھ نہیں۔'' (الانعام:7)

(6) ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ ''بہت قریب آ گئی قیامت اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ موڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ''یہ ایک جادو ہے جو گزر جانے والا ہے۔'' (القمر:2،1)

﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کر دیا ہے'' (16)

سوال 1: آسمان تاروں سے مزین ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ...لِلنّٰظِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے کامل اقتدار اور اپنی مخلوق پر اپنی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان کو ستاروں سے مزین فرما دیا۔

(2) مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہاں آیت کریمہ میں برج سے مراد ستارے ہیں۔ (تفسیر طبری:20/14)

(3) ﴿بُرُوْجًا﴾ برج یعنی سورج، چاند کی منزلیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(4) ''بروج'' سے مراد آفتاب و ماہتاب اور سات متحرک سیاروں کی وہ منازل ہیں جن کی تعداد تجربہ کے مطابق بارہ ہے۔ (تیسیر الرحمن:742/1)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا﴾ ''بہت برکت والا ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک روشنی کرنے والا چاند بنایا۔'' (الفرقان:61)

(6) ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں یعنی ہم نے ستاروں کو برجوں کی مانند بنایا اور انہیں بڑی علامتیں بنایا جن کے ذریعے بحر و بر کی تاریکیوں میں راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1366/2)

(7) ﴿وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ﴾ ''اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کر دیا ہے'' زینت سے مراد آسمان کا حیران کن منظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر بے مثال نظام قائم کئے ہیں لیکن ان نظاموں کو دیکھنے والی آنکھوں کے لئے واضح کر دیا ہے۔ رات کو آسمان کے ستارے، سیارے بے شمار چراغوں کی صورت میں روشن ہو کر انسان کے شعور کو بیدار کرتے ہیں۔ انسان اوپر دیکھتا ہے تو دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ آسمان کے ستارے کبھی آسمان کی بے شمار آنکھوں کی طرح نظر آتے ہیں جس سے انسان کے دل پر خاص اثر ہوتا ہے۔ آسمان پر نظر آنے والا چاند اگر چودھویں کا ہو تو یوں لگتا ہے ٹھنڈی میٹھی چاندنی نے پورے ماحول پر جادو کر دیا ہو۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ﴾ ''تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان نہیں دیکھا؟ کس طرح ہم نے اسے بنایا؟ اور ہم نے اسے زینت دی اور اس کے لیے کوئی شگاف نہیں ہے۔'' (ق:6)

(9) اگر آسمان کا منظر اس قدر سحر انگیز نہ ہوتا تو دیکھنے والوں کو تدبر اور غور و فکر کا موقع نہ ملتا۔

﴿وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ﴾

''اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے'' (17)

سوال: آسمان کی حفاظت کیسے ہو رہی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَحَفِظْنٰهَا ۔۔۔ رَّجِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ﴾ ''اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان کو سرکش شیطانوں سے محفوظ کر دیا ہے۔ اس کے ظاہر کو دیکھو تو تاروں سے سجا ہوا اور اس کے اندرونی حصے کو شیطان کی دست برد سے محفوظ کر دیا ہے۔

(2) آسمان کو کوئی شیطانی قوت خراب نہیں کر سکتی، کوئی شیطانی قوت اس میں داخل ہو کر اس کا نظام خراب نہیں کر سکتی، آسمانوں کے لئے دفاع کا نظام ہے جس کو کوئی وائرس خراب نہیں کر سکتا اور آسمانوں کی شیطان رجیم سے حفاظت کی جا رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾
''اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور محفوظ کر دیا، یہ اندازہ ہے سب پر غالب سب کچھ جاننے والے کا۔''
(حم السجدہ:12)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (الملک:5)

﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ﴾

''مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چرا لے تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے'' (18)

سوال: اگر کوئی شیطان چوری چھپے آسمانی خبریں سننے کی کوشش کرے تو اس کا کیا انجام ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿إِلَّا ... مُّبِينٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ﴾ ''مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چرا لے'' یعنی جب بھی کوئی شیطان سن گن لینے کی کوشش کرتا ہے اور چوری چھپے باتیں سننے کے لیے بڑھتا ہے۔

(2) ﴿فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُّبِينٌ﴾ ''تو ایک روشن شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے'' یعنی اگر کوئی شیطان چوری چھپے باتیں سننے کی کوشش کرے تو ایک روشن انگارہ پیچھا کر کے سن گن لیتے ہوئے کو ڈھیر کر دیتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شہاب ثاقب کے پہنچنے سے پہلے وہ آسمانی خبر اپنے دوست کو بتا دیتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے۔

(3) جیسا کہ جنات نے کہا تھا: ﴿وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا﴾ ''اور یقیناً ہم اس کی کئی جگہوں میں باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے تو اب جو کوئی بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لیے ایک چمکدار شعلہ گھات میں پاتا ہے۔'' (الجن:9)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو سن کر جھکتے ہوئے، عاجزی کرتے ہوئے اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان انہیں اس طرح سنائی دیتا ہے جیسے صاف چکنے پتھر پر زنجیر چلانے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ پھر جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ بہت

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اونچا، سب سے بڑا ہے۔ پھر ان کی یہی گفتگو چوری چھپے سننے والے شیطان سن کر بھاگتے ہیں۔ شیطان آسمان کے نیچے یوں نیچے اوپر ہوتے ہیں، سفیان نے اس موقع پر ہتھیلی کو موڑ کر انگلیاں الگ الگ کر کے شیاطین کے جمع ہونے کی کیفیت بتائی کہ اس طرح سے شیاطین ایک کے اوپر ایک رہتے ہیں۔ پھر وہ شیاطین کوئی ایک کلمہ سن لیتے ہیں اور اپنے نیچے والے کو بتاتے ہیں، اس طرح وہ کلمہ ساحر یا کاہن تک پہنچتا ہے۔ کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ کلمہ اپنے سے نیچے والے کو بتائیں، آگ کا گولہ انہیں آ دبوچتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ بتا لیتے ہیں تو آگ کا انگارہ ان پر پڑتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ (ایک بات جب اس کاہن کی صحیح ہو جاتی ہے تو ان کے ماننے والوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ کیا اسی طرح ہم سے فلاں دن کاہن نے نہیں کہا تھا، اسی ایک کلمہ کی وجہ سے جو آسمان پر شیاطین نے سنا تھا، کاہنوں اور ساحروں کی بات کو لوگ سچا جاننے لگتے ہیں۔'' (بخاری:4800)

(5) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کاہن ہمیں بعض چیزیں بیان کرتے تھے جنہیں ہم ویسا ہی پاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک سچی بات ہوتی ہے جس کو کوئی جن فرشتوں سے اچک لیتا ہے پھر اسے اپنے کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ کاہن اس سچ میں سو جھوٹ کی زیادتی کر دیتا ہے۔'' (مسلم:5816)

(6) ﴿شِهَابٌ مُّبِيْنٌ﴾ کے لغوی معنی شعلۂ روشن کے ہیں۔ دوسری جگہ قرآنِ مجید میں اس کی جگہ شہاب ثاقب کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی تاریکی کو چھیدنے والا شعلہ۔ اس سے مراد ضروری نہیں ہے کہ وہ ٹوٹنے والا تارا ہی ہو جسے ہماری زبان میں اصطلاحاً شہابِ ثاقب کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ شاید کسی اور نوعیت کی شعائیں ہوں مثلاً کائناتی شعائیں یا ان سے بھی زیادہ شدید کوئی اور قسم جو ابھی ہمارے علم میں نہ آئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شہابِ ثاقب مراد ہے جنہیں کبھی کبھی ہماری آنکھیں زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھتی ہیں۔

(7) زمانہ حال کے مشاہدات سے یہ معلوم ہوا کہ دوربین سے دکھائی دینے والے شہاب ثاقب جو فضائے بسیط سے زمین کی طرف آتے نظر آتے ہیں ان کی تعداد اوسطاً ایک کھرب روزانہ ہے۔ جن میں سے دو کروڑ روزانہ کے قریب ہر روز زمین کے بالائی خطے میں داخل ہوتے ہیں اور بمشکل صرف ایک زمین کی سطح تک پہنچتا ہے۔ ان کی رفتار بالائی فضاء میں کم و بیش 26 میل فی سیکنڈ ہوتی ہے اور بسا اوقات 50 میل فی سیکنڈ پر دکھائی گئی ہے۔ بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ برہنہ آنکھوں نے بھی ٹوٹنے والے تاروں کی غیر معمولی بارش دیکھی ہے۔ چنانچہ یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ 13 نومبر 1833 کو شمالی امریکہ کے مشرقی علاقے میں صرف ایک مقام پر نصف شب سے لے کر صبح تک 2 لاکھ شہاب ثاقب گرتے ہوئے دیکھے گئے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا:337/15)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾

''اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار سے اگائی ہے'' (19)

سوال: زمین میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں کی وضاحت ﴿وَالْأَرْضَ ... مَّوْزُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) زمین کا وسیع اور کشادہ ہونا، زمین میں گاڑے گئے بڑے بڑے پہاڑ اور زمین کی ہر چیز کا مناسب مقدار میں اگایا جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں

(2) ﴿وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا﴾ ''اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا ہے'' یعنی ہم نے زمین کو وسیع اور فراخ بنا کر پھیلا دیا تا کہ زمین میں رہنا بسنا اور رزق کا حصول آسان ہو۔

(3) ﴿وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ﴾ ''اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں'' یعنی زمین میں بڑے بڑے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں تا کہ زمین جمی رہے، اس کی حفاظت ہو، وہ کہیں ڈھلک نہ جائے۔

(4) ﴿وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ﴾ ''اور اس میں ہر چیز مناسب مقدار سے اگائی ہے'' یعنی زمین کے اندر اناج، پھل، پھول اور طرح طرح کی نفع مند اور ضروریات کی چیزیں پیدا کیں اور اس میں ہر معلوم اور وزن والی چیز پیدا کی۔

(5) زمین کی نباتات کے اندر بڑھنے کی لامحدود صلاحیت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کا اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ زمین کی ہر چیز بڑھتے ہوئے ایک خاص حد تک پہنچ کر رک جاتی ہے۔ اس سے آگے نہیں جا پاتی۔ پودوں اور درختوں کو اگر بلا روک ٹوک بڑھنے دیا جائے تو چند برس کے اندر زمین ہر ایک ہی پودا نظر آئے کسی اور کی گنجائش نہ رہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین اور کائنات کو کوئی کنٹرول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو حسب ضرورت اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

(6) ان چیزوں میں کوئی شخص نہ کمی لا سکتا ہے اور نہ زیادتی، اور جس ہیئت و کیفیت میں انہیں پیدا کیا ہے اس سے عمدہ کوئی کیفیت نہیں ہو سکتی ہے۔ (تیسیر الرحمن: 743/1)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الشوریٰ: 27)

﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ﴾

''اور ہم نے اس میں تمہاری معیشت کے اسباب بنائے ہیں اور ان کے بھی جنہیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں ہو'' (20)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: انسان کی معیشت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا انتظامات کئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ... بِرٰزِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ﴾ ''اور ہم نے اس میں تمہاری معیشت کے اسباب بنائے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم ہی نے تمہارے لیے زمین میں اسباب معیشت یعنی زندگی اور روزی کے اسباب بھی پیدا کر دیے ہیں۔ یعنی تمہارے لیے زمین میں رکھ دیئے ہیں ایک طرف زندگی کی ضروریات ہیں غذا، لباس، دوا اور پانی وغیرہ اور دوسری طرف ایسے جانور پیدا کیے جن کا تم دودھ پیتے ہو، گوشت کھاتے ہو اور ان پر سوار ہوتے ہو۔ اسی طرح زمین میں تم پھل، اجناس، سبزیاں وغیرہ حاصل کرتے ہو کہیں کھیتی باڑی سے تم روزی حاصل کرتے ہو اور کہیں پیشوں اور دست کاریوں سے اور کہیں تم غلاموں اور لونڈیوں سے خدمت لیتے ہو۔

(2) ﴿وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ﴾ ''اور ان کے بھی جنہیں تم ہرگز روزی دینے والے نہیں ہو'' یعنی تمہارے فائدے کے لیے جو جانور اور غلام اور ملازم تمہیں عطا کیے ہیں ان کے رزق کے تم ذمہ دار نہیں ہو بلکہ رب العزت نے وہ تمہیں عطا فرمائے ہیں اور ان کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ﴾ ''ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی'' (بنی اسرائیل: 31) تم فائدہ اٹھاؤ اور تمہارا رب انہیں کھلائے پلائے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ان کا رزق ہے۔ ﴿وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ ''اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے۔'' (سبا: 39)

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں'' (21)

سوال: ہر چیز کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، اس نے اشیاء کی فراہمی کے لئے جو اصول مقرر کیا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ ... مَّعْلُوْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ﴾ ''اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کے خزانے اس کے پاس ہیں۔

(2) اس سے مراد کائنات کے خزانے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ وجود میں لاتا ہے۔

(3) یعنی ہر قسم کا رزق اور ہر قسم کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے قبضہ اختیار میں نہیں، رزق کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ اپنی حکمت اور بے کراں رحمت کے مطابق جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1368/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ ''اور ہم اسے ایک معلوم اندازے کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اشیاء کی فراہمی کے لئے حد بندی کا اصول مقرر کیا ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک معلوم اور متعین مقدار مقرر ہے۔ مثال کے طور پر ہوا ایک حد کے اندر چلتی ہے ورنہ وہ طوفان بن جائے۔ سورج ایک خاص فاصلے پر ہے اگر تھوڑا اوپر چلا جائے تو زمین برف کی طرح جم جائے اور اگر نیچے آئے تو ہر چیز جل جائے۔ زمین کی کشش ایک حد کے اندر ہے۔ اگر زمین کی جسامت نصف ہوتی تو کشش اتنی کم ہو جاتی کہ ہر چیز ہلکی ہو جاتی اور ہلکے پن کی وجہ سے زمین پر چیزوں کا ٹھہرنا ممکن نہ ہوتا۔ اگر زمین کی جسامت دوگنا ہو جاتی تو کشش اتنی زیادہ ہو جاتی کہ بوجھ کی وجہ سے چلنا دوبھر ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے اندازے سے نہ کوئی چیز گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے۔

(5) اس کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے، وہ جب چاہے اور جتنا چاہے ظاہر کر دے، لیکن وہ آسمان سے زمین پر اپنے بندوں کے لئے اتنا ہی اتارتا ہے جس کا اس کی مشیت تقاضا کرتی ہے۔ (تیسیر الرحمن: 743/1)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے مگر وہ ایک اندازے سے جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔'' (الشوریٰ: 27)

﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ

''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پس ہم نے وہ تمہیں پلایا

وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ﴾

اور تم اس کو ہرگز ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو'' (22)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی ہوائیں بھیجتا ہے، وہی بارش برساتا ہے اور وہی پانی پلاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاَرْسَلْنَا ... بِخٰزِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ ہی ہوائیں بھیجتا ہے، وہی بارش برساتا ہے اور وہی پانی پلاتا ہے، فرمایا

(2) ﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ﴾ ''اور ہم نے ہواؤں کو بار آور بنا کر بھیجا'' لواقح ملاقح کے معنی میں ہے جو ملحقۃ کی جمع ہے یعنی حاملہ کرنے والی۔ (بخاری کتاب التفسیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)ہم نے ہواؤں یعنی رحمت کی ہواؤں کو مسخر کیا ہے جو بادلوں کو بارآور کرتی ہیں جیسے نر مادہ کو بارآور کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:1368/2)

(4)بوجھل ہواؤں سے مراد پانی سے بھرپور بادل ہیں جنہیں ہوائیں آسمان میں پھیلا دیتی ہیں یعنی جب ہوائیں بادلوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان سے پانی برستا ہے اور درختوں پر قلم چڑھاتی ہیں تو ان پر پتے اور کلیاں پھوٹ آتی ہیں یہ سب قدرت کی نشانیاں ہیں۔(مختصر ابن کثیر:962/1)

(5)﴿فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ﴾"پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پس ہم نے وہ تمہیں پلایا" یعنی آسمان سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی بارش نازل ہوتی ہے، اس کے پانی سے اللہ تعالیٰ انسانوں، جانوروں اور کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔

(6)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ﴾"تو کیا تم نے دیکھا وہ پانی جو تم پیتے ہو؟ کیا اسے بادلوں سے تم نے نازل کیا ہے یا اس کے نازل کرنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے سخت کھاری بنا دیں پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے؟"(الواقعہ:68-70)

(7)﴿وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ﴾"اور تم اس کو ہرگز ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو" بارش کے پانی کے بارے میں رب العزت نے وضاحت فرمائی ہے کہ تم اس کا خزانہ جمع کر کے نہیں رکھ سکتے۔ تمہاری یہ قدرت نہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہارے لیے اس پانی کو خزانہ کر کے رکھ دیتا ہے پھر وہ اسی پانی کو چشموں کی صورت میں بہا دیتا ہے، یہ اس کی رحمت ہے۔

﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ﴾

"اور بلاشبہ ہم ہی یقیناً زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور ہم وارث ہیں"(23)

سوال:اللہ تعالیٰ زندگی اور زندگی بعد الموت پر قدرت رکھتا ہے، اس کی وضاحت﴿وَاِنَّا...الْوٰرِثُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ﴾"اور بلاشبہ ہم ہی یقیناً زندگی دیتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں" اللہ تعالیٰ ہی نے زندگی کو ایجاد کیا اور وہی اعادہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

(2)اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوقات کو عدم سے وجود میں لاتا ہے، انہیں زندگی عطا کرتا ہے حالانکہ اپنی زندگی سے قبل وہ کچھ بھی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی زندگی کے بعد موت دیتا ہے اور ایک مقررہ وقت پر دوبارہ اٹھائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے۔'' (القصص:88)

(3) ﴿وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ﴾ ''اور ہم وارث ہیں'' اللہ تعالیٰ زمین اور اس کی تمام چیزوں کا وارث ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ﴾ ''یقیناً ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور جو اس پر ہے وہ سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے۔'' (مریم:40)

(4) اللہ تعالیٰ ہی وارث ہے کیونکہ مخلوق فنا ہونے والی اور اللہ تعالیٰ ہی باقی رہنے والا ہے۔ وہ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہیں آئے گی جو اس کے وجود کو الگ کر دے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔'' (آل عمران:180) (فتح القدیر:160/3)

﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا

الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾

جو بہت پیچھے آنے والے ہیں'' (24)

سوال: اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے سب لوگوں کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ تم سے پہلے لوگوں کو بھی جانتا ہے۔

(2) ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جان لیا جو بہت پیچھے آنے والے ہیں'' اور بعد میں آنے والے لوگوں کا بھی اس کو علم ہے۔

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: ﴿الْمُسْتَقْدِمِينَ﴾ سے مراد آدم اور ان کی اولاد میں سے جو گزر چکے اور ﴿الْمُسْتَأْخِرِينَ﴾ سے مراد جو ابھی مردوں کی پشت میں ہیں۔ (ابن ابی حاتم:2262/7)

(4) اللہ تعالیٰ ہر ایک کے بارے میں انفرادی طور پر علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انفرادی علم کا اندازہ انسان اپنے finger prints سے لگا سکتا ہے۔ ہر ایک کے نشانات مختلف ہوتے ہیں دوہرائے نہیں جاتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 2 10 2

﴿وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾

''اور یقیناً آپ کا رب ان سب کو اکٹھا کرے گا بلاشبہ وہ کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے'' (25)

سوال 1: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خاک کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ...عَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خاک کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی خاک کو جمع کرنے اور انہیں نئے سرے سے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ ضرور اپنی حکمت سے سب کو محشر میں جمع فرمائے گا۔ اس نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ رَبَّكَ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب'' اے رسول آپ ﷺ کا رب۔

(2) ﴿هُوَ يَحْشُرُهُمْ﴾ ''ان سب کو اکٹھا کرے گا'' وہ سب کو قیامت کے دن اکٹھا کرے گا تاکہ ان کا حساب کرے اور انہیں جزا دے۔

(3) ﴿اِنَّهٗ حَكِيْمٌ﴾ ''بلاشبہ وہ کمال حکمت والا'' اللہ تعالیٰ کمال حکمت کی وجہ سے ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے۔ وہی حساب کتاب کے بعد ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا۔

(4) ﴿عَلِيْمٌ﴾ ''سب کچھ جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ جانتا ہے زمین مردوں میں جو کچھ کمی کر رہی ہے۔ وہ علم رکھتا ہے کون کیا اعمال کر رہے ہیں اور کس نیت سے کر رہے ہیں۔ وہ دل کے بھیدوں کے جاننے والا ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا پورے عدل سے دے گا۔

(5) یہ حقیقت جس طرح اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے، اسی طرح اس کے کمال علم کی بھی دلیل ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اول و آخر تمام انسانوں کو ان کی کثرت کے باوجود میدانِ محشر میں جمع کرے گا اور اپنے علم و حکمت کے مطابق ان سے معاملہ کرے گا۔ (تیسیر الرحمن: 744/1)

سوال 2: ''اللہ تعالیٰ حساب لے گا'' یہ یقین انسان کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب: (1) ''اللہ تعالیٰ حساب لے گا'' اس کا یقین اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لانے سے آتا ہے۔

(2) اس کا یقین اپنی ذات پر غور و فکر کرنے سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے سے مختلف بنایا ہے۔ انسان کے انگوٹھے کا نشان بتاتا ہے کہ اس کے خالق نے اُن جیسا نشان کسی اور کا نہیں بنایا۔ وہ انفرادی طور پر ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے ہر ایک سے حساب بھی الگ الگ لے گا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(3) اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کو دیکھ کر یقین آتا ہے کہ قدرت والے رب کے لئے حساب لینے میں کوئی مشکل نہیں۔

سوال 3: اللہ تعالیٰ حساب لے کر ہر انسان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ علم کے ساتھ حکمت رکھتا ہے وہ ہر ایک کے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جس کا وہ مستحق ہے۔

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾

"اور ہم نے انسان کو بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا" (26)

سوال 1: انسان کے مادہ تخلیق کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا ... حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے انسان پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ﴾ "اور ہم نے انسان کو پیدا کیا" یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

(2) ﴿مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾ "بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے" ﴿صَلْصَالٍ﴾ یعنی خشک اور بجنے والی ﴿حَمَإٍ﴾ یعنی کیچڑ ﴿مَّسْنُونٍ﴾ یعنی چکنی مٹی۔ یعنی وہ مٹی جو کیچڑ سے بنی تھی اور خشک ہوگئی یعنی صاف اور شفاف تھی۔

(3) ﴿حَمَإٍ﴾ حماۃ کی جمع ہے بدبودار کیچڑ۔ ﴿مَّسْنُونٍ﴾ قالب میں ڈھالی گئی۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(4) ﴿حَمَإٍ مَّسْنُونٍ﴾ یعنی خمیر شدہ گارے سے پیدا کیا جس میں خشک ہونے کے بعد کھنکھناہٹ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے پکی ہوئی ٹھیکری کی آواز۔ (تفسیر سعدی: 1370/2)

سوال 2: کیچڑ اور سڑی ہوئی بدبودار مٹی نے زندہ انسان کی شکل وصورت کیسے اختیار کر لی؟

جواب: انسان اس راز کو پانے سے قاصر ہے کہ انسان کو زندگی کیسے ملی۔

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ﴾

"اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے آگ کی لپٹ سے پیدا کیا" (27)

سوال: جنوں کے مادہ تخلیق کی وضاحت ﴿وَالْجَانَّ ... السَّمُومِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ﴾ "اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے پیدا کیا" ﴿الْجَانَّ﴾ سے مراد جنوں کا باپ یعنی ابلیس۔ انسان سے پہلے جن آگ سے پیدا کئے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) جن پوشیدہ ہیں، آنکھ سے نظر نہیں آتے اس لئے انہیں جن کہتے ہیں۔

(3) ﴿مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ ''آگ کی لپٹ سے'' ''سموم'' کا معنی ایسی شدید گرم ہوا ہے جو شدت حرارت کی وجہ سے رگ و پے میں گھسی جاتی ہے۔ (تیسیر الرحمن: 744/1)

(4) جنوں کو ایسی آگ سے پیدا کیا گیا جس میں ہوا ملی ہوئی تھی۔ سموم بمعنی سخت گرم ہوا۔ یعنی اتنی گرم ہوا سے جو آگ جیسی گرم ہو اور ہر چیز کو جھلس کر رکھ دے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جنوں کی پیدائش میں غالب عنصر آگ تھا۔ ابلیس اصل میں جنوں کی جنس سے تعلق رکھتا تھا مگر اپنی ہمہ وقت عبادت گزاری کی وجہ سے وہ فرشتوں کی صفوں میں شامل ہو گیا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جن آگ کے شعلے سے پیدا کیے گئے اور سیدنا آدم علیہ السلام اس چیز (مٹی) سے پیدا کیے گئے جس کا ذکر (قرآن مجید میں) کیا گیا ہے۔'' (صحیح مسلم: 7495)

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾

''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں'' (28)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق کیا فرمایا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذْ قَالَ ... حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی فرشتوں میں ان کا ذکر کیا تھا، فرمایا: ﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾ ''اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا'' یعنی اے ہمارے رسول یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا۔

(2) ﴿اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''یقیناً میں بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں'' مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ ''صلصال'' کو بار بار دہرانے سے مقصود سیدنا انسان کو اس کی اصل کی یاد دہانی کراتے رہنا ہے، تاکہ کبر و نخوت میں پڑ کر تمرد و سرکشی کی زندگی نہ اختیار کرے۔ (تیسیر الرحمن: 745/1)

﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾

''پھر جب میں اسے پورا بنادوں اور اپنی روح سے اس میں پھونک دوں تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا'' (29)

سوال: فرشتوں کو سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا جو حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... سٰجِدِيْنَ﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ﴾ ”پھر جب میں اسے پورا بنادوں“ یعنی جب میں اس کے جسم کو پورا بنا چکوں یعنی اس کی تخلیق کو پورا کر چکوں۔

(2)﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ﴾ ”اوراپنی روح سے اس میں پھونک دوں“ روح پھونکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہلکا سا پرتو انسان میں پیدا ہوجائے اور انسان کو دوسرے جان داروں سے زیادہ عقل وتمیز،قوت ارادہ واختیار، مختلف اشیاء کے خواص معلوم کرنے کا علم نیز غور وفکر کے ذریعہ استنباط یا نتائج حاصل کرنے کا علم دیا گیا ہے۔یہ سب کچھ اسی ﴿نَفْخَةٌ﴾ کا نتیجہ ہے اور اسی بنا پر انسان زمین میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنایا گیا۔(تیسیر القرآن:482،481/2)

(3)﴿فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ ”تو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا“ یعنی آدم کو سجدہ کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم اور آدم علیہ السلام کی عزت وتکریم کے لئے،عبادت کے لیے نہیں۔

﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾

”توان سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا“(30)

سوال:فرشتوں نے سجدے کے حکم پر کیا کیا،اس کی وضاحت﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ ”توان سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا“ فرشتے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ان سب نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

﴿اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾

”مگر ابلیس نے انکار کردیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو“(31)

سوال:ابلیس نے سجدے کے حکم پر کیا کیا،اس کی وضاحت﴿اِلَّآ ...السّٰجِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾ ”مگر ابلیس نے انکار کردیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو“ ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام کی دشمنی کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کیا،کفر،غرور اور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ٹھکرادیا۔(2)ابلیس نے اپنے نفس کی تعظیم کی،اپنے آپ کو بڑا جانا اور حسد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی بات ثبت ہوگئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) یہ نسل انسانی کے ساتھ ابلیس کی دشمنی کا آغاز تھا۔

﴿قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا؟'' (32)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے انکار پر جو سوال کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... السّٰجِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل نہ ہوا؟'' اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے یہ سوال کیا تھا کہ کس چیز نے تجھے فرشتوں کے سجدے کے ساتھ شامل ہونے سے روکا؟

﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾

''اس نے کہا: ''میں ایسا نہیں ہوں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جس کو تو نے بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے'' (33)

سوال 1: ابلیس نے انکار کی جو وجہ بتائی، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... مَّسْنُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ﴾ ''اس نے کہا: ''میں ایسا نہیں ہوں کہ اس انسان کو سجدہ کروں'' ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر، سرکشی اور خود پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں آدم کو سجدہ نہیں کروں گا اور اس کی وجہ یہ بتائی۔

(2) ﴿خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''جس کو تو نے بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے'' ابلیس نے اپنی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں اس لیے سجدہ نہیں کروں گا کہ آگ کو مٹی پر شرف حاصل ہے یعنی انسان تو مٹی سے بنا ہے اور آگ مٹی کو کھا جاتی ہے۔ (جامع البیان: 34/14)

(3) جیسا کہ ابلیس نے کہا تھا: ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ''میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔'' (ص: 76)

(4) ابلیس نے حسد، کفر، عناد اور تکبر کی وجہ سے سارے فرشتوں کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ (تفسیر منیر: 337/7)

(5) یہ شیطان کا فلسفہ ہے جس کا شکار خود انسان ہو گئے اور اسی وجہ سے رسولوں کی بشریت کے منکر ہو گئے۔

سوال 2: حسد اور تکبر کا انجام کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)حسد اور تکبر اجتماعی خرابیوں کی جڑ ہے۔

(2)انسان جب ان بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے تو شیطان کا پیروکار بنتا ہے۔

سوال3:انسان کی زندگی میں حسد اور تکبر کے مواقع آئیں تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب:انسان کی زندگی میں حسد اور تکبر کے مواقع آئیں تو(1)انسان کو ایسے موقعوں پر جلن کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

(2)انسان کو فرشتوں کی پیروی کرنی چاہئے۔

﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''پھر یہاں سے نکل جا بلاشبہ تو مردود ہے''(34)

سوال:ابلیس کو جنت سے نکال دیا گیا،اس کی وضاحت﴿قَالَ...رَجِيْمٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾''اللہ تعالیٰ نے فرمایا''اللہ رب العزت نے شیطان کو حکم دیا۔

(2)﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا﴾''پھر یہاں سے نکل جا''یعنی تم جنت سے نکل جاؤ۔(ایسر التفاسیر:740)

(3)﴿مِنْهَا﴾کی ضمیر سے مراد''معزز و مکرم فرشتوں کی جماعت ہے۔''(تیسیر الرحمن:745/1)

(4)﴿فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ﴾''بلاشبہ تو مردود ہے''﴿رَجِيْمٌ﴾سے مراد ہر خیر اور ہر عزت و تکریم سے محروم کیا گیا ہے۔ (تیسیر الرحمن:745/1)یعنی تم رد کر کے ہر بھلائی سے دور کر دیے گئے۔

﴿وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

''اور بے شک جزا کے دن تک تجھ پر خاص لعنت ہے''(35)

سوال:ابلیس پر دائمی لعنت ہے،اس کی وضاحت﴿وَّاِنَّ...الدِّيْنِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا:﴿وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ﴾''اور بے شک تجھ پر خاص لعنت ہے''یعنی تم مذمت کے مستحق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو۔

(2)لعن کے لفظی معنی دور کر دینا اور دھتکار دینا ہیں۔لعنت کا لفظ عذاب کے معنوں میں بھی آتا ہے۔

(3)ابلیس کے اوپر آسمان والے فرشتے اور زمین کے اہل ایمان لعنت کرتے رہیں گے۔

(4)﴿اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ﴾''جزا کے دن تک''قیامت تک سے محاورے میں مراد دوام ہوتی ہے یہ امر مراد نہیں کہ قیام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے بعد ابلیس کی ملعونیت جاتی رہے گی۔(تفسیر ماجدی:739/2)

﴿قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾

اس نے کہا:"اے میرے رب! پھر مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے"(36)

سوال:ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت کی جو درخواست کی، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... یُبْعَثُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ﴾ اس نے کہا:"اے میرے رب! پھر مجھے تو مہلت دے" ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام سے حسد کی وجہ سے مہلت مانگ لی۔

(2)ابلیس انسان کا دشمن بن گیا تو اُس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگی۔

(3)﴿اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾ "اس دن تک مہلت دے جب وہ اٹھائے جائیں گے" یہ مہلت قیامت کے دن تک کے لیے مانگی۔

﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں میں سے ہے"(37)

سوال:ابلیس کی درخواست قبول کر لی گئی، اس کی وضاحت ﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"بے شک تو مہلت دیئے گئے لوگوں میں سے ہے" ابلیس کی درخواست استدراج کے طور پر قبول کر لی گئی۔(مختصر ابن کثیر:964/1)

(2)اللہ تعالیٰ کا شیطان کی دعا کو قبول کر لینا اس کے حق میں اکرام و تکریم نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیطان اور بندوں کے لئے ابتلاء اور امتحان ہے، تاکہ دشمن میں سے اس کا وہ سچا بندہ الگ ہو جائے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان مردود سے بہت ڈرایا ہے اور کھول کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔(تفسیر سعدی:1371/2)

سوال2:ابلیس کو مہلت دینے کے نتیجے میں انسان کے لیے کیسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے؟

جواب:(1)ابلیس کو مہلت کی وجہ سے انسان شیطان کی زد میں ہے۔

(2)انسان کی کامیابی اور ناکامی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ﴾

''ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے'' (38)

سوال: ابلیس کو کب تک مہلت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿إِلَىٰ ... الْمَعْلُومِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ﴾ ''ایسے وقت کے دن تک جو معلوم ہے'' ابن عباس نے کہا: اس سے مراد نفخہ اولیٰ ہے (یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا) یا وہ وقت جب ساری مخلوق کی موت واقع ہوگی۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے ابلیس نہیں جانتا جب ابلیس کو موت آجائے گی اور اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ (قرطبی: 20/5)

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

''اس نے کہا: ''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں ضرور ان کے لیے (گناہ) مزین کروں گا

وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا'' (39)

سوال 1: ابلیس نے اولاد آدم کو گمراہ کرنے کا جو اعلان کیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... أَجْمَعِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اس نے کہا:'' ابلیس نے اولاد آدم کو گمراہ کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا: ﴿رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ﴾ ''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے میں زمین میں ضرور ان کے لیے (گناہ) مزین کروں گا'' ابلیس نے دل میں چھپے حسد کو کھولتے ہوئے کہا کہ جیسے آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی آدم کے بچوں کے دلوں میں گناہوں کی محبت کو بوؤں گا ان کے اندر نافرمانیوں کی رغبت پیدا کروں گا۔

(2) میں انہیں ایسی بہاریں دکھاؤں گا کہ انہیں لحہ لحہ گناہوں میں مزا آئے گا۔

(3) میں ان کے سامنے دنیا کو ایسے مزین کروں گا اور انہیں اس طرح سے آمادہ کروں گا کہ انہیں گناہوں کے بغیر چین ہی نہیں آئے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ ''ابلیس نے کہا: پھر اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے یقیناً میں ان کے لیے آپ کے سیدھے راستے میں ضرور بیٹھوں گا۔ پھر میں لازماً ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان پر آؤں گا اور آپ ان

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔'' (الاعراف:17,16)

(4) میں ان کے کردار کو داغ دار بنائے بغیر چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ''اس نے کہا: کیا تو نے دیکھا یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے گا تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی پوری نسل کو ہر صورت جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا۔'' (بنی اسرائیل:62)

(5) ﴿وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا'' یعنی میں سب کے سب انسانوں کو بہکاؤں گا اور انہیں سیدھے راستے سے گمراہ کردوں گا۔

(6) اغواء سے مراد حق سے، اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اس کی سنتوں سے اغوا ہونا ہے۔ (الاساس فی التفسیر:2882/6)

(7) سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔'' (بخاری:3281)

سوال 2: تزئین سے کیا مراد ہے؟

جواب: تزئین شیطان کا ہتھیار ہے اور اغوا اس کا طریقہ کار ہے۔

سوال 3: ابلیس باطل کی تزئین کیسے کرتا ہے؟

جواب: (1) لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ابلیس حق کو باطل اور باطل کو حق بنا کر پیش کرتا ہے اور انسان کو باطل خوب صورت اور حق بدنما ہو کر نظر آتا ہے۔

(2) حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کی ایک فریب کاری یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو مکر و فریب میں مبتلا کرنے کے لیے ہمیشہ اس کی عقل پر اپنا جادو جگاتا ہے۔ اس کی جادوگری سے وہی شخص بچ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بچائے رکھے۔ انسان کے لیے جو چیز ضرر رساں ہو شیطان اسے اتنی خوش نما بنا کر پیش کرتا ہے کہ وہ اسے سب سے زیادہ مفید معلوم ہوتی ہے۔ اللہ اکبر شیطان نے اس فسوں کاری سے کتنے انسانوں کو بہکایا۔ دل و ایمان کے درمیان اس سے کتنی دیواریں کھڑی کیں باطل کو رنگ و روغن کر کے کتنی حسین شکل میں نمایاں کیا اور حق کو مسخ کر کے اس کی کتنی بھدی صورت دکھائی۔ سکے پرکھنے والوں کی نگاہوں میں کتنے کتنے کھوٹے سکے کھرے بتائے۔ اہل بصیرت کو کتنے مکر و فریب دیئے۔ وہی تو ہے جس نے لوگوں کے دل و دماغ پر جادو کر کے انہیں مختلف مذاہب اور بے شمار راہوں پر ڈال دیا۔ انہیں گمراہی کا ہر راستہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دکھایا۔تباہی کے ہر کھڈ میں گرایا۔بتوں کی پرستش، رشتہ داروں سے قطع تعلق، ماں بہنوں سے شادی اور لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے کو اچھا بتایا۔کفر وفسق اور عصیان ونافرمانی کے باوجود اس نے لوگوں سے جنت کا وعدہ کیا اور ان کے لیے تعظیم کی عظیم شکل میں شرک کا چور دروازہ کھول دیا۔اللہ تعالیٰ کی صفات علو وتکلم کو تنزیہہ کا نام دیا۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر چھوڑنے کو لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور یاری بتایا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:﴿عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ﴾ تم اپنی فکر کرو پر عمل درآمد اور رسول کی سنت سے اعراض کو تقلید کے سانچے میں پیش کیا۔(اغاثۃ اللہفان:130/1)

(3)سیدنا آدم علیہ السلام کو بہکانے کے لیے ابلیس نے اسی ہتھکنڈے کو استعمال کیا تھا۔جس درخت کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حرام کر دیا تھا شیطان نے اس کا پھل کھانے کو اچھا بتایا اور آدم سے بااصرار کہنے لگا کہ یہ شجرۃ خلد ہے اس کا پھل کھالو تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے یا فرشتہ بن جاؤ گے۔آدم علیہ السلام نے اس کی بات مان لی۔انجام کار انہیں جنت سے نکلنا پڑا۔ آج شیطان نوازوں کو دیکھیے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے کس طرح اس ہتھکنڈے کو استعمال کر رہے ہیں۔کمیونزم اور سوشلزم کو دیکھیے۔لوگ کہتے ہیں کہ ان ہی نظریات کے ذریعہ سے انسانیت کو حیرانی وپریشانی تباہی وبھکمری سے نجات مل سکتی ہے۔پھر ان تحریکوں کو دیکھو جو عورت کی آزادی کے نام پر خاتون خانہ کی بجائے ’’سبھا کی پری‘‘ بنانے پر تلی ہوئی ہیں اور آرٹ کے نام پر ان بے ہودہ ڈراموں کو اسٹیج کرنے کی روادار علمبردار ہیں جن میں عزت وناموس کو پیروں تلے روندا جاتا اور اخلاقی اقدار کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ان افکار پر بھی نظر ڈالو جو افزائش اور وافر نفع کے نام پر زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے سودی بینکوں میں روپے جمع کروانے کے پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ان نظریات پر بھی غور کرو جن کے یہاں مذہب پر عمل درآمد قدامت پسندی، دقیانوسیت اور ملائیت ہے اور مبلغین اسلام مشرقی ومغربی ملکوں کے ایجنٹ۔یہ سب شیطان کے اسی ہتھکنڈے کا تسلسل ہے جس کے ذریعہ سے اس نے بہت پہلے آدم کو بہکایا تھا یعنی باطل کو دیدہ زیب ودل فریب بنانا اور حق کے چہرے پر کالک لگا کر لوگوں کو اس سے متنفر کرنا۔رب العزت نے فرمایا:﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾’’اللہ تعالیٰ کی قسم!بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی امتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے۔پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا۔‘‘(النحل:63)واللہ یہ بڑا خطرناک حربہ ہے اس لیے کہ انسان کے سامنے کوئی غلط چیز مزین کر کے پیش کر دی جائے اور وہ اسے صحیح سمجھ بیٹھے تو جس چیز کو اس نے صحیح سمجھا ہے اس کے حصول کے لیے وہ پوری قوت سے کھڑا ہو جاتا ہے خواہ اسے اس کی اپنی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ ''آپ کہہ دو کیا ہم تمہیں بتائیں جو لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں؟ وہ لوگ جن کی محنت دنیا کی زندگی میں ہی کھوگئی اور وہ سمجھتے رہے کہ یقیناوہ ایک اچھا کام کررہے ہیں۔'' (الکھف:104,103) یہی وجہ ہے کہ اہل کفر دنیا کو ترجیح دیتے اور آخرت سے تغافل برتتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ﴾ ''اور ہم نے ان پر برے دوست مسلط کردیئے ہیں تو انہوں نے ان کے آگے اوران کے پیچھے سے ہر چیز کوان کے لیے خوش نما بنادیا۔'' (حم السجدہ:25)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیطان ہی سے اس کے گرگوں کو یہ ہنر وراثت میں ملا ہے کہ وہ حرام چیزوں کا ایسا نام رکھتے ہیں جس نام کی چیز کوانسان کا دل پسند کرتا ہے جیسے شراب کو اصل مزہ، جوئے کو آرام کی روٹی، سود کو لین دین اور ظالمانہ ٹیکس کوشاہی حقوق کا نام دے دیا گیا ہے۔ آج سود کوانٹرسٹ اور رقص وسرود، گانوں ڈراموں اور تصویروں و مجسموں کو آرٹ بتایا جارہا ہے، جنوں کا نام خرد رکھ دیا، خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

(4) افراط وتفریط: اس سلسلہ میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جب کوئی حکم صادر کرتا ہے تو اس کے بارے میں شیطان کی دوخواہشیں ہوتی ہیں یا تو اس میں کمی وکوتاہی کی جائے یا زیادتی وغلو۔ اس کی بلا سے بندہ دونوں میں سے کوئی بھی غلطی کرے۔ شیطان انسان کے دل کے پاس آتا ہے اور اسے سونگھتا ہے۔ اگر اس میں پست ہمتی، تن آسانی اور سہل پسندی کی صفت ہوتی ہے تو وہ اس کے دروازہ سے انسان پر حملہ کرتا ہے چنانچہ اس کی حوصلہ شکنی کرکے فرائض کی انجام دہی سے روک دیتا ہے۔ اس پر تن آسانی اور آرام طلبی مسلط کردیتا ہے اوراس کے لیے تاویل وتوجیہہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب انسان تمام احکام سے کلی طور پر آزاد ہوجاتا ہے۔ اگر انسان کے دل میں حقیقت پسندی، احتیاط اور جوش وولولہ ہوتا ہے اور شیطان کو اس پر اس دروزاہ سے حملہ کرنے کی توقع نہیں رہتی ہے تو وہ اسے ضرورت سے زیادہ اجتہاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اس سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے اتنا کافی نہیں تم تو اس سے زیادہ کرسکتے ہو۔ تمہیں ان سے زیادہ عمل کرنا چاہیے۔ اگر وہ سوتے ہیں تو تمہیں سونا نہیں چاہیے۔ وہ افطار کرتے ہیں تو تمہیں افطار نہیں کرنا چاہیے۔ ان کو سستی لاحق ہوتی ہے تو تمہیں سستی لاحق نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی اپنا چہرہ تین تین مرتبہ دھوئے تو تمہیں سات سات مرتبہ دھونا چاہیے۔ وہ نماز کے لیے وضو کرتے ہیں تو تمہیں غسل کرنا چاہیے اوراسی طرح دوسرے کاموں میں افراط اور ناجائز زیادتی کی ترغیب دیتا ہے۔ غرض یہ کہ اسے غلو، انتہا پسندی اور صراط مستقیم کی راہ سے آگے بڑھادیتا ہے جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے شخص کو صراط مستقیم تک پہنچنے نہیں دیتا اور دوسری صورت میں آگے نکل جاتا ہے۔ اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے۔ اس سے نجات کی صورت صرف اور صرف گہرے علم، مضبوط ایمان، شیطان کی مخالفت کی طاقت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾ (الوابل الصیب:19)

﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾

''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں'' (40)

سوال 1: کن لوگوں پر شیطان کا داؤ نہیں چلے گا، اس کی وضاحت ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ابلیس نے کہا: ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ ''مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں''، یعنی جو تیرے مخلص بندے ہوں گے اور اپنے دین و اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں گے ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔ (تیسیر الرحمٰن:746/1)

(2) وہ بندے جن کو آپ نے اخلاص، ایمان اور توکل کی وجہ سے چن کر خالص کر لیا ان پر میرا بس نہیں جیسا کہ ابلیس نے کہا: ﴿قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا﴾ ''اُس نے کہا: کیا تو نے دیکھا یہ شخص جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟ یقیناً اگر تو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے گا تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا اس کی پوری نسل کو ہر صورت جڑ سے اُکھاڑ پھینکوں گا۔'' (بنی اسرائیل:62)

سوال 2: مخلص بندوں پر شیطان کا زور کیوں نہیں چلتا؟

جواب: (1) مخلص بندوں کی نظریں رب پر لگی ہوتی ہیں۔ مخلص بندوں پر شیطان کا داخلہ بند ہوتا ہے۔ مخلص بندے شیطان کے وسوسوں پر نہیں چلتے۔

(2) سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے شیطان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امت محمد ﷺ کے لئے معصیتوں کو سجا سنوار کر پیش کیا تو انہوں نے استغفار کے ذریعے میری کمر توڑ دی، اس کے بعد میں نے ایسے گناہ آراستہ کیے جن سے وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار نہیں کرتے۔ یہ گناہ خواہشات نفسانی ہیں۔ شیطان نے سچ کہا ہے لوگوں کو ان امور میں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ گناہ کی طرف جا رہے ہیں اس لئے استغفار ہی کیا کریں گے؟ (احیاء العلوم)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"اور بلاشبہ یقیناً ابلیس نے ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا، تو اہلِ ایمان کے ایک گروہ کے سوا اُن سب نے اس کا پیچھا کیا۔" (سبا:20)

﴿قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے"(41)

سوال: ﴿قَالَ ... مُسْتَقِيْمٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

(2) ﴿هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ "یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے" یعنی یہ اعتدال والا راستہ مجھ تک اور میرے معزز گھر تک پہنچاتا ہے۔

(3) مجاہد نے کہا: ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ﴾ کا معنی سچا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(4) یعنی تم سب نے ایک دن میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے اور میں ہی تمہارے اعمال کا بدلہ دوں گا اگر اعمال اچھے ہوئے تو اچھا بدلہ اور اگر اعمال برے ہوئے تو برا بدلہ دوں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ "بلاشبہ تمہارا رب یقیناً گھات میں ہے۔" (الفجر:14) ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ "اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور ان میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا۔" (النحل:9) (المصباح المنیر :510/3)

﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾

"بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے"(42)

سوال 1: شیطان کا بس اللہ تعالیٰ کے کن بندوں پر نہیں چلتا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... الْغٰوِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) شیطان کا بس اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر نہیں چلے گا، رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ عِبَادِيْ﴾ "بے شک میرے بندوں پر" یعنی جو اہل ایمان اور اہل تقویٰ ہوں گے۔ (تفسیر الثعلبی :401/3)

(2) ﴿لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ﴾ "تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا" یعنی میرے بندوں پر تیرا بس نہیں چلے گا کہ تم انہیں گمراہ کر سکو جن کے لیے میں نے ہدایت لکھ دی ہے تم ان تک نہیں پہنچ سکو گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) میرے بندوں کے گمراہ نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اس کے احکامات کی فرماں برداری کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان کے طریقہ واردات سے بچا لیتے ہیں۔

(4) ﴿اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ﴾ ''مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے'' ﴿الضال﴾ بھی گمراہ کو کہتے ہیں مگر اس گمراہ کو جو حق کو جانے بغیر اس کو چھوڑ دے۔ ﴿الغاوی﴾ اس گمراہ کو کہتے ہیں جو حق کو پہچان کر اسے چھوڑ دے۔

(5) جو جان بوجھ کر میری اطاعت کی بجائے تمہاری اور کافروں کی اطاعت پر راضی ہو گیا۔

(6) یعنی تمہاری دعوت اور وسوسے ان پر اثر انداز ہوں گے جنہوں نے شرک کیا۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ﴾ ''اور ابلیس کا ان پر کوئی اقتدار نہ تھا مگر یہ اس لیے ہوا تا کہ ہم یہ معلوم کر لیں کہ کون ان میں سے آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون ہے جو اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہے۔'' (سبا:21)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ﴾ ''ان لوگوں پر یقیناً اس کا کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں۔'' (النحل:100,99)

سوال 2: شیطان کی پیروی سے کیسے بچیں؟

جواب: (1) سیدنا عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ''جابیہ'' مقام پر ایک خطبہ دیا اور یوں فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح میں کھڑا ہوں اور فرمایا: تم میں سے جو وسط جنت کا ارادہ رکھتا ہے اسے جماعت کو لازم پکڑنا چاہیے، کیونکہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور رہتا ہے۔'' (تلبیس ابلیس)

(2) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا پھر اسی طرح گویا ہوئے: ''یہ اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے'' پھر آپ نے اس کے دائیں اور بائیں خط کھینچے اور یوں فرمایا: ''ان راستوں میں سے کوئی بھی راستہ ایسا نہیں ہے مگر اس پر شیطان موجود ہے جو اپنی دعوت دے رہا ہے۔'' اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ ''اور یقیناً

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہی میرا سیدھا راستہ ہے اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو۔(الانعام:153)(تلبیس ابلیس)

(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جو انہوں نے وفات نبوی ﷺ کے دوسرے دن پڑھا تھا جس دن مسلمانوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا پھر کہا: اما بعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی یعنی دنیا اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین وسیدھا راستہ بتایا۔ پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یاب رہو گے یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بتلایا تھا۔(صحیح بخاری:7269)

(4) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے اچھی بات کتاب اللہ ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور سب سے بری نئی بات (بدعت) پیدا کرنا ہے (دین میں) اور بلاشبہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آ کر رہے گی اور تم پروردگار سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔"(صحیح بخاری:7277)

﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

"اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے"(43)

سوال: جہنم کس کا آخری ٹھکانہ ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ "اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے" یعنی جو لوگ ابلیس کی پیروی کریں گے ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔(المصباح المنیر:511/1)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ﴾ "اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے گا تو اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔(ہود:17) (3) جو جماعت قرآن کو نہ مانے اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔

ع 3 19 3

﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ﴾

"اس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کا ان میں سے تقسیم شدہ حصہ ہے"(44)

سوال: جہنم کے سات دروازے ہیں، اس کی وضاحت ﴿لَهَا... مَّقْسُوْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ﴾ "اس کے سات دروازے ہیں" یعنی جہنم کے سات دروازے ہیں اور لوگ ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دروازے کے لیے بٹے ہوئے ہیں اسی سے وہ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہنم سے بچائے۔ آمین۔ (مختصر ابن کثیر:965/1) جہنم کے سات درجے ہیں۔ پہلا جہنم، دوسرا لظی، تیسرا حطمہ، چوتھا سعیر، پانچواں سقر، چھٹا جحیم، ساتواں ھاویہ۔ ہر دروازہ دوسرے دروازے سے نیچے ہوگا۔

(2) ﴿لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ﴾ ”ہر دروازے کا ان میں سے“ یعنی ابلیس کے پیروکاروں میں سے۔

(3) سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ”بعض کو ٹخنوں تک آگ پکڑے گی اور بعض کو ازار باندھنے کی جگہ تک اور بعض کو گردن تک۔“ (مسلم:2845)

(4) ﴿جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ ”تقسیم شدہ حصہ ہے“ یعنی ان کے اعمال کے مطابق۔ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ (٩٤) وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ﴾ ”پھر وہ اور بہکے ہوئے لوگ بھی اوندھے منہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اور ابلیس کے لشکر سب کے سب۔“ (الشعراء:95,94)

(5) جہنم میں توحید پرست جنہیں کچھ عرصہ بعد سفارش پر نکال لیا جائے گا۔ دوسرے درجے میں یہودی، تیسرے درجے میں عیسائی، چوتھے درجے میں صابی، پانچویں درجے میں مجوسی، چھٹے درجے میں مشرکین، ساتویں درجے میں منافقین۔ (فتح القدیر)

(6) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ ”یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور آپ ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔“ (النساء:145)

(7) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! ابو طالب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (دوسرے لوگوں سے) ناراض ہوتے تھے، کیا یہ چیز ان کے کسی کام آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! اب وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہیں اگر میں ان کے لئے سفارش نہ کرتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔“ (مسلم، کتاب الایمان)

(8) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”قیامت کے دن دوزخ والوں میں سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو ہوگا جس کے پاؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے ہوں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔“ (صحیح مسلم:516)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے جہنم سے بھاگنے والے کسی شخص کو (آرام کی نیند) سوتے نہیں دیکھا نہ ہی جنت کے کسی خواہش مند کو (آرام کی نیند) سوتے دیکھا ہے۔“ (ترمذی)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾

''بلاشبہ متقی باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔'' (45)

سوال: متقیوں کے بہترین انجام کی وضاحت ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''بلاشبہ متقی'' یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذابوں کا خوف رکھتے ہوئے شیطان کی فرماں برداری، اس کے وسوسوں، گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتے ہیں۔ (2) جمہور صحابہ اور تابعین کے نزدیک یہاں ''متقین'' سے مراد شرک باللہ سے بچنے والے ہیں، اور ایک قول کے مطابق ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام گناہوں سے بچتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن:746)

(3) ﴿فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ﴾ ''باغوں اور چشموں میں ہوں گے'' یعنی اہل جنت سدا بہار باغوں میں امن و سلامتی سے داخل ہوں گے جس میں ہر قسم کے پکے ہوئے درختوں کے اور گھنی چھاؤں والے ہر قسم کے درخت ہوں گے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ﴾ ''جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدلنے والا نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ تبدیل نہیں ہوا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذیذ ہیں اور خوب صاف کیے ہوئے شہد کی نہریں ہیں اور اُن کے لیے اس میں ہر طرح کے پھل ہیں اور اُن کے رب کی طرف سے بخشش ہے، کیا وہ اُس کی طرح ہیں جو آگ میں ہمیشہ رہنے والا ہے؟ اور اُن کو گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ اُن کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گا۔'' (محمد:15)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا: کون سی چیز لوگوں کو جنت میں بہت داخل کرتی ہے؟ فرمایا: ''اللہ عزوجل سے ڈرنا اور حسن خلق اور اس چیز کے بارے میں پوچھا جو بہت زیادہ دوزخ میں داخل کرتی ہے، فرمایا: ''منہ اور شرم گاہ (فرج)۔'' (جامع ترمذی:2004)

(6) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے رب تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' (ترمذی:616)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: ”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، برائی کے پیچھے نیکی لگا کر اس کو مٹا دو اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“ (ترمذی: 1987)

(8) تقویٰ کی دعا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى﴾ ”اے اللہ بلاشبہ میں آپ سے، ہدایت، تقوی، پاک دامنی اور تونگری کا سوال کرتا ہوں۔“ (مسلم: 6904)

(9) ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ ”یہ وہ جنت ہے جس کا وارث اپنے بندوں میں سے اُسے ہم بنائیں گے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔“ (مریم: 63)

(10) ﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ”اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“ (آل عمران: 133)

(11) جنت میں داخلے کے وقت ان سے کہا جائے گا

﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾

”سلامتی اور امن کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ“ (46)

سوال: اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا اعلان ہوگا، اس کی وضاحت ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُدْخُلُوْهَا﴾ ”ان میں داخل ہو جاؤ“ جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ اس میں۔

(2) ﴿بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾ ”سلامتی اور امن کے ساتھ“ یعنی ہر تکلیف اور آفت سے صحیح سالم رہتے ہوئے یعنی بیماری، غم، نعمتوں میں کمی یا نعمتیں چھن جانے سے، نیند اور تھکن سے اور سب سے بڑھ کر موت سے سلامتی پا کر مامون و محفوظ ہو جاؤ۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ”اُن کے رب کے پاس اُن کے لیے سلامتی کا گھر ہے اور وہ اس کی وجہ سے اُن کا مددگار ہے جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔“ (الانعام: 127)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾ ”وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے۔“ (الکہف: 108)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾

''اوران کے سینوں میں سے کینہ ہم کھینچ نکالیں گے وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی ہوں گے''(47)

سوال: مومن کینوں سے پاک ہو کر جنت میں جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَنَزَعْنَا ... مُّتَقَابِلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ﴾ ''اوران کے سینوں میں سے کینہ ہم کھینچ نکالیں گے'' اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کے سینوں میں کوئی ایسا جذبہ نہیں رہنے دے گا جو ان کی خوشیوں کو پامال کرے اور ان کے دل و دماغ میں تکدر پیدا کرے، اس لئے ان کے سینوں سے بغض و عداوت اور حسد و کینہ کو یکسر نکال دے گا۔ (تیسیر الرحمن:747/1)

(2) اہل جنت کے دل حسد اور کینہ سے پاک صاف ہوں گے۔

(3) ابن عیینہ نے کہا: غل سے مراد عداوت ہے۔ (جامع البیان:39/14)

(4) کفوی نے کہا: غل سے مراد دل کا مخلوق کے بارے میں خیانت کرنا ہے۔ (تفسیر قرطبی:133/7)

(5) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومنین جہنم سے چھٹکارا پا جائیں گے لیکن دوزخ اور جہنم کے درمیان ایک پل پر انھیں روک لیا جائے گا اور پھر ایک دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی تب انھیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنتیوں میں سے ہر کوئی جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے اپنے گھر کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقے پر پہچان لے گا۔'' (صحیح بخاری:6535)

(6) عز بن عبد السلام نے کہا: غل ان باطنی خرابیوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے جس کے لئے یہ آیت دلیل ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا﴾ ''اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا۔'' (الحشر:10) (النضرۃ النعیم)

(7) سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاف دل (جو حسد اور کبر اور بغض اور خیانت سے خالی ہو) زبان کا سچا۔ لوگوں نے کہا کہ زبان کے سچے کو تو ہم پہچانتے ہیں لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پرہیزگار پاک صاف جس کے دل میں نہ گناہ ہو نہ بغاوت نہ بغض نہ حسد۔'' (ابن ماجہ:4216)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتیوں کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے کہ نہ ان میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض۔'' (صحیح بخاری:3246)

(9) ﴿اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ ''وہ آمنے سامنے تختوں پر بھائی بھائی کی طرح ہوں گے'' یہ آیت کریمہ ان کے آپس میں ایک دوسرے کی زیارت کرنے، ان کو اکٹھے ہونے اور ان کے آپس میں حسن ادب پر دلالت کرتی ہے نیز یہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ وہ جنت میں ایک دوسرے سے پیٹھ پھیر کر نہیں بلکہ سجے تختوں پر تکیے لگا کر، موتی اور مختلف قسم کے جواہرات جڑے ہوئے بچھونوں پر، ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں گے۔ (تفسیر سعدی:1373/2)

(10) ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: ''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا۔ اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الحشر:10)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اس آدمی کے جو اپنے (مسلمان) بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ دونوں صلح کر لیں۔ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔'' (مسلم:6544)

(12) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ نبی ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿رَبِّ أَعِنِّي وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْ لِي وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرِ الْهُدَى لِي، وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي﴾ ''یعنی یا اللہ میری مدد کر اور میرے اوپر کسی کی مدد نہ کر اور میری تائید کر اور میرے اوپر کسی کی تائید نہ کر اور میرے لیے تدبیر کر اور میرے نقصان اور ضرر کے لیے کسی کے لیے تدبیر نہ کر اور مجھ کو ہدایت دے اور میرے لیے ہدایت آسان کر اور اس شخص کے اوپر میری مدد کر جو مجھ پر زیادتی کرے اور اے میرے رب تو مجھے اپنا ہی شکر کرنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والا، اور تجھ سے ڈرنے والا اور تیری ہی اطاعت کرنے والا اور تجھی سے ڈرنے والا تیری ہی اطاعت کرنے اور تیرے ہی سے اپنا درد و اندوہ بیان کرنے والا اور تیری ہی طرف رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے رب میری توبہ قبول کر اور میرا گناہ دھو دے اور میری دعا قبول کر اور میری حجت ثابت کر دے اور میری زبان کو سیدھا کر دے اور میرے دل کو ہدایت دے اور میرے سینہ کا حسد نکال دے۔" (ترمذی:3551)

﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾

"نہ ہی وہاں انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں" (48)

سوال: جنت میں آرام ہی آرام ہوگا، اس کی وضاحت ﴿لَا يَمَسُّهُمْ ... بِمُخْرَجِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ﴾ "نہ ہی وہاں انہیں کوئی تھکاوٹ چھوئے گی" جنت میں انہیں تکلیف، دکھ اور غم نہیں آئے گا، نہ انہیں ظاہری تھکاوٹ ہوگی، نہ باطنی۔ وہاں آرام ہی آرام ہوگا۔

(2) اللہ تعالیٰ جنت میں کامل حیات عطا فرمائیں گے جو آفتوں کا اثر قبول نہیں کرے گی۔ (تفسیر سعدی:1373/2)

(3) سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دے دوں جو موتیوں سے بنا ہو، اس میں نہ کوئی شور و غل ہوگا اور نہ کوئی تھکان۔" (بخاری:1792)

(4) ﴿وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ﴾ "اور نہ ہی وہ اس سے کبھی نکالے جانے والے ہیں" یعنی وہ جنت سے نکالے نہیں جائیں گے۔

(5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب جنت والے جنت کی طرف چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ کی طرف چلے جائیں گے تو پھر موت کو جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا پھر اسے ذبح کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: اے جنت والو! اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے تو پھر جنت والوں کی خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخ والوں کی پریشانی میں اور زیادتی ہو جائے گی۔" (صحیح مسلم:7184)

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

"آپ میرے بندوں کو بتا دیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں" (49)

سوال 1: ﴿نَبِّئْ ... الرَّحِيْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْٓ﴾ ”آپ میرے بندوں کو بتا دیں“ اللہ رب العزت نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ میرے مومن توحید پرست بندوں کو دلائل کی تائید کے ساتھ خبر دے دیں۔

(2) ﴿اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ”بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں“ یعنی اگر میرے بندے نافرمانی کریں اور اس سے توبہ کر لیں تو میں ان کے لئے غفور ہوں اور میں ان پر رحیم ہوں انہیں عذاب نہیں دوں گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۵۳) وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴾ ”آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اُس کے مطیع بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔“ (الزمر: 54,53)

(3) کیونکہ جب بندے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ اور اس کی مغفرت کی معرفت حاصل کر لیں گے تو ان اسباب کے حصول میں کوشاں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ تک پہنچاتے ہیں گناہوں کے ارتکاب سے رک کر ان سے توبہ کریں گے، تاکہ وہ اس کی مغفرت کے مستحق قرار پائیں اور وہ امید کے اس حال تک نہ پہنچ جائیں کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مامون سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے بارے میں جرأت کا رویہ رکھیں۔ (تفسیر سعدی: 1373/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا ذکر عذاب سے پہلے کیا گیا، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا ذکر عذاب سے پہلے کیا گیا کہ (1) اللہ تعالیٰ نے رحمت و مغفرت کو اپنے اوپر فرض کر لیا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے کہ لوگوں کو مغفرت اور رحمت نصیب ہو۔

﴿وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾

”اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے“ (50)

سوال: نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے بارے میں جو خبر دینے کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاَنَّ ... الْاَلِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ﴾ ”اور یقیناً میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے“ اللہ تعالیٰ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عذاب کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا' نہ اس کی حقیقت کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو خبر دے دیں کہ میرا عذاب دردناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عذاب سے بچا لے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ (۲۵) وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ﴾ ''چنانچہ اُس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا کوئی عذاب نہ دے گا۔ اور نہ ہی اُس کے باندھنے جیسا کوئی باندھے گا۔'' (الفجر:26,25)

(3) بندے کا دل اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوف کھاتا ہے تو وہ ہر اس چیز سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے جو عذاب کا سبب بنے۔ پھر اس کے دل میں گناہوں سے خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بندہ جب رب کی رحمت اور مغفرت کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کا دل امید اور رغبت سے بھر جاتا ہے۔

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایمان والا اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذابوں سے پوری طرح واقف ہوتا تو اس کے دل سے جنت کی طمع ہٹ جاتی یعنی وہ صرف عذابوں اور اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے کوشاں رہتا۔ اگر کافر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں کو جان لیتا تو کبھی بھی ناامید نہ ہوتا (بخاری:6469)

(5) سیدنا ابو ذر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے، جس نے ایک نیکی کی، اس کے لیے دس گناہ اجر ہے یا اس سے بھی زیادہ میں دوں گا۔ جو مجھ سے ایک بالشت کے برابر (نیکیوں کے ذریعے سے) قریب ہوگا میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوں گا اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوگا میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوں گا، جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آؤں گا، اور جو مجھ سے زمین بھر برائی لے کر ملے گا (لیکن) وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو میں اس سے اسی قدر بخشش لے کر ملوں گا (مسلم:6833)

(6) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک مرتبہ) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ، تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیتا ہے میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس بھروسہ کر بیٹھیں گے'' (اور عمل چھوڑ گے) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرما دی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔(بخاری:128)

(7) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی حاضر کیے گئے ان میں ایک عورت بھی تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔جب قیدیوں میں ایک بچے پر اس کی نظر پڑی تو دوڑ کر عورت نے بچہ کو پکڑ کر سینے سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلایا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''دیکھو کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟''ہم نے عرض کیا''نہیں وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی''فرمایا:''جس قدر یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔''(صحیح بخاری:5999)

(8) سیدنا سلمان فارسی علیہ السلام روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کے لیے سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کرتی ہے اور ننانویں رحمتیں قیامت کے دن کے لیے ہیں۔''(مسلم:6975)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ایک بندے نے بہت گناہ کیے اور کہا:اے میرے رب میں تیرا ہی گناہ گار بندہ ہوں مجھ بخش دے۔اللہ رب العزت نے فرمایا:میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے،میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اس نے گناہ کیا اور عرض کیا:میرے رب!میں نے گناہ کر لیا اسے بھی بخش دے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:میرا بندہ کہتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے۔میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا اور اس نے گناہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا:اے میرے رب!میں نے گناہ پھر کر لیا ہے تو مجھے بخش دے۔اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے۔میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین مرتبہ۔پس اب جو چاہے عمل کرے۔''(صحیح بخاری:7507)

(10) سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی موت کے وقت کہا:میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے چھپائے رکھی تھی۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:''اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا فرماتا جو گناہ کرتی اور(اللہ تعالیٰ)انہیں معاف فرماتا۔''(مسلم:6963)

(11) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں (دنیا) سے لے جاتا اور ایسی قوم لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تو اللہ انہیں معاف فرما دیتا۔'' (مسلم:6965)

(12) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی لوگوں کی ایک جماعت میں موجود تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور ہمارے پاس واپس آنے میں دیر لگا دی۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہماری غیر حاضری میں (دشمن نے) آپ کو نقصان نہ پہنچایا ہو چنانچہ ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ گھبرانے والوں میں میں سب سے پہلا شخص تھا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ میں ایک انصار کے ایک باغ میں آ گیا۔ پھر انہوں نے ایک لمبی حدیث ذکر فرمائی جس میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنایا آپ ﷺ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جاؤ! اس باغ کے باہر جو بھی تمہیں ملے جو دل کے یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے تو اسے جنت کی خوش خبری سنا دو۔'' (مسلم:147)

(13) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان، جو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے، کی تلاوت فرمائی: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ﴾ ''اے پروردگار (ان معبودانِ باطلہ) نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے تو جس نے میری تابع داری کی تو وہ مجھ سے ہوا (میرا ہے) اور جس نے نافرمانی کی تو تُو اس کو بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' اور یہ آیت جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: ''اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو غالب، کمال حکمت والا ہے۔'' پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور فرمایا اے اللہ میری امت، میری امت اور آپ ﷺ پر گریہ طاری ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! جاؤ محمد ﷺ کے پاس حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے۔ ان سے پوچھ کہ آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو خبر دی حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! جاؤ محمد ﷺ کی طرف اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور ہم آپ ﷺ کو نہیں بھولیں گے۔'' (صحیح مسلم:499)

﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ﴾

''اور آپ ان کو ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں'' (51)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مہمان کون تھے،اس کی وضاحت ﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ﴾ ''اور آپ ان کو ابراہیم کے مہمانوں کے بارے میں خبر دیں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا واقعہ سنا دیں۔مہمانوں سے مراد فرشتے ہیں۔

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوش خبری کے ساتھ آئے،اُنہوں نے کہا سلام ہے اُس نے کہا سلام ہے پھر اس نے دیر نہیں کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔'' (ھود:70,69)

﴿إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۖ قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ﴾

''جب وہ اس کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا،'ابراہیم نے کہا:''یقیناً ہم تم سے ڈرنے والے ہیں'' (52)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی گفتگو کی وضاحت ﴿إِذْ دَخَلُوْا ... وَجِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا﴾ ''جب وہ اس کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا'' یعنی جب فرشتے آئے تو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا اور ابراہیم علیہ السلام نے انہیں جواب دیا۔

(2)﴿قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ﴾ ''ابراہیم نے کہا:''یقیناً ہم تم سے ڈرنے والے ہیں'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ ہمیں تم سے ڈر لگتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً﴾ ''تو جب دیکھا ان کے ہاتھ اُس کی طرف نہیں پہنچ رہے تو انہیں اجنبی جانا اور ان سے ایک قسم کا خوف محسوس کیا۔'' (ھود:70)

(3) خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے ان کو مہمان سمجھا اور آپ جلدی سے گھر گئے اور ان کی مہمان نوازی کے لئے بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔جب آپ نے دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو آپ نے ان کو چور وغیرہ سمجھا اور خوف زدہ ہو گئے۔ (تفسیر سعدی:1375,1374/2)

﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ﴾

''انہوں نے کہا:''ڈرو نہیں!بلاشبہ ہم آپ کو صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں'' (53)

سوال:فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جو خوش خبری دی،اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... عَلِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1)﴿قَالُوْا﴾ ''انہوں نے کہا:'' فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

(2)﴿لَا تَوْجَلْ﴾ ''ڈرو نہیں'' یعنی آپ ہم سے خوف نہ کھائیں۔

(3) فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا: ﴿اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ﴾ ''بلاشبہ ہم آپ کو صاحب علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں'' علم والے لڑکے سے مراد سیدنا اسحاق علیہ السلام ہیں۔ علیم سے مراد بہت علم والا، دین کا بہت فہم رکھنے والا۔ ایک اور مقام پر سیدنا اسحاق کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور ہم نے اُسے اسحاق کی خوشخبری دی، صالحین میں سے ایک نبی ہوگا۔'' (الصافات:112)

﴿قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ﴾

''ابراہیم نے کہا: ''کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے، تو تم کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو؟'' (54)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خوش خبری سن کر جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ... تُبَشِّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ﴾ ''ابراہیم نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی خوش خبری پر تعجب کرتے ہوئے جواب دیا۔

(2)﴿اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ﴾ ''کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا آپہنچا ہے'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین کرتے ہوئے تعجب سے پوچھا کہ تم مجھے بشارت دیتے ہو جب کہ اولاد ہونے کے اسباب تو ختم ہو چکے۔ (3)﴿فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ﴾ ''تو تم کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو؟'' یعنی تم مجھے کس بنا پر بشارت دیتے ہو؟

(4) سورہ ہود میں اور اس مقام میں قدرے اختلاف ہے۔ سورہ ہود کے مطابق فرشتوں نے یہ خوشخبری سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کو دی تھی جو پاس ہی کھڑی فرشتوں اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ سن رہی تھیں۔ اس نے بھی اس بڑھاپے کی عمر میں بچہ پیدا ہونے کی بشارت پر تعجب کا اظہار کیا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی از راہ تعجب فرشتوں سے یہی بات پوچھی کہ یہ کیا خوشخبری دے رہے ہو؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ تعجب اس لیے نہ تھا کہ وہ اس بات کو ناممکن سمجھتے تھے یا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو چکے تھے بلکہ اس لیے تھا کہ وہ اس تکرار سے تاکید مزید اور اسی نسبت سے اپنی مسرت میں مزید اضافہ کے خواہش مند تھے۔ (تیسیر القرآن:2/494,495)

﴿قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں، سو آپ مایوس ہو جانے والوں میں سے نہ ہوں'' (55)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تعجب پر جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... الْقٰنِطِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ "انہوں نے کہا" فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تعجب پر جواب دیا۔

(2) ﴿بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ﴾ "ہم آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری دیتے ہیں" ہم تو آپ کو سچی خوش خبری دے رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے۔ آپ لوگوں پر تو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین رکھو۔ اس کے فضل کو ناممکن نہ سمجھو۔

(3) ﴿فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ﴾ "سو آپ مایوس ہوجانے والوں میں سے نہ ہوں" یعنی آپ ناامیدوں میں سے نہ ہوجائیں جو بھلائی کو ناممکن اور دور کا معاملہ سمجھتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار رہیں۔

﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ﴾

"ابراہیم نے کہا: "اور گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟" (56)

سوال 1: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کو جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ "ابراہیم نے کہا" ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

(2) ﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ﴾ "اور گمراہ لوگوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟" "قنوط" خیر اور رحمت سے مایوسی کو کہتے ہیں۔

(3) یعنی رب کی رحمت سے ناامید ہونے والے تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی قدرت کا کامل علم نہیں رکھتے۔

(4) جو اپنے رب اور اس کی قدرت کاملہ سے لاعلم ہیں، لیکن جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور علم عظیم سے نواز رکھا ہو، مایوسی اس تک راہ نہیں پاسکتی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کے لئے اسباب و وسائل اور طریقوں کی کثرت کو خوب جانتا ہے۔ پھر جب فرشتوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی بشارت دی تو انہوں نے جان لیا کہ ان کو نہایت اہم کام پر بھیجا گیا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1375/2)

(5) یعقوب علیہ السلام نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی تھی: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا۔" (یوسف: 87)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (الزمر:53)

سوال 2: گمراہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیوں مایوس ہو جاتے ہیں؟

جواب:(1) گمراہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا صراط مستقیم گم کر دیتے ہیں۔

(2) گمراہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ جاتے ہیں اس لیے ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نہیں ہوتیں۔

(3) گمراہ لوگوں کو یہ شعور نہیں رہتا کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں انسان پر نازل ہوتی ہیں۔

(4) گمراہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہیں۔

(5) گمراہ لوگوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرتا ہے۔

سوال 3: کون لوگ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے؟

جواب:(1) جو لوگ اللہ تعالیٰ سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔

(2) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی سنت اور اللہ تعالیٰ کے طریقے کا شعور ہو وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔

(3) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا یقین رکھتے ہیں چاہے وہ کتنے مصائب میں گھرے ہوئے ہوں مایوسی کا شکار نہیں ہوتے۔ (4) مایوسی ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے کاٹ دیتی ہے۔ مایوسی فہم اور عقل کی کمی کی دلیل ہے جس کو شیطان پسند کرتا ہے تاکہ انسانوں کی نسل کو گمراہ کر دے۔ مایوسی انسان کو ان کاموں سے عاجز کر کے بٹھا دیتی ہے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب مایوسی انسان پر غالب آجاتی ہے تو بدعات اور باطل کاموں اور سستی کو اس کے لئے آسان کر دیتی ہے۔ (نضرۃ النعیم)

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾

''اس نے کہا: ''اے فرشتو پھر تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' (57)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ...الْمُرْسَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿قَالَ﴾ ''اس نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا۔

(2)﴿فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''اے فرشتو پھر تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ڈر چلا گیا تو انہوں نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھتے ہوئے کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟

(3) قرآن نے یہاں ''خطب'' کا لفظ استعمال فرمایا اور یہ لفظ کسی ناگوار صورت حال کے لیے آتا ہے گویا آپ ان فرشتوں کی آمد سے فی الواقع ڈر رہے تھے۔ پھر جب فرشتوں نے بتایا کہ وہ قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تو آپ علیہ السلام کا ڈر جاتا رہا۔(تیسیر القرآن:495,494/2)

﴿قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''بلاشبہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے''(58)

سوال: فرشتوں نے اپنی آمد کا جو سبب بتایا، اس کی وضاحت﴿قَالُوْۤا ... مُّجْرِمِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالُوْۤا﴾ ''انہوں نے کہا'' فرشتوں نے کہا۔

(2)﴿اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے'' یعنی ہم ایسی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں جن میں شر اور فساد بہت زیادہ ہو گیا ہے اور وہ قوم لوط تھی۔

(3) فرشتوں کو قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

﴿اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

''لوط کے گھر والوں کے سوا، بیشک ہم اُن سب کو ضرور بچانے والے ہیں''(59)

سوال: فرشتوں نے سیدنا لوط علیہ السلام کے گھر والوں کے بارے میں کیا کہا، اس کی وضاحت﴿اِلَّاۤ ... اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1) فرشتوں نے واضح کیا کہ سیدنا لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو عذاب سے بچا لیا جائے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ﴾ ''لوط کے گھر والوں کے سوا'' یعنی جنہوں نے سیدنا لوط علیہ السلام کی پیروی کی۔(جامع البیان:44/14)

(2) یعنی سوائے سیدنا لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کے۔

(3)﴿اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''بے شک ہم ان سب کو ضرور بچانے والے ہیں۔'' یعنی انہیں ہم ہلاک نہیں کریں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع 4 16 4

گے بلکہ ہم انہیں عذاب سے بچالیں گے۔(4) ان کے ایمان اور نیک اعمال کی وجہ سے۔ (ایسر التفاسیر:743)

﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾

''اس کی بیوی کے ماسوا، ہم نے مقدر کر دیا ہے کہ بے شک وہ یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی'' (60)

سوال 1: سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کے لیے کیا مقدر کر دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ ... الْغٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا امْرَاَتَهٗ﴾ ''اس کی بیوی کے ماسوا'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کے۔

(2) ﴿قَدَّرْنَاۤ﴾ ''ہم نے مقدر کر دیا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

(3) ﴿اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی'' یعنی وہ عذاب میں مبتلا ہونے والوں میں رہ جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ہلاکت کا فیصلہ کر رکھا ہے۔

(4) سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کافر تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچ سکی جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔ وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر اُن دونوں نے اُن سے خیانت کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان سے کہہ دیا گیا: ''داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی آگ میں داخل ہو جاؤ۔'' (التحریم:10)

(5) سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے عذاب کے بارے میں فرشتوں سے جھگڑا کرنے لگے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ﴾ ''اے ابراہیم! اس سے منہ موڑ لو، حقیقت یہ ہے کہ بلاشبہ تمہارے رب کا حکم آ گیا ہے اور یقیناً اُن پر وہ عذاب آنے والا ہے جو ہٹایا جانے والا نہیں ہے۔'' (ہود:76)

سوال 2: سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کی ہلاکت میں ہمارے لیے کیا سبق ہے؟

جواب: سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی کی ہلاکت میں ہمارے لیے سبق ہے کہ رشتہ داری کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی سے کوئی رعایت نہیں کی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ﴾

''پھر جب فرشتے آلِ لوط کے پاس پہنچے''(61)

سوال: فرشتے آل لوط علیہ السلام کے پاس کیسے پہنچے، اس کی وضاحت ﴿فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا جَآءَ﴾ ''پھر جب پہنچے'' یعنی فرشتے جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے نکلے تو خوب صورت نوجوانوں کی صورت میں آئے۔

(2) ﴿اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''فرشتے آل لوط کے پاس'' فرشتے سیدنا لوط علیہ السلام کی بستی میں آئے تو ان کے گھروں میں داخل ہو گئے۔

﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾

''لوط نے کہا: ''یقیناً تم لوگ اجنبی ہو''(62)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''لوط نے کہا'' سیدنا لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا۔

(2) ﴿اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ﴾ ''یقیناً تم لوگ اجنبی ہو'' یعنی تم لوگ جان پہچان کے نہیں ناشنا سا لگتے ہو۔ میں تمہیں اجنبی محسوس کرتا ہوں۔

﴿قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''بلکہ ہم تمہارے پاس اُس چیز کو لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے''(63)

سوال: فرشتوں نے اپنی آمد کا جو مقصد بتایا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... يَمْتَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ ''انہوں نے کہا'' فرشتوں نے جواب دیا۔

(2) ﴿بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ﴾ ''بلکہ ہم تمہارے پاس اُس چیز کو لے کر آئے ہیں جس میں وہ شک کیا کرتے تھے'' یعنی ہم آپ کے پاس ان لوگوں کے لئے عذاب لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں وہ شک کرتے تھے اور آپ سے عذاب کی وعید سن کر کہتے تھے کہ ہم پر کبھی عذاب نہیں آئے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اٰتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾

”اور ہم تمہارے پاس حق لائے ہیں اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں“(64)

سوال: فرشتوں نے اپنے بارے میں مزید کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿وَ اٰتَيْنٰكَ...لَصٰدِقُوْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) فرشتوں نے اپنے بارے میں مزید واضح کیا: ﴿وَ اٰتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ﴾ ”اور ہم تمہارے پاس حق لائے ہیں“ یعنی ہم آپ کے پاس ثابت شدہ حق لے کر آئے ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔ (ایسر التفاسیر:743)

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ﴾ ”ہم فرشتوں کو حق کے ساتھ ہی نازل کرتے ہیں اور اس وقت وہ مہلت دیے گئے نہیں ہوتے۔“ (الحجر:8)

(3) ﴿وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ”اور بلاشبہ ہم یقیناً سچے ہیں“ ہم آپ کو جو عذاب کی خبر دے رہے ہیں اس میں ہم سچے ہیں۔

﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ﴾

”پس تم رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلو اور تم ان کے پیچھے پیچھے چلو اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے اور وہاں چلے جاؤ جہاں جانے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے“(65)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام کو اپنے اہل خاندان سمیت رات کو نکل جانے کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَاَسْرِ... تُؤْمَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَسْرِ﴾ ”پس تم لے چلو“ سیدنا لوط علیہ السلام کو اپنے اہل خاندان سمیت راتوں رات نکل جانے کا حکم ملا۔

(2) ﴿بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ﴾ ”رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو“ یعنی رات کا کچھ حصہ گزر جانے پر سب نکل جائیں۔

(3) ﴿وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ﴾ ”اور تم ان کے پیچھے پیچھے چلو“ یعنی آپ ان کے پیچھے چلیں اور باقی لوگ آگے چلیں تاکہ ان کی حفاظت ہو سکے۔

(4) پیغمبر اسلام بھی جنگی لشکر کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے تاکہ کمزوروں کو آگے بڑھائیں اور گری پڑی چیزیں اٹھا لیں۔ (مختصر ابن کثیر:968/1)

(5) ﴿وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ ”اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے“ یعنی کوئی بھی پیچھے مڑ کر مجرموں پر عذاب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوتا نہ دیکھے۔ (6) یعنی چیخیں سن کر پیچھے نہ دیکھنا، لوگوں کو چھوڑ کر آگے بڑھ جانا۔
(7) ﴿وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ﴾ ''اور وہاں چلے جاؤ جہاں جانے کا تمھیں حکم دیا جاتا ہے'' گویا ان کے ساتھ کوئی رہبر تھا جو ان کی راہنمائی کرتا تھا کہ انھیں کہاں جانا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1377/2)
(8) یعنی جیسے تمہارے رب نے تمہیں حکم دیا ہے اور انہیں شام کی طرف جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ (ایسر التفاسیر: 743)

﴿وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ﴾

''اور اُسے ہم نے یہ فیصلہ پہنچا دیا کہ یقیناً صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جانے والی ہے'' (66)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام کو قوم کے بارے میں کس فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَضَيْنَآ ... مُّصْبِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا لوط علیہ السلام کو بتایا گیا کہ صبح ہوتے ہی ان کی قوم کی جڑ کاٹ دی جائے گی۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ﴾ ''اور اُسے ہم نے یہ فیصلہ پہنچا دیا'' یعنی ہم نے ایسی خبر کے بارے میں بتا دیا ہے جس کے بارے میں فیصلہ ہو چکا جس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں۔
(2) ﴿اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ﴾ ''یقیناً صبح ہوتے ہی ان کی جڑ کاٹ دی جانے والی ہے'' یعنی صبح کے وقت ان پر عذاب آ جائے گا اور ان کی جڑ کاٹ دے گا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ﴾ ''یقیناً ان کے وعدے کا وقت صبح ہے۔'' (ہود: 81)
(3) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لیے رات کے وقت پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے بلکہ جب صبح ہو جاتی تو پھر حملہ کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے، لیکن جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر لے کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خیبر برباد ہوا، ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔'' (بخاری: 4197)

﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾

''اور شہر کے لوگ خوش ہوتے ہوئے آ گئے'' (67)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اہل شہر فرشتوں کو نوجوان سمجھ کر ان کے پاس آ گئے، اس کی وضاحت ﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ﴾ ''اور شہر کے لوگ آ گئے'' سدوم کے باشندے نوجوان لڑکوں کے بارے میں سن کر بھاگتے ہوئے سیدنا لوط علیہ السلام کے پاس آ گئے۔

(2) ﴿يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''خوش ہوتے ہوئے'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام کے خوب صورت مہمانوں کی آمد اور ان پر انہیں قدرت حاصل ہونے کی بنا پر وہ ایک دوسرے کو خوش خبری دیتے تھے۔ ان کا مقصد ان کے ساتھ بدفعلی کرنے کا تھا۔ پس وہ آئے اور سیدنا لوط علیہ السلام کے گھر پہنچ گئے اور ان کے مہمانوں کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑنے لگے اور سیدنا لوط علیہ السلام نے ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ ''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے ذلیل نہ کرو۔'' (تفسیر سعدی: 1377/2)

﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾

''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو تم مجھے ذلیل نہ کرو'' (68)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے شہر والوں سے کیا کہا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ﴾ ''لوط نے کہا: ''یقیناً یہ لوگ میرے مہمان ہیں'' یعنی یہ خبر لانے والے فرشتے میرے مہمان ہیں۔

(2) ﴿فَلَا تَفْضَحُوْنِ﴾ ''سو تم مجھے ذلیل نہ کرو'' یعنی بے حیائی کا مطالبہ کر کے مجھے رسوا نہ کرو اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ۔

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ﴾

''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو'' (69)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کو بدکاری سے روکنے کے لیے کس چیز کا واسطہ دیا، اس کی وضاحت ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کو بدکاری سے روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا اور فرمایا: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو'' یعنی میرے اور اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ کہ کہیں تم پر اس کا عذاب نہ آ جائے۔ (جامع البیان: 47/14)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَلَا تُخْزُوْنِ﴾ ''اور مجھے رسوا نہ کرو'' میرے مہمانوں کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرو۔ ان مقدس مہمانوں کی بے حرمتی نہ کرو۔

﴿قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''انہوں نے کہا: ''کیا ہم نے سارے جہانوں سے تمہیں منع نہیں کیا؟'' (70)

سوال: قوم نے سیدنا لوط علیہ السلام کو جو جواب دیا، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْٓا ... الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالُوْٓا﴾ ''انہوں نے کہا'' سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم نے انہیں جواب دیا۔

(2)﴿اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''کیا ہم نے سارے جہانوں سے تمہیں منع نہیں کیا؟'' یعنی ہم نے تو ان کی مہمان نوازی کرنے سے تمہیں پہلے ہی روک دیا ہے اور ہم نے پہلے ہی تمہیں ان باتوں سے ڈرایا ہے اس لئے ہم بری الذمہ ہیں۔

﴿قَالَ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾

''لوط نے کہا: ''یہ میری بیٹیاں ہیں اگر تم کرنے ہی والے ہو'' (71)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام نے قوم کو کیا سمجھایا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... فٰعِلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ﴾ ''لوط نے کہا'' سیدنا لوط علیہ السلام نے معاملے کو اپنے ہاتھ سے نکلتے دیکھ کر فرمایا۔

(2)﴿هٰٓؤُلَاۗءِ بَنٰتِيْٓ﴾ ''یہ میری بیٹیاں ہیں'' سیدنا لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے عورتیں بنائی ہیں، ان سے نکاح کر کے اپنا مقصد حاصل کر لو۔

(3) یہاں بیٹیوں سے مراد بیویاں ہیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام نے ان کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں اس لیے قرار دیا کہ پیغمبر قوم کے لئے باپ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ ''نبی ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' (الاحزاب:6)

(4)﴿اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ ''اگر تم کرنے ہی والے ہو'' یعنی اگر تم اپنی خواہش پوری کرنا چاہتے ہو تو قوم کی عورتوں ہیں جو تمہاری بیویاں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾

''آپ کی عمر کی قسم! بلاشبہ وہ اپنے نشے میں بہک رہے تھے'' (72)

سوال: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿لَعَمْرُكَ﴾ ''آپ کی عمر کی قسم'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا: آپ ﷺ کی زندگی کی قسم۔

(2) ﴿إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ ''بلاشبہ وہ اپنے نشے میں بہک رہے تھے'' لوگ اپنے نشے اور بے ہوشی میں چور تھے۔ یہ نشہ فحش کام کا تھا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ (١٦٥) وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ﴾ ''کیا تم جہانوں میں سے مردوں کے پاس آتے ہو؟ اور تم چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے رب نے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں، بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔'' (الشعراء: 166,165)

﴿فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ﴾

''پس دن نکلتے ہی اُنہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' (73)

سوال: صبح ہوتے ہی قوم لوط کی ہلاکت کیسے ہوئی، اس کی وضاحت ﴿فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ﴾ ''پس دن نکلتے ہی اُنہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا'' صبح سویرے سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی دلدوز اور ہیبت ناک چیخ نے ان کے دل پھاڑ ڈالے۔

﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ﴾

''تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا اور ان پر پکی ہوئی مٹی کے پتھروں کی بارش برسائی'' (74)

سوال: قوم لوط پر آنے والے عذاب کی وضاحت ﴿فَجَعَلْنَا ... مِنْ سِجِّيلٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ ''تو ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کے نیچے کر دیا'' یعنی ان کی بستیاں آسمان تک اٹھا کر پٹخ کر پلٹ دی گئیں۔

(2) ﴿وَأَمْطَرْنَا﴾ ''اور بارش برسائی ہم نے'' ان کے اوپر سے یعنی آسمان سے پتھر برسائے گئے۔

(3) ﴿عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ﴾ ''پکی ہوئی مٹی کے پتھر'' وہ پتھر جو آگ میں پکی ہوئی مٹی کے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) یہ پتھر ان لوگوں کا پیچھا کرتے تھے جو بستی سے نکلنے کی کوشش کرتے تھے۔

(5) یہ کل چار بستیاں تھیں جن میں چار لاکھ لڑنے والے مرد موجود تھے اور یہ سب بدکار اور مجرم تھے، سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اس پورے خطہ زمین کو اپنے پروں پر اٹھایا پھر فضا میں بلندی پر لے کر انہیں اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کے ساتھ ہی ایک زبردست دھماکے کی آواز پیدا ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب فرو نہ ہوا تو پھر اسی خطہ زمین پر اوپر سے پتھروں کی بارش کی گئی چنانچہ یہ خطہ زمین سطح سمندر سے 400 میٹر نیچے چلا گیا اور اوپر پانی آ گیا۔ یہی پانی بحرِ میت یا غرقاب لوطی ہے۔ (تیسیر القرآن:2/497)

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾

''یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں''(75)

سوال: قوم لوط کے کھنڈرات باعث عبرت ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ''یقیناً اس میں'' یعنی قوم لوط کے کھنڈرات میں۔

(2) ﴿لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ﴾ ''یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں'' وسم کے معنی فہم وفراست کے ہیں۔ (راغب) (3) اور متوسمین وہ لوگ ہیں جو نصیحت قبول کریں اور اہل عبرت وعرفان میں سے ہوں۔ (تفسیر ماجدی:2/754)

(4) یعنی اہل بصیرت کے لئے یہ کھنڈرات باعث عبرت ہیں، ان میں بہت سبق ہے اور سوچنے سمجھنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

(5) یعنی غور وفکر کرنے والوں کے لیے۔ وہ لوگ جو فکر ورائے اور فراست کے مالک ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے، انہیں معلوم ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جرأت کرتا ہے، خاص طور پر اس انتہائی فحش کام کا ارتکاب، تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بدترین سزا دے گا جس طرح انہوں نے بدترین جرم کے ارتکاب کی جسارت کی ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1378)

(6) غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس واقعے میں نصیحت ہے کہ اس دنیا میں انسان کا واسطہ انسان سے نہیں بلکہ کائنات کے رب سے ہے۔

﴿وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ﴾

''اور بے شک وہ (بستی) یقیناً مستقل (آباد) راستے پر ہے''(76)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بستی سدوم راستے پر ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهَا﴾ ''اور بے شک وہ (بستی)'' یعنی سیدنا لوط علیہ السلام کا شہر۔

(2) ﴿لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ﴾ ''یقیناً مستقل (آباد) راستے پر ہے'' یعنی سدوم ایک آباد گزرگاہ پر واقع ہے۔ اس علاقے میں جانے والے اس جگہ کو پہچانتے ہیں۔

(3) یعنی عرب و شام کے درمیان خوب چلتے ہوئے راستے پر۔ سدوم و عمورہ کے برباد شدہ شہر، بحر لوط یا بحر مردہ کے کنارے عین اسی راستہ پر واقع تھے جس پر حجاز و شام کے درمیان قافلے برابر آتے جاتے رہتے تھے اور جس سے قرآن مجید کے مخاطبین اول، اہل عرب خوب واقف و مانوس تھے۔ (تفسیر ماجدی: 755/2)

(4) ﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ (۱۳۷) وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں۔'' (الصافات: 138,137)

(5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کے لیے جاتے ہوئے مقام حجر میں اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنویں کا پانی نہ پئیں اور نہ (مشکوں وغیرہ میں) بھر کر رکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہم نے تو اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور اسے بھر کر بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آٹا پھینک دینے اور پانی بہا دینے کا حکم دیا۔ (بخاری: 3345)

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے یقیناً نشانی ہے'' (77)

سوال: قوم لوط کی تباہی اور ایمان والوں کی سلامتی میں ایمان والوں کے لیے کیا نشانی ہے؟ اس کی وضاحت ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ''بے شک اس میں'' یعنی قوم لوط کی تباہی اور ایمان والوں کی سلامتی میں نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو برباد کر دیتا ہے اور مومنوں کو بچا لیتا ہے۔

(2) ﴿لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''ایمان والوں کے لیے یقیناً نشانی ہے'' اس قصے میں ایمان والوں کے لیے نشانی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو ٹل نہیں سکتا۔ اس میں تاخیر بھی ممکن نہیں ہوتی۔

(3) اس قصے میں ایمان والوں کے لیے نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بچا لیتے ہیں اور مجرموں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) اس قصے میں بہت سی عبرتیں ہیں۔ (i) اللہ تعالیٰ کی اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر بے حد عنایات تھیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام اوران پر ایمان لانے والے اہل ایمان سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متبعین میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا سیدنا لوط علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے ہلاکت کے مستحق ہونے پر ان کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے ہو کر جائیں، تاکہ وہ ان کو بیٹے کی خوشخبری دے سکیں اوران کو آگاہ بھی کریں کہ ان کو کس کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہاں تک کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے بارے میں فرشتوں سے بحث کرنے لگے۔ حتیٰ کہ فرشتوں نے ان کو مطمئن کر دیا اوروہ مطمئن ہو گئے۔ (ii) اسی طرح سیدنا لوط علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایات تھیں۔ کیونکہ ان کی قوم کے لوگ، ان کے اہل وطن تھے، اس لئے بسا اوقات ان کو ان پر رحم آجاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب مقرر فرمائے جن کی بنا پر ان کو اپنی قوم پر سخت غصہ آیا حتی کہ وہ سمجھنے لگے کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہونے میں دیر ہو رہی ہے۔ ان سے کہا گیا: ﴿اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ﴾ ”ان کے وعدے کا یقینی وقت صبح کا ہے، کیا صبح قریب نہیں ہے؟“ (ہود:81) (iii) جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو ان کا شر اوران کی سرکشی بڑھ جاتی ہے اور جب شر اور سرکشی کی انتہا ہو جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ ان پر وہ عذاب واقع کر دیتا ہے جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1379/2)

﴿وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ﴾

”اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے“ (78)

سوال: ایکہ والوں سے کون لوگ مراد ہیں اوران کا ظلم کیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ ... لَظٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ﴾ ”اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے“ اصحاب ایکہ سے مراد قوم شعیب ہے۔ یعنی یہ قوم شرک میں مبتلا تھی، ڈکیتی ان کا پیشہ تھا اور ناپ تول میں کمی بیشی کرنا ان کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خوف ناک چیخ، زلزلہ اور سائے والے دن کا عذاب بھیج کر ان سے انتقام لیا۔ یہ قوم، قوم لوط کے بعد کی ہے اور جگہ کے اعتبار سے یہ دونوں قومیں ایک ہیں یعنی دونوں مشہور راہ پر آباد تھیں۔ (مختصر ابن کثیر:970/1، 971)

(2) یہ سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی (الایکۃ) کی طرف اضافت کی ہے اور (الایکۃ) سے مراد وہ باغ ہے جس میں بکثرت درخت ہوں، تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی نعمت کا ذکر فرمائے، مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا نہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیا، بلکہ اس کے برعکس، جب ان کے نبی سیدنا شعیب علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان کو توحید کی دعوت دی، ناپ تول میں ان کولوگوں پر ظلم کرنے سے باز آنے کی تلقین کی اور اس ظلم سے ان کو سختی سے منع کیا مگر وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارے میں اپنے ظلم پر جمے رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا یہاں ظالمین کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ (تفسیر سعدی:1379/2)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ (١٧٦) إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ (١٧٧) إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (١٧٨) فَاتَّقُوا اللهَ وَأَطِيعُونِ﴾ ''ایکہ والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ جب اُن سے شعیب نے کہا: ''کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ یقینا میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور میری اطاعت کرو۔'' (الشعراء:176-179)

5 ع 19 5

﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ﴾

''تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقینا کھلے راستے پر ہیں'' (79)

سوال: قوم شعیب کے انجام کی وضاحت ﴿فَانْتَقَمْنَا ... مُّبِينٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ ''تو ہم نے ان سے انتقام لیا'' اللہ تعالیٰ نے چھتری والے دن کا عذاب قوم شعیب پر اتارا۔ رب العزت نے فرمایا ﴿فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ ''تو ان کو سائبان کے دن والے عذاب نے پکڑ لیا، یقیناوہ بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔'' (الشعراء:189)

(2) اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر اور نافرمانیوں پر انہیں عذاب دیا۔

(3) ﴿وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ﴾ ''اور بے شک وہ دونوں (بستیاں) یقینا کھلے راستے پر ہیں'' یعنی یہ دونوں بستیاں واضح راستے پر واقع ہیں جہاں ہر وقت مسافروں کے قافلے گزرتے رہتے ہیں۔ ان کے وہ آثار نمایاں ہیں جن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور عقل مند لوگ اس سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1380/2)

﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾

''اور بلاشبہ یقینا حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا'' (80)

سوال: ایک نبی کو جھٹلانا، سارے انبیاء کو جھٹلانا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... الْمُرْسَلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾ ''اور بلاشبہ یقینا حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا'' وادی حجر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والوں سے مراد قوم ثمود ہے جو کہ مدینہ اور شام کے درمیان رہتے تھے۔انہوں نے سیدنا صالح علیہ السلام کو جھٹلایا جوان کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔جس نے ایک رسول کو جھٹلایا اس نے گویا کہ سب ہی کو جھٹلا دیا کیونکہ سب رسولوں کی دعوت ایک ہی تھی۔انہوں نے رسول کی ذات کو نہیں اس حق کو جھٹلایا تھا جو سارے رسول لے کر آئے تھے۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾

''اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں مگر وہ سب ان سے منہ موڑنے والے تھے''(81)

سوال:اصحاب حجر کے پاس کون سی نشانیاں آئی تھیں اور انہوں نے ان سے کیسے منہ موڑا،اس کی وضاحت ﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ...مُعْرِضِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا﴾''اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں''اللہ تعالیٰ نے اصحاب حجر کو ایسی نشانیاں عطا کی تھیں جن سے سیدنا صالح علیہ السلام کی تصدیق ہوتی تھی مثلاً صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی کا چٹان سے نکلنا،پھر اونٹنی کا ان کے درمیان چلنا پھرنا،پھر اس کے لیے پانی کے دن کا مقرر ہونا۔

(2)﴿فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾''مگر وہ سب ان سے منہ موڑنے والے تھے''یعنی وہ ان نشانیوں پر اعتبار کرنے والے نہ تھے۔(فتح القدیر:176/3)

(3)انہوں نے سرکشی سے نشانیوں سے روگردانی کی اور اونٹنی کو مار ڈالا تو سیدنا صالح علیہ السلام نے ان سے کہا:﴿تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ﴾''تین دن تک تم اپنے گھروں میں فائدہ اٹھالو یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔''(ہود:65)

(4)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾''اور جو ثمود تھے تو ہم نے انہیں ہدایت کا راستہ دکھا دیا پھر انہوں نے ہدایت پر اندھے رہنے کو پسند کیا تو ان کو رسوائی کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا،اُس کی وجہ سے جو وہ کماتے تھے۔''(فصلت:17)

﴿وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ﴾

''اور وہ پہاڑوں سے بے خوف ہو کر گھر تراشتے تھے''(82)

سوال:اصحاب حجر کس کام میں ماہر تھے،اس کی وضاحت﴿وَكَانُوْا...اٰمِنِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَكَانُوْا﴾ ''اور وہ تھے''یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پا کر وہ تھے۔

(2)﴿يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ﴾ ''پہاڑوں سے بے خوف ہو کر گھر تراشتے تھے''اصحاب حجر پہاڑ تراش کر گھر بناتے تھے۔اصحاب حجر سمجھتے تھے کہ ہم نے شان دار گھر بنا کر اپنی حفاظت کے سارے انتظامات مکمل کر لیے ہیں۔

(3)﴿اٰمِنِيْنَ﴾ یعنی اپنے گھروں میں ہر خوف سے مطمئن ہو کر۔پس اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا ہوتا اور اپنے نبی سیدنا صالح علیہ السلام کی تصدیق کی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کو بے پناہ رزق عطا کرتا اور مختلف انواع کے دنیاوی اور اخروی ثواب کے ذریعے ان کی عزت افزائی کرتا مگر انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے کہنے لگے :﴿يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اے صالح !اگر تم واقعی رسولوں میں سے ہو تو ہم پر لے آؤ جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو۔'' (الاعراف:77)(تفسیر سعدی:1380/2)

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ﴾

''چنانچہ صبح ہوتے ہی انہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا''(83)

سوال:اصحاب حجر کی ہلاکت کیسے ہوئی،اس کی وضاحت﴿فَاَخَذَتْهُمُ...مُصْبِحِيْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ﴾ ''چنانچہ انہیں ایک چنگھاڑ نے پکڑ لیا''سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آسمان سے چیخ ماری تو اصحاب حجر کے دل ان کے سینوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

(2)﴿مُصْبِحِيْنَ﴾ ''صبح ہوتے ہی''سیدنا صالح علیہ السلام نے تین دن کی مہلت کا اعلان کیا تھا اور یہ چوتھے دن کی صبح تھی جب وہ اپنے گھروں میں اوندھے گرے ہوئے تھے اور ہمیشہ کی ذلت،رسوائی اور لعنت ان پر مسلط ہو گئی۔

﴿فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

''پھر وہ ان کے کسی کام نہ آیا جو وہ کماتے تھے''(84)

سوال:اصحاب حجر کی مضبوط عمارات ان کے کام نہ آئیں،اس کی وضاحت﴿فَمَآ اَغْنٰى...يَكْسِبُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ ''پھر وہ ان کے کسی کام نہ آیا جو وہ کماتے تھے''اصحاب حجر نے مضبوط عمارات تعمیر کیں تھیں مگر ان کے کام نہ آئیں۔پہاڑوں اور چٹانوں کے گھروں سے بڑھ کر محفوظ پناہ گاہیں نہیں ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکتیں۔انسان پر محفوظ پناہ گاہوں کی تباہی اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کچھ کام آنے والا نہیں۔

(2)سورۃ کے آغاز میں رب العزت نے فرمایا:﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ﴾ ''آپ چھوڑ دانہیں وہ کھائیں اور فائدے اٹھائیں اور امیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے۔''(الحجر:3) دنیا کی زندگی میں انسان کھانے پینے، رہنے سہنے اور دنیا برتنے کو سب کچھ سمجھتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے تو مال و دولت کی کثرت اور مددگاروں کی قوت کسی کام نہیں آتی، کاش سب لوگ یہ سمجھ جائیں کہ زندگی محض کھاپی کر جینے اور من کی ماننے کے لیے نہیں ہوتی۔ہمیں تو ہمارے رب نے اپنے لیے پیدا کیا ہے تاکہ ہمارے دل محبت اور تعظیم کے ساتھ اس سے جڑ جائیں۔یاارحم الرحمین!سب انسانوں کو اس کا فہم نصیب فرمادے اور سب کو زندگی کا مقصد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو بھی ان دونوں کے درمیان ہے اسے حق کے ساتھ بنایا ہے اور یقینا قیامت ضرور آنے

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾

والی ہے،سو آپ اچھے انداز میں درگزر کریں۔''(85)

سوال1:اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے،اس کی وضاحت﴿وَمَا خَلَقْنَا...اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو بھی ان دونوں کے درمیان ہے اسے حق کے ساتھ بنایا ہے''اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مقصد نہیں بنایا،حق کے ساتھ پیدا کیا ہے۔(2)حق سے مراد وہ فوائد اور مصلحتیں ہیں جو اس کی پیدائش سے مقصود ہیں۔

(3)اس سے مراد ہے کہ کائنات کی گہرائیوں میں سچائی ہے،کائنات کی تخلیق میں سچائی ہے،کائنات کے وجود میں سچائی ہے،کائنات کی منصوبہ بندی میں سچائی ہے،کائنات کے ضابطوں میں سچائی ہے،اس کائنات کے انجام میں سچائی ہے۔اس کائنات کو حق کے ساتھ حد درجہ حکمت کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ہر چیز کو جیسا ہونا چاہیئے ویسی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ﴾ ''اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور دونوں کے درمیان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا یہ ان لوگوں کو گمان ہے جنہوں نے کفر کیا سو جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔'' (ص:27)

(5) ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے کھیلتے ہوئے پیدا نہیں کیا۔ ہم نے تو ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الدخان:39,38)

(6) نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو دعا کرتے اور یہ آیت بھی تلاوت کرتے ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ ''اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچالیں۔'' (آل عمران:191)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ﴾ ''تو پھر کیا تم نے یہ گمان کیا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور بلاشبہ تمہیں ہماری طرف واپس نہیں لوٹایا جائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ بے حد بلند ہے جو بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، عزت والے عرش کا رب ہے۔'' (المؤمنون:116,115)

سوال 2: قیامت ضرور آئے گی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ السَّاعَةَ ... الْجَمِيْلَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: ﴿اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ﴾ ''اور یقینا قیامت ضرور آنے والی ہے'' یعنی قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں کیونکہ زمین و آسمان کو پہلی بار پیدا کرنا اس کے اعادہ کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا﴾ ''یقینا قیامت آنے والی ہے قریب ہے کہ میں اسے چھپاؤں۔'' (طٰہٰ:15) اور فرمایا: ﴿وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ''اور یقینا قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔'' (الحج:7)

(3) ﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ ''سو آپ اچھے انداز میں درگزر کریں'' اچھے انداز میں درگزر کرنے کی تلقین اس لیے کی گئی کہ سچائی سچ ہو کر رہنے والی ہے لہٰذا آپ عداوت رکھنے کے بجائے درگزر کریں۔

(4) سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ کے بارے میں فرمایا: بغیر عتاب کے راضی ہونا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اضواء البیان:312/2)(5) مجاہد اور قتادہ رحمہ اللہ وغیرہ کا قول ہے اور وہ صحیح ہے کہ اس آیت کا تعلق مشرکوں اور کافروں سے قتال کے حکم سے پہلے کا ہے۔(تفسیر طبری:68،67/14) کیونکہ یہ مکی سورت ہے اور قتال کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا تھا۔(المصباح المنیر:521/1)

﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾

"یقیناً آپ کا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے"(86)

سوال:﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ﴾ "یقیناً آپ کا رب ہی کمال درجے کا پیدا کرنے والا" یہ گویا آخرت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قیامت برپا کرنے پر قادر ہے کیونکہ وہ سب کچھ پیدا کرنے والا ہے۔ کسی بھی چیز کا پیدا کرنا اس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔(المصباح المنیر:521/3)

(2) وہی ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ آپ کا رب تو وہ ہے جس نے انہیں بھی پیدا کیا اور ہر چیز کو پیدا کیا جس نے مومن بھی پیدا کیے ہیں اور کافر بھی۔

(3)﴿الْعَلِيْمُ﴾ "سب کچھ جاننے والا ہے" جو آپ کے حال کو بھی جانتا ہے اور ان کے حالات سے بھی پوری طرح باخبر ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی جو آپ کے اور ان کے درمیان جاری ہے وہ بھی چھپا نہیں ہے، وہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کرے گا۔

(4) جو رب پیدا کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں، اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ رب العزت کا فرمان ہے:﴿اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (٨١) اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (٨٢) فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (٨٣)﴾ "اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔ سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔"(یٰس:81-83)

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا ہے"(87)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال:﴿وَلَقَدْ...الْعَظِيْمَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آپ کو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات عطا کی ہیں“ اللہ رب العزت نے نبی ﷺ پر اپنے انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں سبع مثانی بھی ہے۔

(2) سبع مثانی سورۃ الفاتحہ کی سات آیات ہیں۔(ایسر التفاسیر:745)

(3) اس سے مراد سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں یعنی سورۃ الفاتحہ۔ حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”الحمد للہ رب العالمین یہ سبع مثانی قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا ہوں۔“ (بخاری)

(4) سیدنا ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ میرے پاس سے گزرے میں اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول ﷺ نے مجھے بلایا میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”فوراً ہی کیوں نہ آئے؟ عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا؟ کہ اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں بلائیں تو لبیک کہو! پھر آپ نے فرمایا: کیوں نہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتاؤں! پھر آپ مسجد سے تشریف لے جانے کے لیے اٹھے تو میں نے بات یاد دلائی آپ ﷺ نے فرمایا: ”سورۃ“ الحمد للہ رب العالمین“ یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔“(بخاری:4703)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ام القرآن (یعنی سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔“(بخاری کتاب التفسیر:4704)

(6) یہ احادیث مبارکہ نص ہیں کہ سورۃ فاتحہ ہی سبع مثانی، نماز میں دہرا کر پڑھی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے لیکن یہ اس کے منافی نہیں ہے کہ سات طویل سورتوں کو بھی سبع مثانی قرار دیا جائے کیونکہ ان میں یہ بھی وصف موجود ہے بلکہ یہ اس کے بھی منافی نہیں ہے کہ سارے قرآن کو سبع مثانی قرار دیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے کتاب کی شکل میں بہترین کلام اتارا ہے، جس کے ملتے جلتے آیات واحکام بار بار دہرائے جاتے ہیں۔“ (الزمر:23) یعنی اس کتاب کی آیات بار بار دہرائی بھی جاتی ہیں اور یہ قرآن عظیم بھی ہے۔(المصباح المنیر:523/3)

(7)﴿وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ﴾ ”اور قرآن عظیم“ یعنی سورۃ الفاتحہ کے ساتھ قرآن عظیم عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو بہترین کلمے سے نواز دیا۔ اسی لیے رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے سو اسی کے ساتھ تو لازم ہے کہ وہ خوش ہوں وہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں۔'' (یونس:58)

(8) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ قرآن مجید انسان کے لیے ہدایت کی کتاب ہے۔ قرآن مجید ایمان لانے والوں کے لیے آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کی آخری کتاب ہے۔ قرآن مجید کا آخری کتاب ہونے کی حیثیت سے یہ لازمی امر ہے کہ اسے اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل ہو کیونکہ غلبے کے بغیر یہ آخری کتاب کی حیثیت سے باقی نہیں رہ سکتی۔

﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ

''آپ اپنی آنکھیں ہرگز نہ اٹھائیں اس متاعِ دنیا کی طرف جس کے ساتھ ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ دیا اور ان پر غم نہ کھائیں

اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں'' (88)

سوال: قرآن عظیم دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا تَمُدَّنَّ ... لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ﴾ ''آپ اپنی آنکھیں ہرگز نہ اٹھائیں اس متاعِ دنیا کی طرف جس کے ساتھ ہم نے مختلف لوگوں کو فائدہ دیا'' اللہ رب العزت نے جو سات بار بار دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم عطا کیا، وہ دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے، اس کے ذریعے خوش ہو جائیں۔ دنیا کی چیزیں آپ کو اتنی اچھی نہ لگیں کہ آپ کو دنیا کی شہوات میں مشغول کر دیں۔ آپ ﷺ دنیا، اس کی بہاروں اور اس کی چند روز رونقوں کو نہ دیکھیں، ہم نے دنیا پرستوں کو یہ دولت فتنے میں مبتلا ہونے کے لیے دی ہے۔

(2) ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ ''اور ان پر غم نہ کھائیں'' ان کے جھٹلانے اور ان کی مخالفت سے آپ کا دل غمگین نہ ہو کیونکہ ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بہترین نعم البدل ایمان والوں کی صورت میں آپ ﷺ کو عطا کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ ''اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ صبر کریں اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور آپ ان پر غم نہ کریں اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں۔'' (النحل:127)

(3)﴿فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ﴾ ''چنانچہ آپ کی جان اُن پر افسوس کر کے نہ جاتی رہے۔'' (فاطر:8)

(4)﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ ''پس شاید آپ ان کے پیچھے غم ہی سے خود کو ہلاک کرنے والے ہیں کہ وہ اس کلام پر ایمان نہیں لاتے۔'' (الکھف:6)

(5)﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکا دیں'' نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ایمان والوں سے نرمی، محبت اور حسن اخلاق سے پیش آئیں، ان کی تکریم کریں۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور آپ مومنوں میں سے جو آپ کے پیچھے چلیں ان کے لیے اپنے بازو جھکائے رکھیں۔'' (الشعراء:215)

(7) سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم چھ آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو مشرک لوگوں نے نبی ﷺ سے کہا: آپ ﷺ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو یہ ہم پر جرأت نہیں کر سکیں گے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان لوگوں میں) میں اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ہذیل کا ایک آدمی اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دو آدمی جن کا نام میں نہیں جانتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کے دل میں جو اللہ نے چاہا واقع ہوا اور آپ ﷺ نے اپنے دل میں ہی باتیں کیں تو اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ''ان لوگوں کو دور نہ کرو جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔'' (مسلم فضائل صحابہ:6241)

﴿وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ﴾

''اور آپ کہہ دیں بلاشبہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں'' (89)

سوال: رسول اللہ ﷺ علانیہ ڈرانے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَقُلْ۔۔۔الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں سے فرما دیں: ﴿وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور آپ کہہ دیں بلاشبہ میں تو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں'' یعنی آپ پر دوست اور دشمن سب کے لیے تبلیغ کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے اور یہ کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے جو پہلی قوموں پر آیا تمہیں ڈرا رہا ہوں کہ کہیں اپنے نبی کو جھٹلانے پر تم پر بھی وہی عذاب نہ آ جائے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت جو قرآن میں ہے ''اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے'' تو رسول ﷺ کے متعلق یہی اللہ تعالیٰ نے تورات میں بھی فرمایا تھا: ''اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ان عربوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے ہیں اور میرے رسول ﷺ ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا۔ آپ نہ بدخو ہیں اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے اور نہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ وہ کج قوم عربی کو سیدھا نہ کر لیں یعنی جب تک کہ وہ ان سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہ کر لیں۔ پھر اس کلمہ توحید کے ذریعے وہ اندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیں گے۔'' (بخاری:4838)

(3) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری اور جس دعوت کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس کی مثال ایسے شخص جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے: اے قوم! میں نے ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں ننگ دھڑنگ تم کو ڈرانے والا ہوں، پس بچاؤ کی صورت کرو تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے اس لیے نجات پا گئے لیکن ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ ہی پر موجود رہے، پھر صبح سویرے دشمن کے لشکر نے انہیں آلیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا۔ یہ مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں جو دعوت میں لایا ہوں اس کی پیروی کریں اور اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کرے اور جو میں حق لے کر آیا ہوں۔'' (بخاری:7283)

﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾

''جیسا کہ (عذاب) ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اُتارا تھا'' (90)

سوال: مقتسمین سے کون لوگ مراد ہیں، اس کی وضاحت ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ ''جیسا کہ (عذاب) ہم نے تقسیم کرنے والوں پر اتارا تھا'' ﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ سے مراد وہ کافر ہیں جنہوں نے رات کو جا کر قسم کھائی تھی کہ صالح پیغمبر کی اونٹنی کو مار ڈالیں گے۔ (بخاری کتاب التفسیر: قبل الحدیث 4705) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ''انہوں نے کہا: ''تم لوگ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ، ہم اس پر اور اس کے گھر والوں پر ضرور شب خون ماریں گے، پھر ہم ضرور اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم اس کے گھر والوں کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

ہلاکت کے موقع پر موجود نہ تھے اور ہم بلاشبہ سچے ہیں۔" (النمل:49)

(2)﴿الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ سے مراد (i) کتاب الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے ہیں۔(ii) کچھ لوگوں کا خیال ہے اس سے مراد قریش کی قوم ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تقسیم کر دیا۔ کچھ کو شعر کچھ کو جادو کچھ کو کہانت اور کچھ کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیا۔(iii) کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے آسمانی کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آیت ﴿كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ﴾ میں یہود و نصاریٰ مراد ہیں کچھ قرآن انہوں نے مانا کچھ نہ مانا۔(بخاری:4706)

(3) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسی طرح عذاب سے ڈرا رہے ہیں جیسے پہلے انبیاء نے ڈرایا جن کی قوموں پر عذاب نازل ہوا۔

﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾

"جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" (91)

سوال: قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والے کون لوگ تھے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِيْنَ...عِضِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ "جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا" سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا آیت ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ "جن لوگوں نے قرآن کے ٹکڑے کر دیا" کے متعلق کہا کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے اپنی کتاب کو کئی اجزاء میں تقسیم کر دیا اور ان میں سے بعض کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا۔(بخاری:4705)(2) یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

(3) جنہوں نے قرآن کو مختلف اصناف، اعضاء اور اجزاء میں تقسیم کر رکھا ہے اور اپنی خواہشات نفس کے مطابق اس میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض (قرآن کے متعلق) کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے، بعض کہتے ہیں کہانت ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ افتراء پردازی ہے اور اس قسم کے دیگر اقوال جو ان جھٹلانے والوں نے پھیلا رکھے ہیں جو محض اس مقصد کے لیے قرآن میں جرح و قدح کرتے ہیں تا کہ لوگوں کو ہدایت کے راستے سے روک سکیں۔(تفسیر سعدی:1383/2)

﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

"سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے" (92)

سوال: ﴿فَوَرَبِّكَ...اَجْمَعِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿فَوَرَبِّكَ﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی'' رب العزت نے محمد ﷺ کے رب کی قسم کھا کر فرمایا ہے۔ (2)﴿لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے'' کہ ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جو قرآن مجید میں عیب نکالتے ہیں اور اس میں تحریف کرتے ہیں۔(3)اللہ تعالیٰ کے پوچھنے کا مقصد سزا ہے۔

﴿عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

''اس کے متعلق جو وہ عمل کرتے تھے'' (93)

سوال:﴿عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ قیامت کے دن کس بارے میں سوال کیا جائے گا؟

جواب:(1)﴿عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس کے متعلق جو وہ عمل کرتے تھے'' ابو العالیہ فرماتے ہیں دو چیزوں کا سوال ہر ایک سے ہوگا۔ معبود کسے بنا رکھا تھا رسولوں کی مانی یا نہ مانی؟ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! انسان سے قیامت کے دن ہر ایک عمل کا سوال ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کے آنکھ کے سرمے اور اس کے ہاتھ کی گندھی ہوئی مٹی کے بارے میں بھی اس سے سوال ہوگا۔ دیکھو معاذ ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بارے میں تو کمی والا رہ جائے۔(مسلم:64)(تفسیر مراغی:180/5)(2)ابن عیینہ فرماتے ہیں عمل اور مال کا سوال ہوگا۔(ابن کثیر)

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

''چنانچہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کا صاف اعلان کر دیں اور مشرکوں سے منہ موڑ لیں'' (94)

سوال1:حق کو بیان کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ ''چنانچہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا اس کا صاف اعلان کر دیں'' اللہ رب العزت نے رحمت عالم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنے رب کا پیغام کھلم کھلا بیان کریں۔ ہر کان میں اپنے رب کے پیغام کی آواز دیں۔ لوگوں کو کھلم کھلا حق سنا دیں، تمام لوگوں کے سامنے توحید کا اعلان کریں، نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کریں۔

(2)سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ حق کو بیان کر دیں۔(تفسیر طبری:91/14)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں اس کا معنی ہے کہ جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریئے۔(تفسیر طبری:14/91)

(3)اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل میں لوگوں کی باتیں راستے کی رکاوٹ نہ بنیں۔

(4)ابو عبیدہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ چھپ چھپ کر دین کی دعوت دیا کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے حتیٰ کہ جب یہ آیت کریمہ ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہر نکل کر کھلم کھلا دین کی دعوت دینا شروع فرما دی۔(تفسیر طبری:92/14)

(5) اس آیت کے نزول سے قبل مسلمان چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس اعلان کے بعد سب کے سامنے نمازیں پڑھنے لگے۔

سوال 2: مشرکین سے اعراض کے حکم کی وضاحت ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مشرکین سے اعراض کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور مشرکوں سے منہ موڑ لیں'' یعنی جو مشرک آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں ان کی پرواہ نہ کریں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ ''وہ چاہتے ہیں کاش آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔'' (القلم:9)

سوال 3: حق کی طرف بلانے والے کے لیے کیا مثبت طریقہ ہے؟

جواب: (1) حق کی دعوت دینے والے کے لیے مثبت طریقہ یہی ہے کہ وہ اُلجھنے والوں سے نہ اُلجھے۔

(2) حق کا پوری طرح اعلان کرے۔ (3) اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے۔

(4) دنیا کے حالات میں تنگی محسوس ہو تو اپنی توجہ آخرت کی طرف کر دے۔ (5) لوگوں کی بے اعتنائی میں تنگی محسوس ہو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جائے۔ (6) غم میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ (7) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرے۔ (8) سجدہ کرنے والوں میں ہو جائے۔ (9) اپنی موت تک رب کی عبادت کرے۔

﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾

''بلاشبہ آپ کی جانب سے ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں'' (95)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو استہزا کرنے والوں کے مقابلے میں کفایت کی ضمانت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا ... الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ ''بلاشبہ آپ کی جانب سے ہم مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں'' اللہ رب العزت نے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُۥ ۚ وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلْكَٰفِرِينَ﴾ ''اے رسول! جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اُسے پہنچا دو اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچالے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:67)

(3) اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ جس نے بھی آپ کا مذاق اڑایا اللہ تعالیٰ نے اسے بدترین طریقے سے ہلاک کر دیا۔

(4) طبرانی ابونعیم اور بیہقی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما قول نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی بنانے والے پانچ قریشی سردار تھے ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، اسود بن مطلب۔ یہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچانے اور آپ کا مذاق اڑانے میں بہت آگے بڑھ چکے تھے۔ سیدنا جرائیل نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کی طرف سے ان کا کام تمام کردوں چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شخص تیر درست کر رہا تھا ولید ادھر سے گزرا اس کا کپڑا تیر سے الجھ گیا اس نے غرور کی وجہ سے جھک کر تیر نہیں نکالا۔ آخر تیر کی بوری کسی رگ میں لگ گئی۔ اس کے زخم سے وہ مر گیا۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے عاص کے تلوے کی طرف اشارہ کیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے تلوے میں کوئی کانٹا چبھ گیا۔ ٹانگ سوجھ کر چکی کی طرح ہوگئی اور وہ مر گیا۔ عدی بن قیس کی ناک کی طرف اشارہ کیا ناک سے پیپ بہنے لگی اس سے اس کا انتقال ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث کے سر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ ایک روز یہ شخص کسی درخت کی جڑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سر کو درخت سے ٹکرانے اور منہ کو کانٹوں سے پیٹنے لگا آخر مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں کی جانب اشارہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ اندھا ہو گیا تھا۔ بزار اور طبرانی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کی طرف سے گزرے ان لوگوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف طعن آمیز اشارہ کر کے کہا یہی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے۔ اس وقت سیدنا جبریل علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کیا جس کی وجہ سے ناخن کے نشان کی طرح ان کے جسموں پر نشان ہو گیا۔ آخر وہ نشان پھوڑا بن گیا اور سڑ گیا اور ایسا سڑ گیا کہ کوئی پاس بھی نہیں جاتا تھا۔ ان ہی لوگوں کے متعلق آیت ﴿إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ﴾ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری:244)

(5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّا كَفَيْنَٰكَ ٱلْمُسْتَهْزِءِينَ﴾ ''یقیناً ہم تمہاری طرف سے مذاق اُڑانے والوں کے لیے کافی ہیں۔'' (الحجر:95) اور فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے والے یہ لوگ تھے: ولید بن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مغیرہ، اسود بن عبد یغوث زہری، ابوزمعہ اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل۔ سیدنا جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے مذاق اڑانے والوں کی شکایت سیدنا جبریل علیہ السلام سے کی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے ولید کو کر دیا اور اس کی بغل میں ایک رگ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا: آپ نے (ولید کے ساتھ) کیا کیا؟'' سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اسے سزا دے دی۔'' اس کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام نے اسود کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کر دیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے بارے میں بھی سیدنا جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''آپ نے (اس اسود کا) کیا کیا؟'' سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے انتقام لے لیا۔'' پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے ابوزمعہ کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل سے کہا: ''آپ نے اس کا کیا بندوبست کیا؟'' سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: ''میں نے اس سے بھی بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام نے حارث کو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا اور اس کے سر یا پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ''میں نے اس سے بھی انتقام لے لیا۔ اسی طرح عاص کا گزر ہوا تو سیدنا جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور کہا: میں نے اس کو بھی دبوچ لیا۔'' ولید کو سزا اس طرح ملی کی خزاعہ قبیلے کا ایک شخص جو اپنے تیروں کو ترتیب دے رہا تھا، اس کے پاس سے ولید کا گزر ہوا تو ایک تیر اس کی بغل کے نیچے رگ پہ جا لگا اور اس نے رگ کو کاٹ دیا۔ اسود بن مطلب اندھا ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ اس کے سر میں زخم ہو گئے جن کی وجہ سے وہ مر گیا۔ حارث سے انتقام اس طرح لیا گیا کہ زرد پانی نے حارث کو گھیر لیا، وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور صورت حال یہ ہو گئی کہ اس کا پاخانہ اس کے منہ سے نکلنے لگا، پھر وہ اس بیماری سے مر گیا۔ عاص کو سزا اس طرح ملی کہ اس کے سر میں اس طرح کا پھوڑا نکلا جس طرح کا ایک کانٹے دار پودا حجاز کے ریگستان میں اگتا ہے، وہ پھوڑا اس کے سارے سر میں پھیل گیا اور وہ اس سے مر گیا۔ عاص کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف نکلا، گدھا کودا، اس نے اس کو کانٹوں پر گرا دیا، کانٹا اس کے پاؤں کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور وہ اسی سے مر گیا۔ (دلائل النبوۃ بیہقی: 2/318-316)

﴿الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں سو جلد ہی وہ جان لیں گے'' (96)

سوال: مشرکوں کو جو وعید دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِيْنَ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ ''جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ جو ان کا رب، ان کا خالق، ان کا مالک، ان کا رازق ہے اسے چھوڑ کر دوسروں کو معبود بناتے ہیں۔

(2) ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''سو جلد ہی وہ جان لیں گے'' جب وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے تو انہیں اپنے اعمال کا انجام پتہ چل جائے گا۔ مشرکوں کے لیے یہ زبردست وعید ہے۔

(3) ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول ﷺ کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤ حالانکہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔'' (بخاری: 7532)

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ﴾

''اور بلا شبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں'' (97)

سوال: کسی صدمے سے یا کسی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کا کام نہ چھوڑیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ...يَقُوْلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور بلا شبہ یقیناً ہم جانتے ہیں آپ کا سینہ بے شک اس سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں'' یعنی ہمیں معلوم ہے کہ وہ آپ ﷺ کو جھٹلانے کے لیے کیا کیا باتیں کرتے ہیں، کیسے آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے اور آپ غم زدہ ہوتے ہیں، آپ ﷺ کسی صدمے سے، کسی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کا کام نہ چھوڑیں۔

(2) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ ﷺ کا محافظ اور مددگار ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے کی پوری قدرت رکھتا ہے مگر وہ ان کو ڈھیل دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو یوں ہی نہیں چھوڑے گا۔

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾

''چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں'' (98)

سوال: تسبیح اور نماز کے حکم کی وضاحت ﴿فَسَبِّحْ...مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ ''چنانچہ آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں'' آپ ﷺ کثرت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، اس کی حمد اور تسبیح بیان کریں۔

(2) اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقامات پر بھی لوگوں کی ایذاؤں کے مقابلے میں صبر، تسبیح اور استغفار کا طریقہ اختیار کرنے کی نصیحت کی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى﴾ ''چنانچہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں آپ ان پر صبر کریں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔'' (طٰہٰ:130)

(3) ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ ''تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجیے اور اس سے بخشش مانگیے یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔'' (النصر:3)

(4) ﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ ''چنانچہ آپ صبر کریں، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہ کی بخشش مانگیں اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں۔'' (المؤمن:55)

(5) ﴿وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾ ''اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں'' سجدے سے یہاں مراد نماز ہے۔ (i) سجدوں کی وجہ سے انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ (ii) انسان کو تسکین ملتی ہے۔ (iii) انسان کے دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ (iv) اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیاں کرنے سے انسان کو وہ سب کچھ مل جاتا ہے جو وہ پانا چاہتا ہے۔ (v) سجدے تو انسان اکیلے بھی کر سکتا ہے لیکن ایسے لوگوں کی صحبت انسان کو دلی سکون دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ (vi) اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ شامل ہو کر ہی انسان صحیح معنوں میں اپنا مشن پورا کر سکتا ہے۔

(6) رب العزت نے ذکر الٰہی اور تسبیح کے ساتھ دوسرے کام کا حکم دیا ہے کہ آپ نماز پڑھیں کیونکہ اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ (7) سیدنا نُعیم بن ہمّار سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے ابن آدم! دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں پڑھنے سے عاجز نہ آؤ، میں دن کے آخر تک تمہیں کفایت کروں گا۔'' (مسند احمد:286/5)

(8) ذکر اور نماز مومن کے لیے دعوت و تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا سہارا بنتے ہیں، ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ ''سن لو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے (الرعد:28) (9) ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ ''اور صبر اور نماز کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ذریعے سے مدد مانگو بلاشبہ وہ (نماز) یقیناً بہت بڑی ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر۔'' (البقرہ:45)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے دوست سے دشمنی کی تو اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے، اور اگر میرا بندہ فرض کی ادائیگی کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے۔ تو مجھے اس سے زیادہ محبوب اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا تقرب چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اسے محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے (کچھ) مانگتا ہے تو اسے ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ کسی سے پناہ چاہے تو اسے پناہ بھی ضرور دیتا ہوں۔'' (صحیحہ:1640)

(11) دعوت دین کی راہ میں آنے والی مشکلات اور پیچیدگیوں میں گھرے ہوئے ایک انسان کے لئے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شنوائی بن جائے اور اس کی بینائی بن جائے اور اس کا ہاتھ بن جائے اور جو کچھ وہ مانگے اسے عطا کرے اور جب وہ اس کی پناہ چاہے تو وہ اسے اپنی پناہ میں لے لے۔

(12) سیدنا خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ نے ایک دفعہ سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو لکھا: ''امیر المومنین! اگر آپ کا توکل اللہ تعالیٰ پر ہو تو کسی کا خوف نہ کھایئے اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق کمزور ہو تو سمجھ جایئے پھر کوئی سہارا نہیں۔'' (داعی کے اوصاف)

ع 6 20 6

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾

''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے'' (99)

سوال: مرتے دم تک عبادت میں لگے رہو، اس کی وضاحت ﴿وَاعْبُدْ... الْيَقِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ﴾ ''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں'' عبادت کی اصل اطاعت ہے۔ اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے کہ اپنے رب کے قرب کے لیے عبادت کرو جیسا کہ فرمایا: ﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ ''سو آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں''۔ (ہود:123)

(2) ﴿فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ﴾ ''چنانچہ آپ اس کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر پوری طرح جمے رہو۔'' (مریم:65)

(3) ﴿حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ ''یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آجائے'' یعنی آپ ﷺ کو موت آجائے یعنی مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

6

(4) یعنی اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے لیے دائمی طور پر مختلف عبادات میں مصروف رہیے۔ نبی ﷺ نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ آپ کو آپ ﷺ کے رب کی طرف سے واپسی کا حکم آ پہنچا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا (تفسیر سعدی:1384/2)

(5) یقین سے مراد اس آیت میں موت ہے اس کی دلیل سورہ مدثر کی وہ آیتیں ہیں جن میں بیان ہے کہ جہنمی اپنی برائیاں بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے باتیں بنایا کرتے تھے اور قیامت کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ موت آگئی یہاں بھی موت کی جگہ لفظ یقین ہے۔ (ابن کثیر:113/3)

(6) اس سے ملحدین کی اس رائے کی بھی تردید ہوتی ہے کہ "یقین" سے مراد معرفت ہے اور جب کوئی آدمی مقام معرفت تک پہنچ جائے گا تو تمام عبادات و اعمال اس سے ساقط ہو جائیں گے یہ کفر ضلالت اور جہالت اس لیے کہ انبیائے کرام اور ان کے صحابہ اللہ تعالیٰ کا مقام تمام انسانوں سے زیادہ پہچانتے تھے اور اس کے حقوق وصفات کی معرفت تمام لوگوں کی بہ نسبت انہیں زیادہ حاصل تھی، اس کے باوجود وہ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتے، اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک نیک کاموں کی پابندی کرتے تھے۔ (تیسیر الرحمن:755,754/1)

آیاتھا 128	16- سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ -70	رکوعاتھا 16

سوال: سورۃ النحل کہاں نازل ہوئی؟ اس کی کتنی آیات اور کتنے رکوع ہیں؟

جواب: (1) سورۃ النحل مکی سورت ہے۔ (2) اس کی 128 آیات اور 16 رکوع ہیں۔

(3) مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے 16ویں سورت ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے 70ویں سورت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

"اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو، وہ پاک ہے، اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں" (1)

سوال 1: قیامت قریب ہے، اس کی وضاحت ﴿اَتٰۤى ... تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ﴾ "اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا" یعنی تمہارے عذاب کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم قریب آپہنچا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب العزت نے فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ﴾ ''لوگوں کے لیے ان کا حساب قریب آ گیا اور وہ غفلت میں منہ موڑنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:1)

(2) اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ قیامت کے قریب آنے کی خبر ہے۔ (الاساس فی التفسیر:2915/6)

(3) ﴿فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ﴾ ''سو اس کو تم جلدی طلب نہ کرو'' آنے والی چیز یعنی قیامت قریب آ گئی ہے لہٰذا اس کے آنے کی جلدی نہ مچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اور جس چیز نے آنا ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (53) يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آ جاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے۔'' (العنکبوت:54,53)

(5) سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور قیامت اتنے نزدیک بھیجے گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے اشارہ سے (اس نزدیکی کو) بتایا پھر ان دونوں کو پھیلایا۔'' (صحیح بخاری:6503)

(6) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم ہونے سے پہلے مغرب کی جانب سے ڈھال کی طرح سیاہ ابر نمودار ہوگا اور وہ بہت جلد پورے آسمان پر پھیل جائے گا، پھر وہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' لوگ تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھیں گے اور کہیں گے کیا تم نے کچھ سنا؟ تو ان میں سے کچھ لوگ ہاں میں جواب دیں گے اور بعض شک کریں گے۔ وہ پھر دوسری دفعہ پکارے گا: ''اے لوگو!'' تو لوگ (ایک دوسرے سے) کہیں گے، کیا تم نے کچھ سنا؟ تو وہ سب کہیں گے، ہاں۔ پھر وہ تیسری مرتبہ منادی کرے گا اور کہے گا، اے لوگو! امر الٰہی آ پہنچا، جلدی کرو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! (اس کے بعد قیامت اتنی جلدی آ جائے گی کہ) وہ شخص جو کسی کپڑے کو پھیلائے ہوئے ہوں گے، سمیٹنے بھی نہ پائیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور کوئی اپنے حوض کو ٹھیک کر رہا ہوگا اور ابھی پانی پلا نہ پایا ہوگا۔ (کہ قیامت آ جائے گی) اور دودھ دوہنے والے پی بھی نہ سکیں گے (کہ قیامت آ جائے گی)، ہر ایک نفسا نفسی میں لگ جائے گا۔ (طبرانی الکبیر:325/17)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آفتاب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا، پھر جب وہ طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے اور وہ وقت ہوگا جب کہ کسی شخص کو جو پہلے ایمان نہ رکھتا تھا یا جس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہیں کی تھی، ایمان لانا نفع نہیں دے گا اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی کہ دو آدمیوں نے اپنے آگے خرید وفروخت کے لیے کپڑا پھیلایا ہوگا لیکن نہ تو اس کی خرید وفروخت کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہوگی کہ کوئی شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلا ہوگا اس کو پی بھی نہ پائے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور کوئی شخص اپنے (جانوروں کے کھانے کے) حوض کی مرمت کر رہا ہوگا اور وہ (اپنے جانوروں کو) کھلا پلا نہ سکے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی) اور البتہ قیامت (اتنی جلدی) قائم ہو جائے گی کہ کسی شخص نے نوالہ اٹھایا ہوگا لیکن وہ اس کو کھا نہ سکے گا (کہ قیامت قائم ہو جائے گی)۔" (بخاری:6506)

سوال 2: ﴿سُبۡحٰنَهٗ ... یُشۡرِكُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿سُبۡحٰنَهٗ﴾ "وہ پاک ہے" اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔

(2) ﴿وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشۡرِكُوۡنَ﴾ "اور بے حد بلند ہے اس سے جن کو وہ شریک بناتے ہیں" اللہ تعالیٰ اس سے بھی پاک ہے کہ اس کی عبادت کے ساتھ غیروں کی عبادت کی جائے۔

(3) شرک وبت پرستی میں وہی مبتلا ہوتے ہیں جنہیں قیامت کا یقین نہیں۔ (السراج المنیر :977/1)

(4) اللہ تبارک وتعالیٰ شریک، بیٹے، بیوی اور ہمسر وغیرہ کی نسبت سے بالکل پاک ہے جن کو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے جلال کے لائق نہیں اور اس کے کمال کے منافی ہے۔ (تفسیر سعدی:1385/2)

﴿یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا

"وہ فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے کہ خبردار کر دو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ﴾

کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو مجھ ہی سے ڈرو" (2)

سوال: اللہ تعالیٰ جسے چاہے پیغام توحید کے ساتھ مبعوث فرما دے، اس کی وضاحت ﴿یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ ... فَاتَّقُوۡنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ﴾ ”وہ فرشتوں کو اپنے حکم سے وحی کے ساتھ اتارتا ہے“ یعنی وحی کے ساتھ وہ فرشتے نازل کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وحی ہی زندہ لوگوں کی روح ہے اور ملائکہ سے مراد سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں۔

(2) روح کا لفظ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (i) روح بمعنی وہ لطیف جوہر جو جان دار میں موجود ہے اور جس کی وجہ سے اس جان دار کے اعضاء و جوارح حرکت کرتے ہیں اور جب یہ روح نکل جاتی ہے تو جان دار بے جان ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے۔ جس طرح اس روح کی حقیقت کا علم انسان کو بہت کم دیا گیا ہے اسی طرح روح کے معانی پر احاطہ کرنا بھی انسان کی دسترس سے باہر ہے۔﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ ”اور وہ آپ سے رُوح کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں رُوح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں علم میں سے بہت ہی کم دیا گیا ہے۔“ (بنی اسرائیل:85)

(ii) روح بمعنی فرشتے جیسے فرمایا:﴿فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ ”تو ہم نے اس کے پاس اپنے خاص فرشتے کو بھیجا تو اس کے لیے اس نے پورے انسان کی شکل اختیار کی۔“ (مریم:17) یعنی ہم نے مریم کی طرف اپنی روح یا فرشتہ بھیجا جو ایک تندرست انسان کی شکل بن گیا۔ روح سے مراد عام فرشتہ بھی ہو سکتا ہے اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام بھی۔ مگر جب روح قدوس یا روح امین کا لفظ آئے تو اس سے مراد صرف سیدنا جبریل علیہ السلام ہوں گے۔

(iii) روح بمعنی وہ پیغام جو فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اور اس سے مراد وحی بھی ہو سکتا ہے اور سارا قرآن بھی۔ روح کے ساتھ جب بھی مِنَ الْاَمْرِ یا مِنْ اَمْرٖ کے الفاظ آئیں تو اس سے مراد وحی ہی ہوتی ہے جیسا کہ اس مقام پر ہے۔ ﴿بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ﴾ اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ ”اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک رُوح کی وحی کی۔“ (شوریٰ:52) اس مقام پر روح سے مراد پورا قرآن ہے نیز ایک دوسرے مقام پر وحی یا رسالت کے معنوں میں اس طرح آیا ہے۔﴿يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ”وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے۔“ (المومن:15) اس مقام پر وحی کے لیے روح کا لفظ استعمال فرمایا جس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جسمانی زندگی کے لیے روح کی ضرورت ہوتی ہے کہ اگر روح نہ ہو تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صالح طرز زندگی یا نظام حیات کے لیے وحی الٰہی کی ضرورت ہوتی ہے جس کے بغیر صالح نظام قائم ہو نہیں سکتا اور اگر وحی الٰہی کے مطابق عمل نہ کیا جائے تو اس نظام کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور فاسد نظام رائج ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن:504/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3) روح کہہ کر یہ شعور دلایا گیا کہ جیسے انسان کو روح کی وجہ سے زندگی ملتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی وحی سے انسان کی عقل اور شعور کو زندگی ملتی ہے۔

(4)﴿مِنْ اَمْرِهٖ﴾ ''اپنے حکم سے'' اس سے مراد ہے کہ وحی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾ ''اور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترا کرتے۔ (مریم:64)

(5)﴿لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ ''وہ اس سے بات میں پہل نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔'' (الانبیاء:27)

(6)﴿عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ ''اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے'' یعنی وہ اپنے بندوں میں سے رسولوں کو چنتا ہے جن کے بارے میں وہ علم رکھتا ہے کہ وہ رسالت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ﴾ ''بلند درجوں والا، عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی نازل کرتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔'' (المومن:15)

(7)﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے؟ اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے؟ لیکن ہم نے اسے ایک روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور یقینا آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں۔'' (الشوریٰ:52)

(8)﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ﴾ ''اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔ (الانعام:124)

(9)﴿اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا﴾ ''کہ خبردار کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں'' تمام انبیاء و مرسلین کی دعوت کا لب لباب اور اس کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر ہے یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور صفات عظمت میں اس کی وحدانیت کے بارے میں ڈراؤ، جو کہ درحقیقت صفات الوہیت ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاؤ، جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل فرمائیں اور اپنے رسول مبعوث کیے۔ تمام شرائع اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زور دیتی ہیں اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مخالفت کرتا اور اس کے متضاد کام کرتا ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ شرائع اس کے خلاف جہاد کرتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:1386,1385/2)

(10)﴿فَاتَّقُوْنِ﴾ ''سو مجھ ہی سے ڈرو'' یعنی میری مخالفت پر میرے عذاب سے ڈر جاؤ۔ شرک اور بت پرستی چھوڑ دو اور رسولوں کی مخالفت نہ کرو۔ (مختصر ابن کثیر:978/1)

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾

''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ بے حد بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں'' (3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ بنایا، اس کی وضاحت ﴿خَلَقَ ... بِالْحَقِّ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ ''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسی نے آسمانوں کو، زمین اور ان کے اندر موجود تمام چیزوں کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے یعنی انہیں بے مقصد کھیل تماشے کے طور پر نہیں بلکہ خاص حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى﴾ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تاکہ جنہوں نے برائیاں کیں اُنہیں اس کا بدلہ دے جو انہوں نے عمل کیا اور جن لوگوں نے بھلائی کی انہیں بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔ (النجم:31)

(2) اس سورہ مبارکہ کو ''سورۃ النعم'' کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے اصول اور اس کے قواعد بیان کئے ہیں اور اس کے آخر میں وہ امور بیان کئے ہیں جو ان کی تکمیل کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ اس نے زمین اور آسمان کو حق کے ساتھ پیدا کیا تاکہ بندے اس کے ذریعے سے ان کے خالق کی عظمت اور اس کی صفات کمال پر استدلال کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اپنے ان بندوں کے رہنے کے لئے پیدا کیا ہے جو اس کی عبادت اس طرح کرتے ہیں جس طرح اس نے اپنی شرائع میں ان کو حکم دیا ہے جن کو اس نے اپنے رسولوں کی زبان پر نازل فرمایا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مشرکین کے شرک سے منزہ قرار دیا۔ (تفسیر سعدی:1386/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ تخلیق عالم میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جواب: (1) ﴿تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ”وہ بے حد بلند ہے ان سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں“ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے۔ وہی حقیقی معبود ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی عبادت، کسی اور سے محبت اور کسی اور کے سامنے عاجزی اختیار کرنا حق نہیں ہے۔ (2) جب اللہ تعالیٰ جہانوں کی تخلیق میں یکتا ہے تو عبادت میں بھی یکتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ (10) هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ”اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم ان کو دیکھتے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں ہر طرح کی (غلہ کی) عمدہ قسم اگائی۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق، تو تم مجھے دکھاؤ ان لوگوں نے جو اس کے سوا ہیں کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔“ (لقمان: 11،10)

﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾

”اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پھر وہ اچانک صریح جھگڑالو ہے۔“ (4)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ہے، اس کی وضاحت ﴿خَلَقَ ... مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ”اس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد سب سے افضل مخلوق سے ابتدا کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حقیر نطفے سے پیدا کیا، اس کی نشوونما کی حتیٰ کہ اسے مکمل انسان بنا دیا پھر اس میں اپنی روح پھونکی۔

(2) ﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ ”پھر وہ اچانک صریح جھگڑالو ہے“ جب رب العزت نے انسانوں پر اپنی نعمتوں کو مکمل کر دیا تو وہ خود پسند بن گیا اور اپنے رب کی مخالفت کر کے اس کا انکار کرنے لگا، اس کی آیات کو اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے لگا۔ اس نے اپنی تخلیق کے ابتدائی مراحل کو ہی بھلا دیا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (77) وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (78) قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ (79)﴾ ”اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے۔ اور اس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔'' (یٰس:77-79)

(3) انسان کو جب شعور آتا ہے تو بے خدا بن کر رہنا چاہتا ہے۔ انسان اپنی مرضی کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا مدمقابل بن کر رہنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب اپنی مرضی کو چھوڑ کر رب کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ جھگڑے کرتا ہے۔

(4) انسان جب عقل مند اور صاحب رائے بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے جھگڑے کرنے والا بن جاتا ہے۔

(5) سیدنا بسر بن جحاش القرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے عاجز کر سکتا ہے، حالانکہ میں نے تو تجھے تھوک جیسی چیز سے پیدا کیا ہے، حتیٰ کہ جب میں نے تجھے برابر کیا اور تجھے مضبوط کیا، پھر تو اکڑ کر چلنے لگا اور (مال و دولت) جمع کرنے لگا اور اسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے رکا رہا۔ پھر جب تیری جان حلق میں پہنچی تو تو کہنے لگا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں، اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ اب صدقہ کا وقت کہاں ہے؟۔'' (ابن ماجہ:2707)

﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾

''اور اس نے چوپائے پیدا کیے جن میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان اور بہت سے فوائد بھی اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو۔''(5)

سوال: چوپائے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور نعمت ہیں، ان کے فوائد کی وضاحت ﴿وَالْاَنْعَامَ ... تَاْكُلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا﴾ ''اور اس نے چوپائے پیدا کیے'' اللہ تعالیٰ نے انسان کے فائدوں کی خاطر جانوروں کو تخلیق کیا جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ۔ اونٹ، گائے اور بکری سے دودھ اور گوشت میں، بھیڑ کی اون میں ہمارے لیے بہت سے فائدے ہیں۔

(2) ﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ﴾ ''جن میں تمہارے لیے گرمی حاصل کرنے کا سامان'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ﴿دِفْءٌ﴾ سے مراد لباس ہے۔ یعنی ان جانوروں کی اون سے اور بالوں سے تم اپنے لباس اور بچھونے اور خیمے بناتے ہو۔

(3) ﴿وَّمَنَافِعُ﴾ ''اور بہت سے فوائد بھی'' ان کے علاوہ بھی جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں۔

(4) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ (٧٩) وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ (٨٠) وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تُنْكِرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں تاکہ تم ان میں سے کسی پر سواری کرو اور ان میں سے کسی کو تم کھاتے ہو اور تمہارے لیے ان میں کئی فائدے ہیں اور تاکہ تم ان کے ذریعے سے اپنی ضرورت تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تمہیں سوار کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کن کن نشانیوں کا تم انکار کرو گے؟'' (المؤمن:79-81)

(5) ﴿وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ﴾ ''اور ان ہی میں سے تم کھاتے بھی ہو'' رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ (٢١) وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ تمہارے لیے مویشیوں میں یقیناً بڑی عبرت ہے، جو ان کے پیٹ میں ہے ہم اس میں سے تمہیں پلاتے ہیں اور تمہارے لیے ان میں بہت سے دوسرے فائدے بھی ہیں اور انہی میں سے کچھ کو تم کھاتے بھی ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تم سوار کیے جاتے ہو'' (المؤمنون:21,22)

﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ﴾

''اور ان میں تمہارے لیے جمال ہے جب شام کے وقت تم چرا کر لاتے ہو اور جب صبح کے وقت تم انہیں چرانے لے جاتے ہو'' (6)

سوال: جانور زینت اور جمال کا باعث ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَكُمْ ... تَسْرَحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ﴾ ''اور ان میں تمہارے لیے جمال ہے جب شام کے وقت تم چرا کر لاتے ہو اور جب صبح کے وقت تم انہیں چرانے لے جاتے ہو'' جانوروں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ زینت اور جمال کا باعث ہیں۔

(2) جب جانور شام کو چراگاہ سے واپس آتے ہیں تو ان کی کوکھیں بھری ہوئی ہوتی ہیں، تھن دودھ سے لبریز ہوتے ہیں اور کوہان بلند ہوتے ہیں جس سے وہ خوب صورت لگتے ہیں اور جب صبح صبح چراگاہ میں جاتے ہیں جب بھی خوب صورت معلوم ہوتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:979/1)

(3) جانوروں کی خوب صورتی کا خود انہیں فائدہ نہیں ہے۔ ان سے جمال کا انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ جب جانور اچھے لگتے ہیں۔ ان کے بالوں، کھالوں اور اون سے لباس اور فرش اور خیمے بنتے ہیں۔

﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ

''اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے یقیناً تمہارا رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" (7)

سوال: جانوروں کے ذریعے سامان منتقل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَتَحْمِلُ ...لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ﴾ "اور وہ تمہارے بوجھ اس شہر تک اٹھا لے جاتے ہیں" یعنی جانور تمہارے سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ ﴿لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ﴾ "جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے" ایسے ہی مقامات میں جہاں جانور انسانوں کے بوجھ کو بھی اٹھاتے ہیں اور ان کی مدد کے بغیر انسان کے لیے انتہائی مشقت ہوتی۔

(2) ﴿لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ﴾ "جہاں تم جانوں کی مشقت کے بغیر کبھی پہنچنے والے نہیں تھے" اللہ تعالیٰ نے جانوروں کے بغیر مشقت بھری زندگی کی آزمائشوں کو دور کرنے کے لیے جانور پیدا کیے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو انسان کا مطیع بنا دیا، ان کی سواری، ان پر بوجھ لادنے کو انسان کے لیے نفع مند بنا دیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ (۷۱) وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (۷۲)﴾ "اور کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا، پھر وہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے انہیں ان کا تابع بنا دیا سو ان میں کچھ ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں۔" (یٰس: 72،71)

(4) ﴿اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ "یقیناً تمہارا رب بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے" اللہ تعالیٰ نے ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جانوروں کو مسخر کر دیا اس کے لیے وہ مستحق ہے کہ اس کی حمد و ثنا کی جائے اور سواری پر سوار ہوتے ہوئے دعا کی جائے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ (۱۳) وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ "ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اس (سواری) کو مسخر کر دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہ رکھتے تھے اور ایک روز ہمیں اپنے ربّ کی طرف پلٹنا ہے۔" (الزخرف: 14،13)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

”اور گھوڑے، خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو“ (8)

سوال 1: گھوڑے، خچر اور گدھے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، ان کے فوائد کی وضاحت ﴿وَّالْخَيْلَ...وَزِيْنَةً﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ ”اور گھوڑے، خچر اور گدھے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے“ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے سواری اور زینت کے لیے پیدا کئے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

(2) یعنی کبھی تو تم انہیں سواری کی ضرورت کے لئے استعمال کرتے ہو اور کبھی خوب صورتی اور زینت کی خاطر تم انہیں پالتے ہو۔ یہاں ان کو کھانے کا ذکر نہیں کیا کیونکہ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہے۔ گھوڑوں کو بھی غالب طور پر کھانے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے برعکس اس کو کھانے کی غرض سے ذبح کرنے سے منع کیا گیا ہے اس ڈر سے کہ کہیں ان کی نسل منقطع نہ ہو جائے۔ ورنہ صحیحین میں حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1388/2)

(3) اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسانی زندگی کی ضروریات صرف کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور سواریوں تک محدود نہیں بلکہ حسن و جمال اور تفریح اعلیٰ انسانی ضروریات میں سے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ نے جہاں سواری اور زینت کا ذکر فرمایا تو گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کا نام لیا اور جہاں بار برداری اور جمال کا ذکر فرمایا اور انعام نعم کی جمع ہے گو اس کا اطلاق درندوں کے علاوہ باقی سب جانوروں پر ہوتا ہے تاہم اس کا زیادہ تر استعمال اونٹ پر ہوتا ہے کیونکہ عربوں کے لیے اونٹ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ تھی جس کی کئی وجوہ ہیں۔ مثلاً اونٹ دوسرے جانوروں سے زیادہ وزن اٹھا سکتا ہے۔ عام اندازے کے مطابق گدھا 5 من یا 2 بوریاں غلہ اٹھا سکتا ہے۔ گھوڑے اور خچر 3 بوریاں جب کہ اونٹ 4 بوریاں با آسانی اٹھا سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ باقی سب جانوروں پر انہیں کھڑا کر کے بوجھ لادا جاتا ہے صرف اونٹ ایک ایسا جانور ہے جسے بٹھا کر اس پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی لمبوتری گردن میں اتنی قوت رکھی ہے کہ وہ اس کے سہارے بھرے ہوئے بوجھ سمیت اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اونٹ میں بار برداری کے لحاظ سے تیسری خوبی یہ ہے کہ وہ عرب کے لق و دق صحراؤں کے ریگستان میں با آسانی سفر کر سکتا ہے اور چوتھی یہ کہ پانی کے بغیر یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جانور کئی دنوں تک اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے۔ اونٹ کی ان ہی خوبیوں کی بنا پر اسے "صحراء کا جہاز" کا نام دیا گیا ہے۔ آج کے مشینی دور میں بھی جہاں پٹرول کی گاڑیاں کام نہیں دیتیں یہی صحرائی جہاز کام دیتا ہے۔ (تیسیر القرآن:506/2)

سوال 2: ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ "اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو" نزول قرآن کے بعد بہت سی ایسی چیزیں وجود میں آئیں جن پر انسان بحر و بر اور فضا میں سواری کرتے ہیں اور جنہیں وہ اپنے فوائد اور مصالح کے لیے اپنے کام میں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعیان کے ساتھ ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صرف ایسی ہی چیزوں کا ذکر فرماتا ہے جن کو اس کے بندے جانتے ہوں یا جن کی نظیر کو وہ جانتے ہوں اور جس کی نظیر ان کے زمانے میں دنیا میں موجود نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ کرتا تو لوگ اس چیز کو نہ پہچان سکتے اور یہ نہ سمجھ سکتے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ صرف جامع اصول ذکر فرماتا ہے جس میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جنہیں لوگ جانتے ہیں اور جنہیں لوگ نہیں جانتے۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کے بارے میں ان چیزوں کا نام لیا ہے جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کی نظیر کا مشاہدہ کرتے ہیں، مثلاً کھجور، انگور اور انار وغیرہ اور جس کی کوئی نظیر ہم نہیں جانتے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کا ذکر مجمل طور پر اپنے اس ارشاد میں کیا ہے ﴿فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ﴾ "دونوں میں ہر پھل کی دو دو قسمیں ہیں۔" (الرحمن:52) اسی طرح یہاں بھی صرف ان ہی سواریوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ہم متعارف ہیں، مثلاً گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹ اور بحری جہاز وغیرہ اور باقی کو اس نے اس قول، ﴿وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ میں مجمل رکھا۔ (تفسیر سعدی:1388/2)

ع 1/9 7

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾

"اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور ان میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا" (9)

سوال: دینی راستوں کی وضاحت ﴿وَعَلَى اللَّهِ... أَجْمَعِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے جہاں ظاہری راستوں کو بیان کیا جن کو عبور کرنے کے لیے جانور اور دیگر ذرائع کام آتے ہیں وہیں اللہ تعالیٰ نے معنوی اور دینی راستوں کی بھی وضاحت فرما دی۔

(2) ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ "اور سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے" یعنی صراط مستقیم جو قریب ترین اور مختصر ترین راستہ ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1389/2)

(3) نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص علم کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔" (ابوداؤد:3643) (4) ابن جریر رحمہ اللہ نے قرآن اور اسلام کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔ (تفسیر طبری)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ "چنانچہ آپ یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر قائم رکھیں، اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ رجوع کرنے والے بنو اور اسی سے ڈر جاؤ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔" (الروم:31,30)

(6) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ﴾ کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ وہ ہدایت اور گمراہی کو بیان فرما دے۔ (تفسیر طبری:113/14)

(7) ﴿وَمِنْهَا جَآئِرٌ﴾ "اور ان میں سے کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہیں" رہا عقائد و اعمال میں ظلم کا راستہ تو اس سے مراد ہر وہ راستہ ہے جو صراط مستقیم کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ راستہ اللہ تعالیٰ سے منقطع کر کے شقاوت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ پس ہدایت یافتہ لوگ اپنے رب کے حکم سے صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگ ظلم و جور کے راستوں کو اختیار کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1389,1388/2)

(8) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (سمجھانے کے) لیے ایک خط کھینچا، پھر فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے۔" پھر اس کے دائیں اور بائیں چند خطوط کھینچے اور فرمایا: "یہ (شیطان کے) راستے ہیں، ان میں سے ہر راستے پر ایک شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ "اور بلاشبہ یہی میرا راستہ ہے جو سیدھا ہے چنانچہ تم اس کی پیروی کرو اور دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے جدا کر دیں گے یہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم بچ جاؤ۔" (الانعام:153) (مسند احمد:326)

(9) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ٹیڑھی راہیں مختلف طریقے مختلف راہیں، مختلف خواہشات ہیں مثلاً یہودیت عیسائیت اور آتش پرستی وغیرہ غرض یہ کہ اسلام کے علاوہ تمام دین غلط اور غیر صحیح ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:980/1)

(10) ﴿وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ "اور اگر وہ چاہتا تو ضرور تم سب کو ہدایت دے دیتا" اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین کے تمام باشندے ہدایت پا جاتے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو یقیناً ایک ہی امت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔مگر جن پر آپ کا رب رحم کرے اور اسی لیے اس نے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سبھی سے ضرور بھر دوں گا۔'' (ہود:119,118)

(11) ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾ ''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو جو زمین میں ہیں سب اکٹھے ضرور ایمان لاتے۔'' (یونس:99)

(12) ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے۔'' (السجدہ:13)

(13) مگر اللہ تعالیٰ بعض کو اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا کرتا ہے اور بعض کو اپنے عدل و حکمت کی بنا پر گمراہ کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1389/2)

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ

''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے اور اسی سے پودے ہوتے ہیں

فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ﴾

جن میں تم (جانور) چراتے ہو'' (10)

سوال: بارش اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کے فوائد کی وضاحت ﴿هُوَ الَّذِيْٓ...تُسِيْمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ ''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا'' اللہ رب العزت نے بارش اور اس سے متعلق نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔بارش اللہ تعالیٰ کی قدرت، ارادے اور تدبیر سے ہوتی ہے۔وہی ہے جو آسمانوں سے بارش کو برسانے کے لیے کائناتی عمل کو جاری کرتا ہے۔سورج کی حرارت سے سمندروں کا پانی بھاپ بنا کر وہی اڑاتا ہے۔وہ عظیم ہے جو اس بھاپ کو اوپر لے جا کر ٹھنڈا کرتا ہے اور ہواؤں کو حکم دیتا ہے کہ ٹھنڈی بھاپ سے بننے والے بادلوں کو اڑا کر اس علاقے تک لے جائیں جہاں اسے بارش برسانے کا حکم ہو۔

(2) ﴿لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ﴾ ''اس میں سے تمہارے لیے پینا ہے'' بارش کا میٹھا اور صاف شفاف پانی پینے کے قابل بنانے والا رب ہے۔وہی ہے جو میٹھا پانی پلاتا ہے وگرنہ وہ اسے کھاری کر دیتا ہے تو زندگی ممکن نہ رہتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ﴾ ''اوراسی سے پودے ہوتے ہیں جن میں تم (جانور) چراتے ہو'' بارش کے پانی سے نباتات، گھاس اور درخت پیدا ہوتے ہیں جو انسانوں اور جانوروں کے لیے روزی بنتے ہیں۔

﴿يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ

''وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی،

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں'' (11)

سوال: بارش کے فوائد کی وضاحت ﴿يُنْۢبِتُ...يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ ''وہ اس کے ساتھ تمہارے لیے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی'' اللہ تعالیٰ بارش سے انسان کی خوراک کے لیے کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور، اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتے ہیں۔

(2) وہ رب عظیم ہے جس نے ایک ہی پانی سے مختلف ذائقوں، مختلف رنگوں، شکلوں اور خوشبوؤں والے پھل پیدا کیے۔

(3)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''یقیناً اس میں ضرور ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں'' اس میں غور کرنے والوں کے لیے نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً﴾ ''کیا وہ شریک بہتر ہیں) یا وہ جس نے آسمانوں سے پانی اتارا؟ اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا؟'' (النمل:60)

(4) اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ پر غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔

(5) غور وفکر کرنے والے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ (i) آسمان سے اترنے والی بارش اللہ تعالیٰ کے ارادے سے اور تدبیر کے مطابق ہوتی ہے۔ (ii) غور وفکر کرنے والے بارش میں اللہ تعالیٰ کے ارادے کو پا لیتے ہیں۔ (iii) غور وفکر کرنے والے اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ اس کائنات میں ہونے والا ہر کام اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ہوتا ہے۔

(6) ابن عاشور کہتے ہیں تفکر عقل کا وہ دائرہ کار ہے جو صحیح علم تک پہنچنے کا راستہ اور طریق ہے۔ (التحریر والتنویر:244/3)

(7) مومنوں پر تفکر کرنا واجب ہے۔ نبی ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو ابتداء تفکر سے کرتے یعنی وہ آیات تلاوت کرتے جن میں غور وفکر کو حکم دیا گیا ہے اور وہ سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات ہیں جن میں سے خاص یہ ہیں۔ ﴿اِنَّ فِيْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ(۱۹۰) الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(۱۹۱) رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾

''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے بدلنے میں عقل مندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں، اے ہمارے رب! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد نہیں بنایا، آپ پاک ہیں، سو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لیں۔ اے ہمارے رب! بے شک جس کو تو نے آگ میں ڈالا تو اُس کو تو نے واقعی رُسوا کر دیا، اور ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں۔'' (آل عمران: 190۔192) یہ وہ طریقہ ہے جس پر چلنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے۔ عبادت اور غور وفکر لازم وملزوم ہیں۔

(8) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک گھڑی کا غور وفکر کرنا ایک رات کے قیام سے بہتر ہے۔ (العظمۃ لابی الشیخ: 302/1) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان لوگوں میں شامل فرمالے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ

''اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے اور تارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

بلاشبہ اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں'' (12)

سوال: دن، رات، سورج، چاند اور تارے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانیاں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَسَخَّرَ... يَّعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ ''اور اس نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں اور احسانات میں سے دن، رات، سورج، چاند اور ستارے بھی ہیں۔ (2) اللہ تعالیٰ نے یہ نظام ہمارے لیے بنایا ہے کیونکہ ہم ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

(3) (i) دن رات برابر آتے جاتے ہیں۔ سورج اور چاند ہماری خدمت پر مامور ہیں۔ رات کے وقت ہم سوتے ہیں اور سکون حاصل کرتے ہیں۔ دن میں اپنے کاموں اور معاش کے لیے پھیل جاتے ہیں۔ (ii) رات اور دن کا آنا جانا ایسا عمل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

7

ہے جو انسان کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کبھی راتیں لمبی، کبھی دن لمبے، انسان اتنے وسیع پیمانے پر آنے والی تبدیلی پر غور کر کے اس عظیم واقعے میں چھپی ہوئی غیبی قدرت اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

(4)(i) سورج اور چاند سے روشنی حاصل ہوتی ہے جس سے درختوں کے پھلوں اور نباتات کا اُگنا ممکن ہوتا ہے۔

(ii) سورج اور چاند اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔ اس گردش میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ربوبیت دکھائی دیتی ہے۔

(5) اللہ رب العزت نے ستاروں کو ہمارے لیے مسخر کیا ہے۔ ستاروں کے ذریعے سمندر اور خشکی کی تاریکیوں میں راستے تلاش کیے جاتے ہیں۔ ستارے مسافروں کے لیے راستے کی دلیل بھی ہیں اور آسمان کی زینت بھی۔

(6) تمام اجرام فلکی پر اللہ تعالیٰ ہی کا غلبہ و تسلط ہے، اسی نے انہیں مسخر کیا، ان کے اندازوں کو مقرر کیا اور ان کے کام کو آسان فرما دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔'' (الاعراف:54)(المصباح المنیر:539/1)

(7) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں'' ان تمام چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کامل غلبے کی نشانیاں ہیں جن کو غور و فکر کرنے والے صاحب عقل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(8) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علم نجوم کا کوئی حصہ اخذ کیا تو اس نے اتنا ہی جادو اخذ کیا، وہ جتنا اضافہ کرے گا اتنا ہی اضافہ ہوگا۔'' (ابوداؤد:3905) (9) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔۔۔ جس نے یہ کہا کہ بارش اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہوئی وہ میرے اوپر ایمان رکھنے والا ہوا اور ستاروں کا منکر ہوا، اور جس نے کہا کہ ہم فلاں اور فلاں نچھتر کے سبب برسائے گئے تو وہ میرا منکر ہوا اور ستاروں پر یقین کرنے والا ہوا۔'' (ابوداؤد:3906)

﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

''اور زمین میں جو کچھ اس نے تمہارے لیے پھیلا دیا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں، بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ﴾

ان کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں'' (13)

سوال: زمین کی پیدوار کے مختلف رنگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ذَرَا...يَّذَّكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ﴾ ''اور زمین میں جو کچھ اس نے تمہارے لیے پھیلا دیا ہے جس کے مختلف رنگ ہیں'' اللہ رب العزت نے آسمانوں کی نشانیوں کے بعد زمین کی نشانیوں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے کہ اس نے زمین میں حیوانات، نباتات، معدنیات اور جمادات پیدا کیے ہیں جن کے رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ مختلف رنگ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

(2) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً ایک نشانی ہے'' رنگ کی تشکیل کے لیے پہلی شرط روشنی کی موجودگی ہے۔ اس ضمن میں سورج سے آتی روشنی کی خصوصیات کے جائزے سے آغاز کرنا مفید ہوگا۔ رنگوں کی تشکیل کے لیے سورج سے زمین کی طرف آتی روشنی کے لیے ایک خاص طول موج کی شکل میں ہونا لازمی ہے تاکہ وہ رنگ پیدا کر سکے۔ یہ روشنی جو ''بصری روشنی'' کہلاتی ہے سورج سے خارج ہونے والی شعاعوں کا 10/25 حصہ ہوتی ہے۔ روشنی کی شعاعوں کی یہ ناقابل یقین حد تک تھوڑی مقدار جو کہ رنگ کی تشکیل کے لیے ضروری ہے سورج سے زمین تک پہنچتی ہے۔ انسان کی زندگی میں رنگوں کی اہمیت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ کسی بھی شے کو اس کے رنگ کی بدولت معنی حاصل ہوتے ہیں۔ رنگ کی اس تشکیل کے دوران ایک اور ضروری مرحلہ روشنی کی لہروں کو وصول کرنے کا ہے۔ اور یہ کام آنکھ سرانجام دیتی ہے۔ اس کے لیے روشنی کی لہروں کا اعضائے بصارت کے ساتھ ہم آہنگ ہونا بھی ضروری ہے۔ (رنگ بھری دنیا: 21-18) رنگ اللہ تعالیٰ کی کامل قدرت کی نشانیاں ہیں جو اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، عبادت اسی کا حق ہے۔

(3) ﴿لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ﴾ ''ان کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں'' یعنی وہ لوگ جو اپنے حافظے میں علم نافع کو محفوظ رکھتے ہیں، پھر ان امور پر غور وفکر کرتے ہیں جن پر غور وفکر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے دعوت دی ہے یہاں تک کہ وہ اس حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں جس پر یہ علم دلالت کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2/1390) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ''اور وہ لوگوں کے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔" (البقرۃ:221) اور ﴿اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ﴾ "تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟" (النحل:17)

﴿وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ

"اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا تاکہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو۔

وَتَرَی الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِیۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ﴾

اور اس میں آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں پانی کو چیرنے والی ہیں اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو" (14)

سوال: سمندر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَهُوَ الَّذِیۡ ... تَشۡکُرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهُوَ الَّذِیۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ﴾ "اور وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا" وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنی مہربانی سے کثیر فوائد کے لیے سمندر پیدا کیے اور انہیں انسان کے تابع کر دیا کہ وہ جیسے چاہیں فائدہ اٹھائیں۔ انسان آسانی سے دور دراز کے سمندری سفر طے کر لیتے ہیں۔ یہ سمندر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں۔

(2) ﴿لِتَاۡکُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِیًّا﴾ "تاکہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ" اللہ تعالیٰ نے سمندروں میں ہماری غذا کے لیے مچھلیاں پیدا کر دیں وہ زندہ ہوں یا مردہ ہر طرح سے انہیں ہمارے کھانے کے لیے حلال کر دیا۔

(3) ﴿وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا﴾ "اور اس سے تم زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو" اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے سمندروں میں قیمتی موتی اور خوب صورت جواہرات پیدا کر دیے اور سمندر کی تہہ سے انہیں نکالنا آسان کر دیا تاکہ لوگ اپنے حسن و جمال میں اضافے کے لیے انہیں سمندروں سے نکالیں اور انہیں زیورات کے طور پر استعمال کریں۔

(4) ﴿وَتَرَی الۡفُلۡكَ﴾ "اور آپ دیکھتے ہیں کہ کشتیاں" یعنی جہاز اور کشتیاں۔

(5) ﴿مَوَاخِرَ فِیۡهِ﴾ "اس میں پانی کو چیرنے والی ہیں" یعنی موجیں مارتے ہوئے ہولناک سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی۔ (تفسیر سعدی: 1391/2) (6) سمندروں اور دریاؤں میں کشتیاں اور جہاز پانی کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

(7) جہازوں اور کشتیوں کی صنعت اللہ تعالیٰ نے ہی سکھائی۔ سب سے پہلے سیدنا نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی تھی پھر یہ صنعت سینہ بہ سینہ منتقل ہوئی۔

(8) ﴿وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ﴾ "اور تاکہ تم اس کا کچھ فضل تلاش کرو" جہاز کے ذریعے لوگ اور اشیاء دور دراز علاقوں تک منتقل ہوتے ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ”بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کے بدلنے میں اور ان کشتیوں میں جو وہ چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔“ (البقرہ:164)

(9) ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ”اور تاکہ تم شکر ادا کرو“ یعنی اس ہستی کا شکر ادا کرو جس نے تمہارے لئے یہ تمام چیزیں تیار کر کے تمہیں میسر کیں اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرو جس نے تمہیں ان چیزوں سے نوازا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی شکر کا مستحق ہے اور اس کے لئے حمد و ثنا ہے کیونکہ اس نے اپنے بندوں کو ان کی طلب سے زیادہ اور ان کی آرزوؤں سے بڑھ کر مصالح اور فوائد عطا کئے۔ اس کی حمد و ثنا کا شمار نہیں جا سکتا بلکہ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے اپنی حمد و ثنا خود بیان کی۔ (تفسیر سعدی:1391/2)

﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾

”اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ“ (15)

سوال: پہاڑ اور دریا بھی اللہ تعالیٰ کے عظیم انعامات ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاَلْقٰى ... تَهْتَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ ”اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے“ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ اس نے بندوں کے لیے سر بہ فلک پہاڑ یعنی بڑے بڑے پہاڑ رکھ دیے تاکہ پہاڑوں کی میخوں سے زمین میں سکون پیدا ہو جائے اور زمین والے اس پر کھیتی باڑی کر سکیں اور عمارتیں بنا سکیں اور دیگر امور کو جاری رکھ سکیں۔ (2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا﴾ ”اور پہاڑ، اس نے انہیں گاڑ دیا۔“ (النازعات:32)

(3) رواسی ایسے سلسلہ ہائے کوہ کو کہا جاتا ہے جو سینکڑوں میلوں تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ زمین ہچکولے نہ کھائے اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کو پیدا کیا گیا تو وہ ڈگمگاتی اور ہچکولے کھاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ رکھ دیئے۔ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الناس)

(4) جدید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ پہاڑوں کا وجود زلزلوں کو روکنے میں بڑا ممد ثابت ہوا ہے۔ زمین کی سورج کے گرد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گردش ایک اختلافی مسئلہ ہے جو آج تک چار دفعہ بدل چکا ہے۔ بہر حال موجود تحقیق یہی ہے کہ زمین سورج کے گرد گردش کر رہی ہے۔ (تیسیر القرآن: 510/2)

(5) رب العزت نے پہاڑوں کے بارے میں فرمایا: ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ﴾ ''اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر ہی پیدا کیا، تم ان کو دیکھتے ہو اور اس نے زمین میں پہاڑ جما دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ جائے۔'' (لقمان: 10)

(6) ﴿وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا﴾ ''اور اس میں دریا اور راستے بنا دیئے'' یہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین پر دریاؤں کو جاری کر دیا، وہ ان دریاؤں کو دور دراز زمین سے بہا کر اس زمین تک لاتا ہے جو ان کے پانی کی ضرورت مند ہے تاکہ وہ خود، ان کے مویشی اور کھیت سیراب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ دریا سطح زمین پر اور کچھ دریا سطح زمین کے نیچے جاری کئے، لوگ کنوئیں کھودتے ہیں یہاں تک کہ وہ زیر زمین بہنے والے دریاؤں تک پہنچ جاتے ہیں تب وہ رہٹ اور دیگر آلات کے ذریعے سے، جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسخر کر دیا ہے، ان زمینی دریاؤں (کے پانی) کو باہر نکالتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بے کراں رحمت ہی ہے کہ اس نے زمین میں تمہارے لئے راستے بنا دیئے جو دور دراز شہروں تک لے جاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1391/2)

(7) ﴿لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ ''تاکہ تم ہدایت پاؤ'' شاید کہ تم ان راستوں کے ذریعے سے اپنی منزل مقصود کو پالو، حتیٰ کہ تم ایسا علاقہ بھی پاؤ گے جو پہاڑوں کے سلسلے سے گھرا ہوا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان پہاڑوں میں لوگوں کے لئے درے اور راستے بنا دیئے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1391/2)

﴿وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾

''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں'' (16)

سوال: راستے اور ستارے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَعَلٰمٰتٍ ... يَهْتَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جوب: (1) ﴿وَعَلٰمٰتٍ﴾ ''اور بہت سی علامتیں ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے کہ اس نے تمہارے لیے راستوں کی علامات بنا دیں جیسے وادیاں، درخت اور ہر وہ چیز جو راستے کی طرف راہ نمائی کرتی ہو۔

(2) زمینی راستے ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جاتے ہیں۔ پہاڑوں کے درمیان کے درّے بھی راستے ہیں۔ رب العزت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:﴿وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ﴾
''اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے کہ وہ انہیں ہلا نہ دے اور اس میں ہم نے کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ راہ نمائی پائیں۔'' (الانبیاء:31)

(3)﴿وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ﴾ ''اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں'' رات کے اندھیروں میں تاروں سے بھی راستے تلاش کرنے کے لئے مدد لی جاتی ہے۔ یہ ستارے بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہیں۔

(4) آج کل سفر میں عموماً قطب نما سے مدد لی جاتی ہے جبکہ حقیقتاً یہ بھی ستاروں سے بالواسطہ رہنمائی ہے۔ آپ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہوں قطب نما کی سوئی ہمیشہ عین شمال یا قطبی ستارہ کی طرف ہو جاتی ہے جس سے دوسری سمتوں کے نشان اس قطب نما پر لگا دیئے جاتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:511/2)

﴿أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾

''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟ تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' (17)

سوال: عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اس کی وضاحت ﴿أَفَمَنْ ... تَذَكَّرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) اللہ رب العزت نے اپنی تخلیق اور اپنے انعامات کا ذکر کرنے کے بعد اپنی عظمت کا ذکر فرمایا ہے کہ عبادت کے لائق صرف اسی کی ذات ہے، فرمایا: (2)﴿أَفَمَنْ يَخْلُقُ﴾ ''تو کیا وہ جو پیدا کرتا ہے'' کہ اللہ تعالیٰ تو خالق ہے، رازق ہے۔

(3)﴿كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ﴾ ''اس جیسا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا؟'' اور اس کے مقابلے میں بت اور دوسری ہستیاں جن کی اللہ تعالیٰ کے ماسوا پوجا کی جاتی ہے، جنہیں پیدا کیا گیا ہے، جو پیدا نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی کو نقصان سے بچانے اور نفع پہنچانے میں مددگار ہو سکتے ہیں کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟

(4)﴿أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ ''تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟'' کہ تم پہچان سکو کہ وہ ہستی جو تخلیق میں یکتا ہے، وہی ہر قسم کی عبودیت کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی تخلیق و تدبیر میں یکتا ہے اسی طرح وہ اپنی الوہیت، وحدانیت اور عبادت میں بھی یکتا ہے اور جس طرح اس وقت اس کا کوئی شریک نہ تھا جب اللہ نے تمہیں اور دیگر چیزوں کو پیدا کیا۔ پس اس کی عبادت میں اس کے ہم سر نہ بناؤ بلکہ دین کو اس کے لئے خالص رکھو۔ (تفسیر سعدی:1392/2)

(5)﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿الْقَهَّارُ﴾ ''آپ پوچھیں آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ کہہ دو اللہ تعالیٰ ہی ہے، آپ کہہ دیں کیا پھر بھی تم نے اس کے سوا کچھ کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے؟ کہہ دو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں؟ یا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مانند پیدا کیا ہے؟ چنانچہ تخلیق ان پر مشتبہ ہوگئی ہے، آپ کہہ دو اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے اور وہی ایک ہے، نہایت زبردست ہے۔'' (الرعد:16)

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے، یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (18)

سوال: انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار بھی نہیں کر سکتا، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ...رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا تو دور کی بات ہے تم اس کی نعمتوں کو شمار بھی نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی کثیر نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں انسان جانتے تک نہیں اور کتنی ہی تکالیف ہیں جن کو وہ رب دور فرماتا رہتا ہے جس کو کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

(2) ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اگر وہ اپنی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنے پر ان نعمتوں کو واپس لے لے یا ناشکری پر سزا دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن وہ بہت درگزر کرنے والا ہے۔ معمولی شکر کو بھی قبول کر لیتا ہے اگرچہ اس کے انعامات اور اس کی رحمت اور اس کا کرم لامحدود ہے۔

(3) انسان حق ادا نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ تھوڑے کو قبول کرتا ہے یہ اس کی رحمت ہے، اور کمی پر معاف کرتا ہے یہ اس کی مغفرت ہے۔ (4) ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں تم سے جو کوتاہی ہوتی ہے اسے وہ معاف فرما دے گا، بشرطیکہ تم اس کے حضور توبہ کرو، اس کی اطاعت بجا لاؤ اور اس کی خوشنودی کے طلب گار بن جاؤ کہ تمہاری توبہ اور انابت کے بعد تم پر رحم فرمائے گا اور تمہیں اپنے عذاب سے بچا لے گا۔ (تفسیر طبری:125/14)

(5) اللہ تعالیٰ کی مغفرت تمام بندوں کو شامل ہے اور اس کا علم ان سب کو محیط ہے۔

﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾

''اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو اور جو بھی تم ظاہر کرتے ہو'' (19)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال: اللہ تعالیٰ ظاہر اور باطن سب باتوں کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ ... تُعْلِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ'' اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارا معبود ہے۔

(2) ﴿يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ﴾ ''جانتا ہے جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو'' یعنی وہ جانتا ہے جو تم اپنے دلوں میں چھپاتے ہو اور جو تم دوسروں سے چھپاتے ہو۔

(3) ﴿وَمَا تُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور جو بھی تم ظاہر کرتے ہو'' اور جو تم اپنی زبانوں اور اپنے اعضاء اور اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گن رکھا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن ان کی جزا دے گا، محسن کو اس کی نیکیوں کی اور گناہ گار کو اس کی برائیوں کی۔ (جامع البیان: 100/14)

(4) یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت علم، حکمت اور نعمتوں کے سلسلے میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کے ظاہری اور باطنی حالات کو جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ انہیں اپنی زندگی کی ضروریات کے لیے کیا چاہیے اور جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کی جاتی ہے وہ کچھ نہیں جانتے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴾

''اور وہ لوگ جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں'' (20)

سوال: مشرکوں کے معبود خالق ہیں مخلوق نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... يُخْلَقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ مخلوق ہیں اور خود کسی چیز کو پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

(2) ﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''اور وہ لوگ جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں'' اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی پوجا کی جاتی ہے۔

(3) ﴿لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ﴾ ''وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں'' وہ جھوٹے معبود کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے جب کہ انہیں خود تخلیق کیا گیا ہے پھر وہ کیسے معبود ہو سکتے ہیں جنہیں بنایا جائے، جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک نہ ہوں؟ (جامع البیان: 100/14)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ (٩٥) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس نے کہا: ''کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جن کو تم ہاتھ سے تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور اس کو جو تم عمل کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔“ (الصافات:96,95)

(5) وہ ہستیاں جو خود اپنے وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی محتاج ہوں وہ کیسے کوئی چیز پیدا کر سکتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام اوصاف کمال اور علم وغیرہ سے محروم ہیں۔ (تفسیر سعدی:1393/2)

ع 2 12 8

﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾

”وہ مُردہ ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے“ (21)

سوال: مشرکوں کے جھوٹے معبودوں کی حقیقت ﴿اَمْوَاتٌ ... يُبْعَثُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ﴾ ”وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں“ یعنی مشرکوں کے معبود جمادات ہیں جن میں روح نہیں وہ مردہ ہیں کیونکہ ان میں زندگی نہیں۔ وہ کیسے سن سکتے ہیں؟ کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ کیسے وہ دیکھ سکتے ہیں؟

(2) جو سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ وہ عقل رکھتے ہیں۔ کیا تم اللہ رب العالمین کو چھوڑ کر ان کو معبود بناتے ہو؟ پس مشرکین کی مت ماری گئی ہے، ان کی عقل کتنی گمراہ اور کتنی فاسد ہے کہ وہ ان اشیاء میں بھی بہک گئی جن کا فساد بالکل واضح اور اظہر ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کو جو ہر لحاظ سے ناقص، اوصاف کمال سے عاری اور افعال سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دے دیا ہے جو ہر لحاظ سے کامل ہے۔ وہ ہر صفت کمال کا مالک ہے اور یہ صفت اس میں سب سے کامل اور سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس کا علم کامل تمام اشیاء پر محیط، اس کی قدرت سب کو شامل اور اس کی رحمت بے حد و حساب ہے جو تمام کائنات پر سایہ کناں ہے۔ وہ حمد و ثنا، مجد و کبریاء اور عظمت کا مالک ہے، اس کی مخلوق میں کوئی بھی اس کی صفت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تفسیر سعدی:1393/2)

(3) ﴿وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ ”اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے“ وہ نہیں جانتے کہ موت کے بعد دوبارہ کب اٹھایا جائے گا؟ جیسے عبادت کرنے والے نہیں جانتے کہ ان کے جھوٹے معبود کب اٹھائے جائیں گے۔ پھر ان کی عبادت کیسے صحیح ہو سکتی ہے جو اس زندگی کے کاموں پر جزا نہیں دے سکتے، نہ جزا کے بارے میں علم رکھتے ہیں نہ کوئی قدرت، نہ اختیار۔

﴿اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ﴾

”تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿وَّهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ﴾

اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں“ (22)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ہی واحد معبود ہے، اس کی وضاحت ﴿اِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰـهُكُمۡ﴾ ”تمہارا معبود“ اللہ تعالیٰ ہی واحد معبود ہے جو تم پر عبادت کا حق رکھتا ہے۔ وہی ہے جو تمام مخلوقات کے مقابلے میں اکیلا یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ان سے جزا سزا کی توقع نہیں رکھی جا سکتی اور اس امید کے بغیر کوئی نیک عمل کیسے جاری رکھا جا سکتا ہے اور کوئی برا عمل کیسے چھوڑا جا سکتا ہے؟

(2) ﴿اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ ”ایک ہی معبود ہے“ یہ عقلی نتیجہ ہے جس کا عقل مند انکار نہیں کر سکتے کہ معبود ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اللہ جل جلالہ ہے۔ جب وہ خالق ہے، رازق ہے، مدبر ہے، زندہ کرنے والا، موت دینے والا، اعلیٰ صفات اور اسماء حسنیٰ والا ہے، اس کے سوا نہ کوئی پیدا کر سکتا ہے، نہ رزق دے سکتا ہے، نہ تدبیر کر سکتا ہے، نہ زندہ کر سکتا ہے، نہ موت دے سکتا ہے پھر ایسے کو معبود بنانا گمراہی اور حماقت ہے۔ (ایسر التفاسیر: 755,754)

(3) اور وہ ہے اللہ جو ایک اور یکتا ہے اور بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو جنم دیا ہے نہ اس کو کسی نے جنم دیا ہے اور اس کا کوئی بھی ہمسر نہیں۔ پس عقل مند اور اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت کو اپنے دلوں میں بسا لیا ہے، ان کے دل اس سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، بدنی اور مالی عبادات، اعمال قلوب اور اعمال جوارح میں سے جو کچھ بھی ان کی استطاعت میں ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کرتے ہیں اور اس کے اسمائے حسنیٰ، صفات علیا اور افعال مقدسہ کے ذکر کے ذریعے سے اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1394,1393/2)

سوال 2: ﴿فَالَّذِيۡنَ ... مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ﴾ ”چنانچہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں“ اللہ رب العزت نے کافروں کے کفر اور فسادیوں کے فساد کی علت کا ذکر کیا ہے اور وہ ان کا بعث یعنی جی اٹھنے کو جھٹلانا ہے۔ اس کی وجہ سے بندہ حق اور خیر کے طریقے پر قائم نہیں رہتا اور وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا جو دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی جزا کا دن ہے۔ (ایسر التفاسیر: 755,754)

(2) یعنی ان کے دل اس امر عظیم کے منکر ہیں اور اس کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جن میں جہالت اور عناد بہت زیادہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہواور یہ امر عظیم اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ (تفسیر سعدی: 1394،1393/2)

(3) یعنی کافر اللہ تعالیٰ کی توحید، نبوت، بعثت اور جزا کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہا کرتے تھے: ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ ''کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا؟ یقیناً یہ بڑی عجیب بات ہے۔'' (ص:5)

(4) ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ ''اور جب اکیلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل تنگ پڑتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب اُس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تب وہ خوش و خرم ہو جاتے ہیں۔'' (الزمر:45)

(5) ﴿وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں'' استکبار کا مطلب ہے خود کو بڑا سمجھتے ہوئے حق کا انکار کر دینا۔ تکبر کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔

(6) وہ اپنے دلوں کے اندھیرے میں ڈوبنے کی وجہ سے کفر کرتے ہیں۔

(7) آباء و اجداد کی اندھی پیروی کرنے والے جب عقل سے کام نہیں لیتے تو وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے دیتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ ''یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا اور یقیناً ہم اُن کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔'' (الزخرف 23)

﴿لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾

''کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو بھی وہ ظاہر کرتے ہیں، بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا'' (23)

سوال: اللہ تعالیٰ کافروں کے کھلے چھپے سب اعمال کو جانتا ہے، اس کی وضاحت ﴿لَا جَرَمَ ... الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَا جَرَمَ﴾ ''کوئی شک نہیں'' یعنی یہ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

(2) ﴿اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ﴾ ''کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو بھی وہ ظاہر کرتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ ان کے کھلے چھپے سب اعمال کو جانتا ہے، ان کے حالات سے واقف ہے اور وہ ان کے اعمال کا حساب رکھے ہوئے ہے۔ وہ انہیں ان کے برے اعمال کی اس دن جزا دے گا جس کو وہ جھٹلاتے ہیں۔

(3) ﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ﴾ ''بلاشبہ وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتا اور ان سے بغض کی وجہ سے انہیں آگ کا عذاب دے کر ذلیل رسوا کرے گا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ ''یقیناً جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں جلد ہی وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔'' (غافر:60)

(5) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال (خوب صورتی) ہی کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں۔'' (مسلم:265)

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا کچھ نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں'' (24)

سوال: کافر قرآن کو پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَإِذَا ... أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُم﴾ ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے'' یعنی جب قریش کے کافروں سے کہا جاتا ہے جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔

(2) ﴿مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ﴾ ''تمہارے رب نے کیا کچھ نازل کیا ہے؟'' یعنی جب ان سے قرآن اور وحی، جو اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر سب سے بڑی نعمت ہے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارا اس کی بابت کیا جواب ہے؟ کیا تم اس نعمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہو یا اس کی ناشکری کرتے ہوئے عناد رکھتے ہو؟ (تفسیر سعدی:1395/2)

(3) ﴿قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ ''تو کہتے ہیں کہ اگلے لوگوں کی بے اصل کہانیاں ہیں'' یعنی ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں اتارا۔ جو کچھ ہمیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے وہ پہلے لوگوں کی کتابیں ہیں۔

(4) یعنی یہ جھوٹ ہے جسے محمد ﷺ نے گھڑ لیا ہے۔ یہ گزرے ہوئے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جنہیں لوگ نسل در نسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں، ان میں کچھ قصے سچے ہیں اور بعض محض جھوٹے ہیں۔ یہ ان کا نظریہ تھا اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو اس نظریہ کے قبول کرنے کی دعوت دی اور اس طرح انہوں نے ان کا بوجھ اٹھایا اور قیامت تک کے لئے ان لوگوں کا بوجھ بھی اٹھا لیا جو ان کی پیروی کریں گے۔ (تفسیر سعدی:1395/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) اسی طرح رب العزت نے سورۃ الفرقان میں ان کی متضاد بیانیوں کو نقل کیا ہے: ﴿وَقَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اکۡتَتَبَهَا فَهِیَ تُمۡلٰی عَلَیۡهِ بُكۡرَةً وَّاَصِیۡلًا﴾ ''انہوں نے کہا کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھوا رکھا ہے۔ پس وہی اس کو صبح وشام پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔'' (الفرقان:5)

(6) کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مختلف باتیں کرتے رہتے تھے مثلاً کہتے تھے جادوگر ہے، کبھی کہتے تھے شاعر ہے، کبھی کہتے کاہن ہے، کبھی کہتے مجنون ہے۔ ولید بن مغیرہ اسی سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس گیا، اسی کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (۱۸) فَقُتِلَ كَیۡفَ قَدَّرَ (۱۹) ثُمَّ قُتِلَ كَیۡفَ قَدَّرَ (۲۰) ثُمَّ نَظَرَ (۲۱) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (۲۲) ثُمَّ اَدۡبَرَ وَاسۡتَكۡبَرَ (۲۳) فَقَالَ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ یُّؤۡثَرُ﴾ ''اُس نے غور وفکر کیا اور بات بنائی۔ پس ہلاک ہو! اُس نے کیسی بات بنائی؟ پھر وہ ہلاک ہو! اس نے کیسی بات بنائی؟ پھر اس نے دیکھا۔ پھر تیوری چڑھائی اور برا منہ بنایا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہا: ''کچھ نہیں مگر ایک جادو ہے جو پہلے سے نقل کیا جاتا ہے۔'' (مدثر:18-24)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اُنۡظُرۡ كَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَكَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا﴾ ''آپ دیکھیں انہوں نے آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کی ہیں؟ چنانچہ وہ بھٹک گئے، سو اب وہ کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔'' (بنی اسرائیل:48)

(8) انسان جب حقیقت سے دور ہوتا ہے تو وہ کسی بات پر نہیں ٹھہرتا کیونکہ جو دشمنی کرنا چاہتا ہے وہ مخالفت برائے مخالفت کرتا ہے۔

﴿لِیَحۡمِلُوۡۤا اَوۡزَارَهُمۡ كَامِلَةً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۙ وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِیۡنَ یُضِلُّوۡنَهُمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ

''تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اٹھائیں اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں۔

ع 3/4 9

اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوۡنَ﴾

سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھا رہے ہیں'' (25)

سوال: گمراہ اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ اپنے پیروکاروں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے، اس کی وضاحت ﴿لِیَحۡمِلُوۡۤا ...مَا یَزِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِیَحۡمِلُوۡۤا اَوۡزَارَهُمۡ كَامِلَةً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِیۡنَ یُضِلُّوۡنَهُمۡ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ﴾ ''تاکہ وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ بھی پورے پورے اُٹھائیں اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں'' یعنی ایسی باتیں کرنا تو ہم نے ان کی تقدیر میں لکھ دیا ہے تاکہ یہ اپنے اعمال کے بوجھ بھی اٹھائیں اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کے اعمال کے بوجھ بھی اٹھائیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اپنی گمراہی کا بوجھ بھی ان کے سروں پر ہوگا اور ان لوگوں کی گمراہی کا بھی جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور انہوں نے ان کی پیروی کی۔ (المصباح المنیر :544/3)

(2) ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ ''اور اُن کے بوجھوں میں سے بھی جنہیں وہ علم کے بغیر ہی گمراہ کرتے ہیں'' یعنی اپنے مقلدین کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کے پاس کوئی علم نہیں سوائے اس کے جس کی طرف یہ قائدین بلاتے ہیں۔ پس یہ قائدین ان کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ رہے وہ لوگ جو ان کے باطل ہونے کا علم رکھتے ہیں تو ان میں ہر ایک مستقل مجرم ہے کیونکہ وہ ان کے باطل نظریات کو جانتے ہیں جس طرح وہ خود جانتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1395/2)

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو ہدایت (نیکی) کی دعوت دی اس کے لیے اس کی آواز پر لبیک کہنے والے تمام لوگوں کا ثواب ہوگا اور یہ چیز ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں کرے گی اور (ایسے ہی) جس شخص نے برائی کی طرف دعوت دی، اسے ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس کے پیچھے لگیں گے اور اس سے ان کے گناہ کم نہیں ہوں گے۔'' (مسلم:2676)

(4) ﴿أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ﴾ ''سن لو! بہت ہی بُرا ہے وہ بوجھ جو وہ اُٹھا رہے ہیں'' یعنی کتنا برا ہے وہ بھاری بوجھ جو انہوں نے اپنی پیٹھ پر اٹھا رکھا ہے۔ خود ان کے اپنے گناہوں کا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ جن کو انہوں نے گمراہ کیا۔ (تفسیر سعدی:1393/2)

(5) سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص دنیا میں ناحق (ظلم سے) مارا جاتا ہے تو اس کے خون کے وبال کا ایک حصہ آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر پڑتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے ناحق خون کی بنیاد قائم کی تھی۔'' (بخاری:7321)

﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ

''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے، تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے ان کی عمارت کو آیا، پس ان کے اوپر سے

مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ﴾

چھتیں ان پر گر پڑیں اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے۔'' (26)

سوال: پہلے لوگوں نے دعوتِ حق کے خلاف کیا تدبیریں کیں اور ان کا کیا انجام ہوا، اس کی وضاحت ﴿قَدْ مَكَرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿الَّذِيْنَ...لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے'' یعنی کفار قریش سے پہلے نمرود اور فرعون جیسے جابر بادشاہوں نے بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے خلاف چالیں چلیں۔ نمرود نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور فرعون نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی سازش کی۔

(2) یعنی پہلے لوگوں نے بھی تکبر سے رسولوں کی پیروی سے اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کے لیے چالیں چلیں۔

(3) یعنی جنہوں نے اپنے رسولوں کے خلاف سازشیں کیں اور ان کی دعوت کو ٹھکرانے کے لئے مختلف قسم کے حیلے ایجاد کئے اور اپنے مکر وفریب کی اساس اور بنیاد پر خوف ناک عمارت اور محل تعمیر کیے۔ (تفسیر سعدی: 1396،1395/2)

(4) یعنی ہر دور میں لوگوں نے شرک کو قائم رکھنے اور گمراہ کرنے کی کوششیں کیں۔

(5) سورہ نوح میں فرمایا: ﴿وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾ ''اور انہوں نے خفیہ تدبیر کی، بہت بڑی خفیہ تدبیر۔'' (نوح: 22)

(6) ﴿فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے اُن کی عمارت کو آیا'' قرآنِ حکیم نے کفار کے پروپیگنڈے کو ایسی عمارت سے تشبیہ دی ہے جس کی بنیادیں بھی ہیں، چھت اور ستون بھی۔

(7) وہ پروپیگنڈا اگرچہ بڑا مضبوط اور پختہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلے میں ٹھہر نہ سکا۔

(8) اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کے مکر وفریب (کی عمارتوں) کو بنیادوں اور جڑوں سے اکھاڑ پھینکا۔ (تفسیر سعدی: 1395/2)

(9) ﴿فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ﴾ ''پس ان کے اوپر سے چھتیں ان پر گر پڑیں'' اُوپر سے چھت گرنے سے مراد مکمل تباہی ہے۔ یہ چھت پروپیگنڈے کی تھی اور اُن کا پروپیگنڈا مکمل طور پر بے اثر ثابت ہوا۔

(10) سازشوں کا تانا بانا بن کر انہوں نے مکر وفریب کی جو عمارت کھڑی کی تھی، ان کے لئے عذاب بن گئی جس کے ذریعے سے ان کو عذاب دیا گیا۔ (تفسیر سعدی: 1395/2)

(11) ﴿وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے'' یعنی مشرکین عرب سے پہلے چالیں چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔ (جامع البیان: 105/14)

(12) ﴿مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے'' یعنی انہیں گمان نہ تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انہیں تو اپنے پروپیگنڈے پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اس کے ذریعے پناہ لے لیں گے لیکن وہی ان کے لئے مقبرہ بن گیا۔ اس تباہی کا انہیں گمان تک نہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(13) اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ یہ عمارت ان کو فائدہ دے گی اور ان کو عذاب سے بچالے گی مگر اس کے برعکس انہوں نے جو بنیاد رکھی تھی وہ ان کے لئے عذاب بن گئی۔ (تفسیر سعدی: 1396,1395/2)

(14) اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کے مکروفریب کو باطل کرنے کی بہترین مثال دی ہے۔ رسولوں کو جھٹلانے والوں نے خوب سوچ سمجھ کر جھٹلایا۔ انہوں نے حق کے مقابلے میں باطل کے اصول ضابطے بنائے تھے۔ ان اصولوں کے مطابق وہ رسولوں کی دعوت کو جھٹلاتے تھے اور انبیاء کو تکلیف دینے کے لیے چالیں چلتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی چالیں ان ہی پر الٹ دیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾ ''اور بری تدبیر اس کے کرنے والوں کے سوا کسی کو نہیں گھیرتی نہیں۔'' (فاطر: 43)

﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ

''پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟

قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ﴾

جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ یقیناً آج کے دن رسوائی اور بُرائی کافروں پر ہے'' (27)

سوال: قیامت کے دن بری چالیں چلنے والوں کو کیسے رُسوا کیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... عَلَي الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ﴾ ''پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے شرمناک افعال اور ان کی بے حیائیاں ظاہر کردے گا جس سے وہ سخت ذلیل ورسوا ہوں گے۔

(2) ﴿وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ﴾ ''اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟'' جب اللہ تعالیٰ سازشیوں کو ساری مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا تو ان سے سوال کرے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کی خاطر تم نے مومنوں سے جھگڑے کیے، ان سے جنگیں کیں؟

(3) یعنی جن کی خاطر تم اللہ تعالیٰ اور حزب اللہ سے عداوت اور ان سے جنگ کرتے اور ان کے بارے میں یہ زعم باطل رکھتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں؟ جب اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کرے گا تو ان کے پاس اپنی گمراہی کے اقرار اور اپنے عناد کے اعتراف کے سوا کوئی جواب نہ ہوگا۔ پس وہ کہیں گے: ﴿ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿كَانُوْا كٰفِرِيْنَ﴾ ”سب ہم سے گم ہو گئے“ اور وہ اپنے آپ پر گواہی دیں گے کہ بلاشبہ وہی کافر تھے۔“ (الاعراف:37)

(تفسیر سعدی:1396/2) (4) ﴿قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ ”جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے“ یعنی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا۔ اس سے مراد انبیاء اور ربانی علماء ہیں۔ وہ کہیں گے:

(5) ﴿اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ”کہ یقیناً آج کے دن رسوائی اور برائی کافروں پر ہے“ یعنی کافروں پر قیامت کے دن کی ذلت اور رسوائی اور برا عذاب ہے۔

(6) یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا اور اس کی وحدانیت کا انکار کیا۔ (جامع البیان:106/14)

(7) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ سب اگلے اور پچھلے لوگوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور اُس سے کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔“ (بخاری:3188)

(8) اس آیت کریمہ میں اہل علم کی فضیلت کا بیان ہے کہ وہ اس دنیا میں حق بولتے ہیں اور اس روز بھی حق بات کہیں گے جس روز گواہ کھڑے ہوں گے اور ان کی بات اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک قابل اعتبار ہوگی۔ (تفسیر سعدی:1396/2)

﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

”جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں کہ ہم تو

سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

کوئی برا کام نہیں کرتے تھے، کیوں نہیں! یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے“ (28)

سوال: وفات کے وقت مشرکوں کے حالات کی وضاحت ﴿الَّذِيْنَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ”جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں“ اللہ رب العزت نے مشرکوں کے بارے میں ذکر فرمایا کہ جب ان پر موت کا وقت آئے گا اور ان کی گندی روحوں کو نکالنے کے لیے فرشتے آئیں گے۔

(2) ﴿ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ﴾ ”کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں“ یعنی فرشتے اس حال میں ان کی جان قبض کر رہے ہوں گے کہ ان کا ظلم اور ان کی گمراہی اپنے عروج پر ہوگی اور ظالم لوگ جس طرح وہاں، مختلف قسم کے عذاب، رسوائی اور اہانت سے دوچار ہوں گے، معلوم ہو جائے گا۔ (تفسیر سعدی:1396/2)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کر کے اور نافرمانیاں کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوں گے۔

(4)﴿فَأَلْقَوُا السَّلَمَ﴾ ''تو وہ فرماں برداری پیش کرتے ہیں'' یعنی موت کے وقت مشرک اپنی فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور ان معبودوں کا انکار کریں گے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔

(5)﴿مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ﴾ ''کہ ہم تو کوئی برا کام نہیں کرتے تھے'' وہ کہیں گے کہ ہم دنیا میں برے کام نہیں کیا کرتے تھے۔(6)﴿بَلَىٰ﴾ ''کیوں نہیں!'' فرشتے انہیں جواب دیں گے: کیوں نہیں؟ تم برائی کرتے تھے۔

(7)﴿إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو بھی تم عمل کیا کرتے تھے'' یہاں اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے سے مراد ظالموں کے اعمال سے باخبر ہونا ہے۔

(8) پس تمہارا انکار تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ ان کے یہ احوال قیامت کے بعض مقامات پر ہوں گے۔ وہ یہ گمان کرتے ہوئے، دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا انکار کر دیں گے کہ ان کا یہ انکار ان کو کچھ فائدہ دے گا۔ مگر جب ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر جوارح ان کے خلاف گواہی دیں گے اور ان کے اعمال لوگوں کے سامنے آشکار ہو جائیں گے تو اپنے کرتوتوں کا اقرار اور اعتراف کر لیں گے، اس لئے وہ اس وقت تک جہنم میں داخل نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف نہ کر لیں گے۔ جب وہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہوں گے تو تمام گناہ گار اپنے گناہ کے مطابق اور اپنے حسب حال دروازوں میں سے داخل ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:1397/2)

(9)﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں جب فرشتے ان لوگوں کی جان قبض کرتے ہیں جنہوں نے کفر کیا، وہ ان کے چہروں اور ان کی پشتوں پر مارتے ہیں اور (کہتے ہیں) جلنے کا عذاب چکھو۔'' (الانفال:50)

(10) سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں نکلے۔ ہم قبر کے قریب پہنچے تو ابھی تک لحد تیار نہیں ہوئی تھی اس لئے نبی ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہوں۔ نبی ﷺ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کو کرید رہے تھے، پھر سر اٹھا کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے بچنے کے لئے پناہ مانگو، دو تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا: ''بندۂ مومن جب دنیا سے رخصتی اور سفر آخرت پر جانے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے، جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں، آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جنت کی حنوط ہوتی ہے، تا حد نگاہ وہ بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! اللہ کی تعالیٰ مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل چل، چنانچہ اس کی روح اس طرح بہہ کر نکل جاتی ہے جیسے مشکیزے کے منہ سے پانی کا قطرہ بہہ جاتا ہے، ملک الموت اسے پکڑ لیتے ہیں اور دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس کی روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے بلکہ ان سے لے کر اسے اس کفن میں لپیٹ کر اس پر اپنی لائی ہوئی حنوط مل دیتے ہیں اور اس کے جسم سے ایسی خوشبو آتی ہے جیسے مشک کا ایک خوشگوار جھونکا جو زمین پر محسوس ہو سکے۔ پھر فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ پر بھی ان کا گزر ہوتا ہے، وہ گروہ پوچھتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ وہ جواب میں اس کا وہ بہترین نام بتاتے ہیں جس سے دنیا میں لوگ اسے پکارتے تھے حتیٰ کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور دروازے کھلواتے ہیں، لیکن دروازہ نہیں کھولا جاتا۔'' (مشکوٰۃ:1630)

﴿فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭفَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾

''پھر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو چنانچہ تکبر کرنے والوں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے'' (29)

سوال: بعد از وفات مشرکوں کے حالات کی وضاحت ﴿فَادْخُلُوْٓا...الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ﴾ ''پھر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ'' حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اُن کی موت کے وقت اُن کی روحیں جہنم میں چلی جاتی ہیں اور اُن کے جسم قبر میں چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جسموں سے اُن کی روحوں کو جوڑ کر انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ صبح و شام اُن پر آگ پیش کی جاتی ہے پھر قیامت کے دن انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

(2) ﴿خٰلِدِيْنَ فِيْهَا﴾ ''اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو'' یعنی موت کے بعد وہ دائمی عذاب میں ہوں گے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى﴾ ''پھر اُس میں نہ وہ مرے گا اور نہ جیے گا۔'' (الاعلیٰ:13)

(3) ﴿فَلَبِئْسَ مَثْوَى﴾ ''چنانچہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے'' یعنی جہنم کی آگ جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور بے شک جہنم ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' (الحجر:43) ﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ ''اور کس چیز نے تمہیں خبر دی کہ حطمہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دِلوں تک جھانکتی ہے۔ یقیناً وہ اُن پر بند کر دی جائے گی۔ اونچے اونچے ستونوں میں۔'' (الہمزہ:5۔9)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(5) یعنی جہنم کی آگ، کیونکہ یہ حسرت وندامت کا ٹھکانا، الم وشقاوت کی منزل، رنج وغم کا مقام اور اللہ حیی وقیوم کی سخت ناراضی کا موقع ہوگا۔ جہنم کا عذاب ان سے دور نہ کیا جائے گا، جہنم کے عذاب کی الم ناکی کو ان سے ایک دن کے لئے بھی رفع نہ کیا جائے گا۔ رب رحیم ان سے منہ پھیر لے گا اور ان کو عذاب عظیم کا مزا چکھائے گا۔ (تفسیر سعدی:1397/2)

(6) ﴿الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ "تکبر کرنے والوں کا" یہاں تکبر سے مراد ایمان اور عبادات کے معاملے میں تکبر ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ "یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے۔" (الصافات:35)

(7) تکبر کرنے والوں کو اپنی غلطی کا احساس موت کے وقت ہوگا کہ ہم جن کے مقابلے میں بڑے بن رہے تھے ہمارا اُن سے مقابلہ نہ تھا بلکہ رب سے تھا۔ اُس وقت انہیں سمجھ آئے گی کہ دعوتِ حق کا معاملہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے۔

﴿وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

"اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں خیر ہی خیر، جن لوگوں نے نیک

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾

رویہ رکھا ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہترین ہے اور یقیناً کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا!" (30)

سوال 1: اہل تقویٰ کے حالات کی وضاحت ﴿وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ ... خَيْرًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے مشرکوں اور وحی کو جھٹلانے والوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اہل تقویٰ کے حالات بیان فرمائے ہیں، فرمایا: ﴿وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ "اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں سے کہا گیا" یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب سے شرک نہیں کیا، نہ اس کے حکم کی نافرمانی کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسولوں کی فرماں برداری کی اور جنہوں نے شیطان کی پیروی کرنے سے اپنے آپ کو بچایا۔

(2) ﴿مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ﴾ "کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا اتارا ہے۔

(3) ﴿قَالُوْا خَيْرًا﴾ "وہ کہتے ہیں خیر ہی خیر" وہ جواب دیں گے بہترین چیز، بڑی خیر وبرکت، بڑی عظیم نعمت۔

(4) ﴿خَيْرًا﴾ سے مراد ہے کہ قرآن خود بھی خیر ہے اور خیر کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ دین اسلام کا بنیادی عنصر خیر ہے۔ اس میں انسان کے لئے بھلائی ہے۔ اسی وجہ سے جب اُن سے پوچھا جائے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں خیر یعنی بھلائی ہی بھلائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم بہت بڑی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کو بندوں پر احسان کرتے ہوئے نازل فرمایا ہے۔

(6) اہل تقویٰ قرآن جیسی عظیم الشان نعمت کو قبول کرتے ہیں، اس کا علم حاصل کرتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

سوال 2: اہل تقویٰ کو جو بشارت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿لِلَّذِيْنَ ... الْمُتَّقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اہل تقویٰ کے لیے بشارت ہے کہ ان کے لیے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور ان کا آخرت میں گھر بہترین ہے۔ فرمایا: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا﴾ ''جن لوگوں نے نیک رویہ رکھا'' یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مقام احسان پر فائز ہوئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی۔ (تفسیر سعدی: 1398/2) (2) یعنی جو لوگ ایمان لائے ،جنھوں نے نیک عمل کیے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کو خالص کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بلایا اور انہیں اس کی رغبت دلائی۔ وہ اپنی ذات کے لیے اور دوسروں کے لیے احسن کام کرنے والے ہیں۔

(3) ﴿فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ﴾ ''اس دنیا میں بھی بھلائی ہے'' یعنی جن لوگوں نے خلوص سے نیک عمل کیے، ان کے لیے دنیا میں پاک زندگی، عزت اور برکت ہے۔

(4) یعنی اس دنیا میں ان کے لئے وسیع رزق، بہترین زندگی، اطمینان قلب اور امن و سرور ہے۔ (تفسیر سعدی: 1398/2)

(5) ﴿وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ﴾ ''اور آخرت کا گھر بہترین ہے'' یعنی ان کا آخرت کا گھر دنیا کے گھر سے بہتر ہے۔

(6) یعنی آخرت کا گھر دنیا کے گھر اور اس میں موجود لذات و شہوات سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی نعمتیں بہت کم مختلف قسم کی آفات سے گھری ہوئی اور آخر کار ختم ہو جانے والی ہیں۔ اس کے برعکس آخرت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1398/2)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور بدلے میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (النحل: 97)

اور فرمایا: ﴿وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى﴾ ''اور یقیناً آپ کے لیے آخرت دنیا سے بہت بہتر ہے۔'' (الضحیٰ: 4)

(8) ﴿وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور یقیناً کیا ہی خوب گھر ہے متقیوں کا!'' ﴿وَلَنِعْمَ﴾ ''اور یقیناً کیا ہی خوب''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی مدح کی ہے جس میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہوں گی۔﴿دَارُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ "گھر ہے متقیوں کا" یعنی جنت، دارالسلام ہے۔(9) یعنی متقیوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے ان کاموں سے رک جاتے ہیں جن سے رب العزت نے روکا ہے۔

﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ

"ہمیشگی کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اُن کے لیے وہ سب کچھ ان میں ہوگا

كَذٰلِكَ يَجْزِى اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾

جو وہ چاہیں گے اسی طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا دیتا ہے"(31)

سوال: اہل تقویٰ کے آخرت کے گھر کی خصوصیات کی وضاحت ﴿جَنّٰتُ ... الْمُتَّقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا﴾ "ہمیشگی کی جنتیں جن میں وہ داخل ہوں گے" یعنی اہل تقویٰ آخرت میں سدا بہار باغات میں داخل ہوں گے۔

(2)﴿تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ "ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی" یعنی اس کے درختوں کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔(جامع البیان:108/14)

(3)﴿لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ﴾ "اُن کے لیے وہ سب کچھ ان میں ہوگا جو وہ چاہیں گے" جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ "اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور جس سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور تم اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔"(الزخرف:71)﴿وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ "اور کثیر پھلوں میں، نہ ختم ہونے والے اور نہ روک دیے جانے والے۔" (الواقعہ:33،32)(4) یعنی جب بھی ان کے دل کسی چیز کی آرزو اور اس کا ارادہ کریں گے تو وہ چیز انہیں اپنی کامل ترین شکل میں حاصل ہو جائے گی، یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ کوئی ایسی نعمت طلب کریں جس میں ان کے دلوں کی لذتوں اور روح کا سرور ہو اور وہ حاضر نہ ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ اہل جنت کو ہر وہ چیز عطا کرے گا جس کی وہ تمنا کریں گے حتیٰ کہ وہ ان کو ایسی ایسی نعمتیں یاد دلائے گا جو کبھی ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آئی ہوں گی۔ نہایت بابرکت ہے وہ ذات جس کے کرم کی کوئی انتہا اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ اس کی صفات ذات، صفات افعال، ان صفات کے آثار اور اس کے اقتدار اور بادشاہی کی عظمت و جلالت میں، کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے۔(تفسیر سعدی:1398/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اسی طرح اللہ تعالیٰ متقیوں کو جزا دیتا ہے'' یعنی دنیا اور آخرت کا بدلہ ان لوگوں کے لیے ہے جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے فرائض ادا کیے اور نافرمانیوں سے اجتناب کیا۔

(6) جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے ان فرائض کو ادا کرتے ہیں جو ان کے ذمے عائد ہیں، یعنی وہ فرائض وواجبات جو قلب، بدن، زبان اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہیں اور ان تمام امور کو ترک کر دینا جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔(تفسیر سعدی:1398/2)

(7)﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ ''بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس۔'' (القمر 55,54)

﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ

''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، ان اعمال کے بدلے جنت

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

میں داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے'' (32)

سوال: اہل تقویٰ کی قابل رشک موت کی وضاحت ﴿اَلَّذِيْنَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''جن کو فرشتے اس حال میں وفات دیتے ہیں'' یعنی وہ لوگ جو ہمیشہ تقویٰ والی زندگی گزارتے رہے، ان کی موت قابل رشک ہے۔ جب موت کے وقت فرشتے ان کے پاس آتے ہیں۔

(2)﴿طَيِّبِيْنَ﴾ ''کہ وہ پاک ہوتے ہیں'' یعنی وہ ہر نقص اور گندگی سے پاک صاف رہتے ہیں جو ایمان میں خلل انداز ہوتی ہے۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے، ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر وثنا سے اور ان کے جوارح اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے شادکام ہوتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1398/2) (3)﴿يَقُوْلُوْنَ﴾ ''وہ کہتے ہیں'' یعنی فرشتے۔

(4)﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ﴾ ''کہ تم پر سلامتی ہو'' تمہارے لئے خاص طور پر کامل سلام اور ہر آفت سے سلامتی اور تم ہر ناپسندیدہ چیز سے محفوظ ہو۔ (تفسیر سعدی:1398/2)

(5)﴿ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''ان اعمال کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم کیا کرتے تھے'' رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (۳۱) نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ﴾ ''یقینا جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے۔ بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر۔'' (فصلت:30-32)

(6) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ ''مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایمان دار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔'' (بخاری:6507)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کسی مؤمن کی روح نکلتی ہے تو وہ دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر اور اس جسم پر کہ جسے تو آباد رکھتی تھی، رحمت نازل فرمائے۔ پھر اس روح کو اللہ عزوجل کی طرف لے جایا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم اسے مقرر شدہ آخری وقت کے لیے (عالی شان ٹھکانے پر) لے جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کافر کی روح جب نکلتی ہے تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے مقرر شدہ آخری وقت کے لیے (برے ٹھکانے پر) لے جاؤ۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر اپنی ناک مبارک پر اس طرح لگائی تھی (کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے آپ نے اس طرح فرمایا)۔ (مسلم:7221)

(8) ﴿بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ''ان اعمال کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے حکم کی تعمیل کے بدلے جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ عمل ہی دراصل جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے نجات کا سبب ہے اور اس عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ انسانوں کی قوت و اختیار سے۔ (تفسیر سعدی:1398/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) یعنی جنت تمہیں تمہارے اعمال کی وجہ سے دی جارہی ہے۔

﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

''نہیں وہ انتظار کررہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آجائے ۔ان سے پہلے

قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

''لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے'' (33)

سوال: معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کو موت یا قیامت کا انتظار ہے، اس کی وضاحت ﴿هَلْ ... يَظْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''نہیں وہ انتظار کررہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں'' رب العزت نے تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی آیات آئیں اور وہ ایمان نہیں لاتے انہیں اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور صالحین نے نصیحتیں کیں مگر وہ نہ مانے۔کیا اب انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ فرشتے آئیں اور انہیں موت دے دیں؟

(2) ﴿اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ ''یا تیرے رب کا حکم آجائے'' یا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا، قیامت اور حشر قائم ہونے کا انتظار ہے کیونکہ انہوں نے ایسے اعمال کیے ہیں جو انہیں عذاب کا مستحق بنانے والے ہیں۔

(3) ﴿كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا'' یعنی ان سے پہلے پچھلی قوموں کے کفار نے بھی یہی رویہ اختیار کیا تھا۔

(4) انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کا انکار کیا، پھر وہ اس وقت تک ایمان نہ لائے جب تک ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہوا۔ (تفسیر سعدی: 1399/2)

(5) ﴿وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کر کے کبھی کسی پر ظلم نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول بھیج کر، کتابیں بھیج کر انہیں تنبیہ کردی تھی۔

(6) ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے'' انہوں نے رسولوں کی بات پر کان نہ دھرے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنے لیے ضروری خیال نہ کیا، حال مست اور مال مست رہے اور ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاموں کو چھوڑ دیا جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا تھا اور انہوں نے اپنے لیے ہمیشہ کی رسوائی اور بدبختی کا راستہ پسند کیا۔ اس طرح انہوں نے اپنے اوپر خود ظلم کیا۔

ع 4/9 10

﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾

"چنانچہ انہیں اُن کے بُرے اعمال کی خرابیاں پہنچیں اور اُن کو گھیر لیا اس چیز نے جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے" (34)

سوال 1: ﴿فَأَصَابَهُمْ ... يَسْتَهْزِئُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا﴾ "چنانچہ انہیں اُن کے بُرے اعمال کی خرابیاں پہنچیں" یعنی ان کے برے اعمال کے اثرات اور ان کی سزا۔

(2) ﴿وَحَاقَ بِهِم﴾ "اور اُن کو گھیر لیا" یعنی ان پر نازل ہوا، انہیں گھیر لیا۔ (3) یعنی ان پر وہ عذاب الٹ پڑا۔

(4) ﴿مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ﴾ "اس چیز نے جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے" یعنی رسولوں نے جب انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے ان کا مذاق اڑایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے انہیں آ گھیرا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ﴾ "یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔" (طور:14)

سوال 2: برے اعمال کے برے بدلے سے کیا پتہ چلتا ہے؟

جواب: برے اعمال کے برے بدلے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

(1) لوگوں کے لئے ان کے اعمال کے علاوہ سزا نہیں ہوگی۔ (2) سزا انسان کے اعمال کا قدرتی نتیجہ ہے۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا

"اور جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہی ہمارے باپ دادا

وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا

فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ﴾

تو رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے" (35)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مشرک شرک پر تقدیر سے استدلال کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ... الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا﴾ "اور جن لوگوں نے شرک کیا ہے انہوں نے کہا" جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کی بندگی کی۔ (جامع البیان: 110/14)

(2) ان سے مراد کفار قریش اور ان کے مشرک ہیں۔ (ایسر التفاسیر: 758)

(3) یہاں اس سے مراد مکہ کے مشرک ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر: 203/3)

(4) مشرک اپنے شرک پر تقدیر سے استدلال کرتے ہوئے کہتے تھے: ﴿لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا﴾ "کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے" یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا۔ (ایسر التفاسیر: 759,758)

(5) ﴿وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ﴾ "اور نہ ہم اس کے بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے" یعنی جو ہم نے بحیرہ، صائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ مویشیوں کو حرام ٹھہرایا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہم حرام نہ ٹھہراتے۔

(6) یعنی مشرک اپنے شرک اور بت پرستی پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے دلیل لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ کام ناگوار ہوتے تو وہ ہمیں توفیق ہی نہ دیتا۔

(7) مشرکین اپنے شرک پر مشیت الٰہی کو دلیل بناتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ کبھی شرک نہ کرتے اور نہ وہ ان مویشیوں کو حرام ٹھہراتے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، مثلاً بحیرہ، وصیلہ اور حام وغیرہ۔ مگر ان کی یہ دلیل باطل ہے۔ اگر ان کی یہ دلیل صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان سے پہلے لوگوں کو ان کے شرک کی پاداش میں کبھی عذاب نہ دیتا۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے ان کو سخت عذاب کا مزا چکھایا۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شرک کو پسند کرتا تو ان کو کبھی عذاب نہ دیتا۔ دراصل حق کو، جسے رسول لے کر آئے، رد کرنے کے سوا ان کا کوئی اور مقصد نہیں ہے ورنہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو امر و نہی کا پابند بنایا ہے، ان کو اسی چیز کا مکلف ٹھہرایا ہے جس پر عمل پیرا ہونا ممکن ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے اور دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی ان کو قوت عطا کی ہے جس سے ان کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا قضاء وقدر کو دلیل بنانا سب سے بڑا باطل ہے اور ہر شخص حسی طور پر جانتا ہے کہ انسان جس فعل کا ارادہ کرتا ہے، اسے اس کو کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پس انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی تکذیب اور عقلی اور حسی امور کی تکذیب کا ارتکاب کیا۔ (تفسیر سعدی:1400/2)

(8)﴿كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''ان سے پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا'' رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ جیسے یہ مشرک اپنے کفر اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں ان سے پہلے گزرنے والی قوموں کی بھی ایسی ہی حالت تھی حتیٰ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔

(9)﴿فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ''تو رسولوں پر صاف صاف پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے'' یعنی رسولوں کا کام ایسا ابلاغ کرنا ہے جو قلب و ذہن تک پہنچ جائے۔

(10) رسولوں کا کام مشرکوں کو شرک چھوڑنے پر مجبور کرنا نہیں ہے اور نہ ان پر شریعت کو لازم کرنا ہے۔ ان کا کام تو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو پہنچا دینا ہے۔

(11) اس مقام پر رسول اللہ کے لیے تسلی بھی ہے اور صبر سے کام لینے کی تلقین بھی یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنے رب کا پیغام پہنچا دیں اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں آپ ﷺ کی نصرت کی جائے۔ (ایسر التفاسیر:759,758)

(12) انبیاء جب اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیتے ہیں تو ان کے اختیار میں کچھ نہیں رہتا، لوگوں کا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو

هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی سو تم زمین میں سیر کرو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾

پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟'' (36)

سوال 1: ہر قوم میں رسول آیا اور ہر رسول نے توحید کی دعوت دی، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ... الطَّاغُوْتَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ہر امت کی طرف رسولوں کو اس مقصد کے لئے بھیجا کہ وہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیں اور طاغوت کی بندگی سے روکیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول بھیجا'' اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں، ہر زمانے میں رسول بھیجا ہے۔ اس طرح ساری قوموں پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو چکی ہے۔

(3)﴿اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو'' سارے انبیاء کی دعوت ایک ہی تھی کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ہم اس کی طرف وحی کرتے رہے کہ بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں چنانچہ تم میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیاء:25)

(4)﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''بلاشبہ یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پھر اس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (سورہ الاعراف:59)

(5)﴿وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اور عاد کی طرف اُن کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (سورہ الاعراف:65)

(6)﴿وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو (بھیجا)، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (الاعراف:73)

(7)﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا)، اُس نے کہا: ''اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔'' (الاعراف:85)

(8) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوے کی درمیانی لکڑی کے علاوہ کوئی اور چیز حائل نہ تھی۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (اس کے بعد) پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے پھر فرمایا: ''اے معاذ بن جبل! کیا تو جانتا ہے کہ بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے بشرطیکہ وہ ایسا کریں (یعنی شریک نہ کریں)؟'' میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو عذاب نہ دے۔'' (مسلم:143)

(9) ﴿وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اور طاغوت سے اجتناب کرو'' یعنی غیر اللہ کی عبادت سے بچو۔

(10) شیطان سے بچو اور ڈرو اس سے کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا نہ دے۔

(11) یعنی بتوں کی عبادت سے بچو۔ (ایسر التفاسیر:758) (جامع البیان:110/14)

(12) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ ''چنانچہ جو باطل معبود کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جس نے کبھی ٹوٹنا نہیں۔'' (سورہ البقرہ:256)

سوال 2: ﴿فَمِنْهُمْ ... عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ﴾ ''چنانچہ ان میں سے کچھ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی'' انبیاء کی دعوت کو جن لوگوں نے قبول کیا وہ ہدایت پا گئے۔ انہوں نے حق کو پہچان لیا، اس پر یقین رکھا، اس پر عمل کیا اور نجات پا گئے۔ (ایسر التفاسیر:759)

(2) یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین، اس کی توحید، اس کی عبادت کی طرف راہ نمائی پائی اور طاغوت سے اجتناب کیا۔ (فتح القدیر:203/3) (3) ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ﴾ ''اور ان میں سے کچھ وہ تھے جن پر گمراہی مسلط ہو گئی'' یعنی جن پر اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں گمراہی ثابت ہو گئی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کو ہدایت دینے کی تمنا رکھنا مفید نہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں گمراہ قرار پا چکے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:990/1)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔'' (یونس:25) (6) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ ''وہی ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور تم میں کوئی مومن ہے۔'' (التغابن:2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ ''جن لوگوں پر آپ کے ربّ کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ قطعاً ایمان نہیں لائیں گے۔'' (یونس:96)

(8)﴿فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ﴾ ''ایک گروہ جنت میں اور دوسرا گروہ بھڑکتی آگ میں ہوگا۔'' (الشوریٰ:7)

(9)حق کی پہچان اللہ تعالیٰ کے ہدایت کے ارادے سے ملتی ہے۔

(10)﴿فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ ''سو تم زمین میں سیر کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب کے آثار دیکھو جوان پر نازل ہوا۔

(11)﴿فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾ ''پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا'' تم زمین میں دیکھو تمہیں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا ہو اور ہلاکت کے انجام تک نہ پہنچا ہو۔

(12)جنوب میں قوم عاد کو، شمال میں ثمود، مدین اور لوط کو اور مغرب میں فرعون کو دیکھو۔ (ایسر التفاسیر:759)

(13)رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:﴿فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا ؕ فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ﴾ ''تو وہ اُن میں پچاس کم ایک ہزار سال رہا پھر اُنہیں طوفان نے آ پکڑا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔'' (العنکبوت:14)

(14)قوم ثمود کے بارے میں فرمایا:﴿فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ﴾ ''تو انہیں زلزلے نے آ پکڑا تو انہوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے گھروں میں گرے پڑے تھے۔'' (الاعراف:78) (15)قوم شعیب کے بارے میں فرمایا:﴿فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ ''سو انہوں نے اُسے جھٹلا دیا تو اُن کو سائبان کے دن والے عذاب نے پکڑ لیا، یقیناً وہ بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔'' (الشعراء:189)

سوال 3:اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت عطا کرتے ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ اسی کو ہدایت عطا کرتے ہیں جو ہدایت قبول کرنے کے معاملے میں سنجیدہ ہوتا ہے۔

سوال 4:اللہ تعالیٰ کس کو گمراہ کر دیتے ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ غیر سنجیدہ افراد کو جو معمولی معمولی باتوں پر اٹک جاتا ہو ہدایت کے راستے پر نہیں آنے دیتے۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیتے ہیں۔

سوال 5:ہدایت دینا یا گمراہ کرنا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے تو انسان اپنے اعمال کا کیسے ذمہ دار ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے راستے کو واضح کر دیا ہے اور انسانوں کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ چاہیں تو ہدایت کا راستہ اختیار کریں اور چاہیں تو گمراہی کا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار انسانوں کو دیا ہے اسی کی وجہ سے وہ اپنے اعمال کے لئے ذمہ دار ہیں۔

﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ

''اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں تو یقینا اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اور نہ ہی ان کے لیے

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾

کوئی مددگار ہیں'' (37)

سوال: اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اس کی وضاحت ﴿اِنْ ... نّٰصِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ﴾ ''اگر آپ ان کی ہدایت کے خواہش مند ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کرنے کا ارادہ فرما لیا ہے تو آپ کا ان کی ہدایت کی خواہش کرنا انہیں کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا﴾ ''اور وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ جس کو فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لے تو آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے ہرگز کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے۔'' (المائدہ:41) (المصباح المنیر:3/552)

(2) رب العزت نے نبی ﷺ پر واضح فرمایا ہے کہ آپ مشرکوں کی ہدایت کے لیے حریص ہیں جب کہ ان کو ہدایت پر لانے کی تمنا مفید نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ازلی علم میں گمراہ قرار پا چکے۔

(3) انسانوں کو ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ملتی ہے۔

(4) ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ﴾ ''تو یقینا اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے'' اگرچہ وہ ہدایت کا ہر سبب ہی کیوں نہ استعمال کر لے، اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نہ نوازے گا۔ (تفسیر سعدی:2/1401)

(5) جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے پھر کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ نبی ﷺ سے اسی لیے رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یقینا آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' (القصص:56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9

(6)﴿وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور اگر میں ارادہ کروں کہ میں تمہیں نصیحت کروں تو بھی میری نصیحت تمہیں فائدہ نہیں دے گی اگر اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہی تمہارا رب ہے اور اس کی طرف تم واپس لوٹائے جاؤ گے۔'' (ہود:34)

(7)﴿مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ ''جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اُس کو راستہ دکھانے والا کوئی نہیں اور انہیں وہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ وہ بھٹکتے پھرتے ہیں۔'' (الاعراف:186)

(8)﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ ''اور نہ ہی ان کے لیے کوئی مددگار ہیں'' جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلے میں ان کے مددگار ہوں اور انہیں عذاب سے بچائیں۔

﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں کہ جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا کیوں نہیں! یہ اس

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' (38)

سوال: بعث بعد الموت برحق ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاَقْسَمُوْا ...يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ﴾ ''اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی پختہ قسمیں کھائیں'' اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو جھٹلانے والے مشرکوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے کے لیے پکی قسمیں کھاتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ:

(2)﴿لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ﴾ ''جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا'' کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا اور یہ کہ وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ انہوں نے موت کے بعد زندگی کو ناممکن سمجھا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے دعوے کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿بَلٰى﴾ ''کیوں نہیں!'' اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا پھر انہیں اس دن اکٹھا کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں۔

(4)﴿وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا﴾ ''یہ اس کے ذمے ایک سچا وعدہ ہے'' اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ سچا ہے اس کے خلاف کچھ ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ وعدہ خلافی کرتا ہے، نہ اسے بدلتا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ﴾ ''جن لوگوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کیا اُنہوں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز نہیں اُٹھائے جائیں گے۔ آپ کہہ دیجیے: کیوں نہیں؟ میرے ربّ کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔'' (التغابن:7)

(6) ﴿كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾ ''جیسا کہ ہم نے پہلی تخلیق کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اس کا اِعادہ کریں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے، یقیناً ہم ہی کرنے والے ہیں۔'' (الانبیاء:104)

(7) ﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ (۷۸) قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟ آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے۔'' (یٰس:79,78)

(8) ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ''تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔'' (بنی اسرائیل:51)

(9) ﴿وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں'' اکثر لوگوں سے مراد وہ کافر ہیں جو جی اٹھنے کو جھٹلاتے ہیں۔

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لئے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لئے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں، نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔'' (بخاری:4974)

(11) موت کے بعد کی زندگی اور جزا سزا کو نہ ماننا بہت بڑی جہالت ہے۔

﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا

''تاکہ وہ ان کے لئے واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اور تاکہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں

اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴾

کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے'' (39)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: موت کے بعد کی زندگی کی حکمت ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمُ ... كٰذِبِيْنَ﴾ کی روشنی میں واضح کریں؟

جواب: (1) ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ﴾ ''تا کہ وہ ان کے لئے واضح کردے جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' پھر اللہ تعالیٰ زندگی بعد موت اور سزا کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مسائل بڑے ہوں یا چھوٹے پس وہ ان کے حقائق کو بیان کرے گا۔ (تفسیر سعدی: 1402/2)

(2) رب العزت نے موت کے بعد کی زندگی کی حکمت کو واضح فرمایا ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے اختلافات ظاہر کر دیئے جائیں گے اور جن لوگوں نے برے عمل کیے ان کو برے اعمال کا بدلہ مل جائے گا اور جنہوں نے نیک عمل کیے انہیں ان کی جزا مل جائے گی۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى﴾ ''تا کہ جنہوں نے برائیاں کیں اُنہیں اس کا بدلہ دے جو انہوں نے عمل کیا اور جن لوگوں نے بھلائی کی انہیں بھلائی کے ساتھ بدلہ دے۔'' (النجم: 31)

(4) موت کے بعد کی زندگی کی دوسری حکمت بیان فرمائی ہے: ﴿وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ﴾ ''اور تا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جان لیں کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے۔''

(5) حتیٰ کہ وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے اعمال ان کے لئے حسرت کا باعث ہیں اور جب آپ کے رب کا حکم آ گیا تو ان کے خودساختہ معبودان کی کوئی مدد نہ کر سکے جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور اس وقت وہ دیکھ لیں گے کہ ان کے معبودان باطل جہنم کا ایندھن ہیں اور سورج اور چاند بے نور کر دیئے جائیں گے، ستارے جھڑ کر بکھر جائیں گے۔ جو لوگ سورج، چاند اور ستاروں کی عبادت کیا کرتے تھے ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے سامنے مسخر ہیں اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ صرف اتنا کہتا ہے ''ہوجا'' اور وہ ہو جاتی ہے بغیر اس کے کہ کوئی جھگڑا ہو یا کوئی رکاوٹ بلکہ وہ چیز اس کے ارادے اور مشیت کے مطابق ہی ہوتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1402/2)

(6) ﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟ اُس جہنم میں داخل ہو جاؤ، پھر تم صبر کرو یا نہ کرو، تم پر برابر ہے۔ تمہیں اُنہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال کا بدلہ دیا جارہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔'' (الطور:14-16)

﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَآ أَرَدْنَٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾

''یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے'' (40)

سوال: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، اس کی وضاحت ﴿إِنَّمَا... فَيَكُونُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمہ گیر ہے، وہ قادر مطلق ہے، اس نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَآ أَرَدْنَٰهُ أَن نَّقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ ''یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے'' اس دنیا میں تبدیلیاں اور امکانات اللہ تعالیٰ کے ارادے سے پیدا ہوتے ہیں۔

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَإِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ ''پھر جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے صرف یہی کہتا ہے: ''ہوجا'' پس وہ ہوجاتا ہے۔'' (المومن:68)

(3) اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرلینا اللہ تعالیٰ کا حکم دینا ہے۔ اسے اپنی زبان سے ''کن'' کا لفظ کہنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ اس کا ارادہ ہی حکم کا درجہ رکھتا ہے اور جب وہ ارادہ کرتا ہے تو اس کی تکمیل کے لیے اسباب ووسائل از خود ہی مہیا ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور وہ کام ہوکر رہتا ہے۔ کوئی چیز اس میں مزاحم نہیں ہوسکتی۔ (تیسیر القرآن:519/2)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِٱلْبَصَرِ﴾ ''اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے۔'' (القمر:50)

(5) ﴿مَّا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَٰحِدَةٍ﴾ ''تم سب انسانوں کا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ اٹھانا ایک ہی نفس جیسا ہے۔'' (لقمان:28)

(6) ﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ ۖ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ ''بلاشبہ عیسیٰ کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی مثال جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس (آدم) کو مٹی سے بنایا۔ پھر اس سے کہا کہ ہوجا تو وہ ہوگیا'' (آل عمران:59) (7) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اس کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا۔ کوئی اس کی مخالفت نہیں کرسکتا کیونکہ وہ ایک ہے سب پر غالب ہے، وہ سب سے بڑا ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

﴿وَٱلَّذِينَ هَاجَرُوا۟ فِى ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا۟ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

''اور جن لوگوں نے اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی یقیناً ہم دنیا میں ضرور انہیں اچھا ٹھکانہ دیں گے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ﴾

اور بلاشبہ آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے‘‘(41)

سوال: مہاجرین کی جزا کی وضاحت ﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا ...يَعۡلَمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی جزا بیان فرمائی ہے جنھوں نے اس کی رضا کے حصول کے لیے ہجرت کی اور اس سے ثواب کی امید میں اپنے گھر بار، رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھوڑ دیا۔

(2) یہ آیت ان 100 سے زائد صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا فِى اللّٰهِ﴾ ’’جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی‘‘ یعنی جو لوگ اپنی قوم، اپنے گھروں اور اپنے وطن کو اس لیے چھوڑ گئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ان سے دشمنی کی گئی۔ (جامع البیان: 113/14) وہ لوگ اس لیے نکلے تاکہ اطمینان سے رب کی عبادت کریں۔

(4) اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مکہ سے نکلے اس کے دین کی نصرت اور لوگوں میں اسے قائم کرنے کے لیے۔ (ایسر التفاسیر: 761)

(5) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔‘‘ (بخاری: 1)

(6) ﴿مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا﴾ ’’اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا‘‘ یعنی جنہیں مشرکین کی طرف سے ظلم سہنے پڑے۔

(7) اللہ تبارک وتعالیٰ ان اہل ایمان کی فضیلت سے آگاہ کرتا ہے جن کو امتحان میں ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ فرمایا: ﴿مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا﴾ ’’اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا‘‘ یعنی ان کی قوم کی طرف سے اذیت اور تعذیب کے ذریعے سے ان پر ظلم کیا گیا، کفر اور شرک کی طرف واپس لانے کے لئے ان کو آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا گیا۔ پس انہوں نے اپنے وطن اور دوست احباب کو اللہ رحمن کی اطاعت کی خاطر چھوڑ دیا۔ (تفسیر سعدی: 1403/2)

(8) ﴿لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً﴾ ’’یقیناً ہم دنیا میں ضرور انہیں اچھا ٹھکانہ دیں گے‘‘ ان ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ نے دو طرح کے ثواب کا وعدہ کیا ہے: دنیا اور آخرت کا ثواب۔

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

(9) دنیا کے ثواب سے مراد پاکیزہ اور وسیع رزق، بہترین گھر، دشمنوں کے مقابلے میں فتح، مال غنیمت، دنیا کی حکمرانی اور تقویٰ ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ ''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرے گا، وہ زمین میں پناہ کی بہت جگہ اور بڑی کشادگی پائے گا اور جو اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلا، پھر اسے موت پالے تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ثابت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی بڑا بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔'' (النساء:100)

(10) ﴿وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ﴾ ''اور بلاشبہ آخرت کا اجر'' یعنی آخرت کا ثواب، آخرت کی نعمتیں شاندار اور پائیدار ہیں۔

(11) یعنی وہ ثواب جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبان پر کیا۔

(12) ﴿اَكْبَرُ﴾ ''بہت ہی بڑا'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ (۲۰) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (۲۱) خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ''جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کیا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجے میں زیادہ بڑے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اُن کا رب اُنہیں اپنی جانب سے رحمت اور رضا مندی اور جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔ (التوبہ:20-22) (تفسیر سعدی:1403/2)

(13) ﴿لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''کاش وہ جانتے ہوتے'' یعنی کاش انہیں اس اجر کا علم اور اس پر یقین ہوتا تو وہ ہجرت کرنے سے پیچھے نہ رہتے۔

(14) بغوی نے لکھا ہے: روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی مہاجر کو کچھ عطا فرماتے تھے تو کہتے تھے: یہ لے لو اللہ تم کو مبارک کرے۔ یہ چیز تو وہ ہے جس کے دینے کا اللہ تعالیٰ نے تم سے دنیا میں وعدہ کیا تھا اور جو آخرت میں تمہارے لئے رکھ چھوڑا ہے وہ بہت بہتر ہے۔ آپ یہی آیت تلاوت فرماتے تھے۔ (تفسیر مظہری:261/6)

(15) ہجرت کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہی لوگ ہجرت کر سکتے ہیں جو اپنے دین میں بہت پختہ ہوں۔

﴿اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾

''جن لوگوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں'' (42)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مہاجروں کے اوصاف کی وضاحت ﴿الَّذِيْنَ... يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے صبر کیا'' یعنی جنہوں نے مشرکوں کی ایذا پر صبر کیا۔ (ایسر التفاسیر: 761)

(2) یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی، اللہ تعالیٰ کی تکلیف دہ قضا وقدر اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اذیتوں پر صبر کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1403/2)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرۃ: 153)

(4) ﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے رب سے ڈر جاؤ، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی، بڑی بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے، یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا۔'' (الزمر: 10)

(5) سیدنا ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، (اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے) تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں اجر ہے) اور اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)۔'' (مسلم: 7500)

(6) ﴿وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ''اور اپنے رب ہی پر وہ بھروسہ کرتے ہیں'' یعنی انہوں نے دار ہجرت کی طرف اپنے رب پر توکل کرتے ہوئے ہجرت کی۔ (ایسر التفاسیر: 761)

(7) یعنی اللہ تعالیٰ کے محبوب امور کے نفاذ میں اپنے آپ پر بھروسہ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کے تمام معاملات سرانجام پاتے ہیں اور ان کے احوال درست رہتے ہیں کیونکہ صبر اور توکل تمام امور کا سرمایہ ہے۔ جب بھی کوئی شخص کسی بھلائی سے محروم ہوتا ہے تو عدم صبر اور اپنے مقصود میں عدم جہد کی وجہ سے ناکام ہوتا ہے یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل نہیں کرتا۔ (تفسیر سعدی: 1404،1403/2)

(8) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔'' (ترمذی:2344)

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

''اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے (رسول) مگر مرد، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے، سو اہلِ علم سے پوچھ لو

اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

اگر تم نہیں جانتے'' (43)

سوال: تمام انبیائے کرام انسان تھے، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا ... لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے (رسول) مگر مرد'' اللہ رب العزت نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ پہلے رسول نہیں ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے بھی ہم نے انسانوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں، جنات اور انسانوں میں سے کسی عورت کو رسول بنا کر نہیں بھیجا۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہو گئی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک آدمی کو وحی کی کہ آپ لوگوں کو ڈرا دو اور بشارت دے دو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے کہ یقیناً اُن کے لیے ان کے رب کے پاس سچا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا بے شک یہ ضرور کھلا جادوگر ہے۔'' (یونس:2)

(3) ﴿وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ﴾ ''اور انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا گیا؟'' (الانعام:8)

(4) ﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۙ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا﴾ ''اور اُنہوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ کیوں نہیں اس کی طرف کوئی فرشتہ بھیجا گیا؟ پھر وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈرانے والا ہوتا۔'' (الفرقان:7)

(5) ﴿فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ﴾ ''پس انہوں نے کہا: ''کیا ہم ہی میں سے ایک انسان ہو ہم اس کے پیچھے چلیں؟ تب تو ہم یقیناً گمراہی اور دیوانگی میں ہوں گے۔'' (القمر:24)

(6) ﴿نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ﴾ ''جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے'' ہم ان رسولوں کی طرف شریعت اور احکام وحی کرتے تھے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے اور یہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔(تفسیر سعدی:1404/2)

(7)﴿فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾ "سو اہلِ علم سے پوچھ لو" یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو۔

(8)﴿اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ "اگر تم نہیں جانتے" یعنی اگر تمہیں گزشتہ امتوں کے بارے میں کوئی خبر نہیں اور تمہیں شک ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو رسول بنایا ہے یا نہیں تو تم ان لوگوں سے پوچھ لو جو اس کا علم رکھتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ کی کتابیں اور معجزات نازل ہوئے، جنھوں نے ان کتابوں کو پڑھا اور سمجھا اور ان سب کے ہاں یہ بات متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بستیوں میں سے صرف انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔(تفسیر سعدی:1404/2)

﴿بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

"واضح دلائل اور کتابوں کے ساتھ اور ہم نے آپ پر ذکر اُتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کردیں جو ان کی

وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

جانب نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ غور وفکر کریں" (44)

النّصف

سوال: انبیاء واضح دلائل اور کتابیں لے کر آئے، اس کی وضاحت ﴿بِالْبَيِّنٰتِ...يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿بِالْبَيِّنٰتِ﴾ "واضح دلائل کے ساتھ" مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد آیات ہیں۔(الدر المنثور:222/4)

(2) اس سے مراد دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو ان کی نبوت پر عطا فرمائے جو اس بات پر گواہ تھے کہ رسول اپنے رب کی جانب سے آئے ہیں۔(جامع البیان:117/14)

(3)﴿وَالزُّبُرِ﴾ "اور کتابوں کے" مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد کتابیں ہیں۔(الدر المنثور:223/4)

(4)﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ﴾ "اور ہم نے آپ پر ذکر اُتارا ہے" اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کی طرف ذکر یعنی قرآن نازل فرمایا جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ "یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" (الحجر:9)

(5) قرآن میں ہر اس چیز کی راہ نمائی کا ذکر ہے جس کی انسانوں کو دنیا کی زندگی گزارنے کے لیے ضرورت ہے۔

(6)﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ "تاکہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کردیں جو ان کی جانب نازل کیا گیا ہے" اللہ تعالیٰ نے قرآن کے نزول کی وجہ بیان فرمائی ہے اور وہ رسولوں کا کام ہے یعنی بیان کرنا۔(ایسر التفاسیر:761)

(7)﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾ "اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کردیں جس میں اُنہوں نے اختلاف کیا۔'' (النحل:64)

(8) اور یہ تبیین، الفاظ اور معانی دونوں کو شامل ہے۔ (تفسیر سعدی: 1405/2)

(9) ﴿وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اور تاکہ وہ غور و فکر کریں'' نزول قرآن کی دوسری حکمت بیان فرمائی ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر کریں۔

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ''یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ لوگ اُس کی آیات پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے اُس سے نصیحت حاصل کریں۔'' (ص:29)

(11) ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ ''تو کیا وہ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو اس میں وہ یقیناً بہت زیادہ اختلاف پاتے۔'' (النساء:82)

(12) ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ ''تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر ان کے تالے ہیں؟'' (محمد:24)

(13) وہ اس میں غور و فکر کر کے اپنی استعداد اور اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ کے مطابق، اس کے علوم میں سے معانی کے خزانوں کا استخراج کریں۔ (تفسیر سعدی: 1405/2)

﴿اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

''تو کیا وہ لوگ جنہوں نے بری تدبیریں کیں بالکل ہی بے خوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے؟ یا ان پر عذاب

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾

وہاں سے آجائے جہاں سے وہ سوچتے ہی نہ ہوں'' (45)

سوال: مجرم بے خوف کیسے ہو سکتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَفَاَمِنَ ... لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ﴾ ''تو کیا وہ لوگ جنہوں نے بُری تدبیریں کیں بالکل ہی بے خوف ہیں'' اس سے مراد رسولوں کو جھٹلانا، نافرمانی کے کام کرنا اور شرک وغیرہ ہیں۔

(2) مشرکوں نے نبی ﷺ کو قتل کرنے کی تدبیر کی تھی، انہوں نے شرک کیا، نبوت اور بعث کو جھٹلایا، مومنوں پر ظلم کیے اور ان میں سے بعض کو سخت ایذائیں دیں تو کیا ان تمام کاموں کے بعد وہ مطمئن ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نہیں آئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا؟ وہ کیسے بے خوف ہو سکتے ہیں؟

(3)﴿اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے'' یعنی ان کے شرک اور کفر پر اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے۔ (جامع البیان:118/14)

(4)﴿اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''یا ان پر عذاب وہاں سے آجائے جہاں سے وہ سوچتے ہی نہ ہوں'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے جھٹلانے والوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر غفلت میں نہ آجائے کہ انہیں اس کا شعور تک نہ ہو۔

(5)﴿اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا﴾ ''تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ گے؟'' (بنی اسرائیل:68)

(6)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''کیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔'' (الاعراف:99)

﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾

''یا وہ ان کے چلنے پھرنے میں ہی ان کو پکڑ لے، چنانچہ وہ کسی طرح بھی عاجز کرنے والے نہیں'' (46)

سوال: اللہ تعالیٰ سفر میں بھی پکڑ سکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ ... بِمُعْجِزِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ﴾ ''یا وہ ان کے چلنے پھرنے میں ہی ان کو پکڑ لے'' یا وہ لوگ اپنے شہروں میں کاموں میں مصروف ہوں یا اپنے سفروں میں ہوں اور اللہ تعالیٰ انہیں پکڑ لے۔

(2) یعنی رات یا دن کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ انہیں پکڑ لے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ﴾ ''تو کیا بستیوں والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن پر رات کے وقت آجائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں؟ اور کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے کہ اُن پر دن چڑھے ہمارا عذاب آجائے اور وہ کھیل رہے ہوں؟'' (الاعراف:98,97)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)﴿فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾ ''چنانچہ وہ کسی طرح بھی عاجز کرنے والے نہیں'' لوگ کسی حال میں بھی اپنے رب کو ہرا نہیں سکتے۔

(5)انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ تمہارا پکڑے جانا کسی حال میں بھی ناممکن نہیں۔

﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

''یا وہ انہیں خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے، پس یقیناً تمہارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (47)

سوال 1: اللہ تعالیٰ خوف کی حالت میں بھی پکڑ سکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ ... تَخَوُّفٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ﴾ ''یا وہ انہیں خوف زدہ ہونے پر پکڑ لے'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں پکڑ لے کہ وہ کسی کی پکڑ کے واقعات سن کر ڈر رہے ہوں۔ ایسی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے کیونکہ ڈر کے ساتھ جس چیز کے آنے کی توقع ہو وہ بڑی سخت ہوتی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 993/1)

(2) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکار کرنے والوں، جھٹلانے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے تخویف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں غفلت میں نہ آ پکڑے اور انہیں شعور تک نہ ہو۔ یہ عذاب ان پر یا تو اوپر سے نازل ہو، یا نیچے سے پھوٹ پڑے۔ جیسے زمین میں دھنس جانے یا کسی اور صورت میں ظاہر ہو یا یہ عذاب ان پر اس وقت نازل ہو، جب وہ زمین پر چل پھر رہے ہوں اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اور عذاب کا نازل ہونا ان کے خواب وخیال میں بھی نہ ہو یا اس حال میں ان پر عذاب نازل ہو کہ وہ عذاب سے خائف ہوں۔ پس وہ کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہء قدرت میں ہیں اور ان کی پیشانیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نہایت مہربان اور بہت رحیم ہے، وہ گناہ گاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کو معاف کر دیتا ہے، وہ ان کو رزق سے نوازتا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ اسے اور اس کے اولیاء کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1405/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی رأفت ورحمت کی وضاحت ﴿فَاِنَّ ... لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ ''پس یقیناً تمہارا رب یقیناً بہت نرمی کرنے والا، نہایت رحم والا ہے'' اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے کہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا۔

(2) ان صفات سے انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ تمہارا رب بڑا رحم والا ہے وہ عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں پر فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے توبہ کے دروازے کھول رکھے ہیں، وہ انہیں گناہوں کو ختم کرنے کی دعوت دیتا ہے، جوان کے لئے سخت ضرررساں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کے بدلے میں بہترین اکرام وتکریم اوران کے گناہوں کو بخش دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ پس مجرم کو اپنے رب سے شرمانا چاہیے کہ اس کی نعمتیں ہر حال میں اس پر نازل ہوتی رہتی ہیں اور اس کے بدلے میں اس کی طرف سے ہر وقت نافرمانیاں اپنے رب کی طرف بلند ہوتی ہیں۔ (تفسیر سعدی:1405/2)

(4) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف برداشت کرنے والی، جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ (صبر کرنے والا) نہیں ہے۔ لوگ اس کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔'' (بخاری:6099)

(5) انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے، مہمل نہیں چھوڑتا اور جب وہ گناہ گار نافرمان کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ ایک غالب اور مقتدر ہستی کی پکڑ ہے۔ پس اسے توبہ کرنی چاہیے اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ بس اس کی بے پایاں رحمت اور اس کے لامحدود احسان کے سائے کے نیچے آجاؤ اور جلدی سے اس راستے پر گامزن ہو جاؤ جو رب رحیم کے فضل وکرم کی منزل تک پہنچاتا ہے اور یہ راستہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کے محبوب اور پسندیدہ امور پر عمل کرنے سے عبارت ہے۔ (تفسیر سعدی:1405/2)

(6) انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پر فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ انسانوں کو توبہ واستغفار کی توفیق دیتا ہے۔

(8) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ جنگی قیدی حاضر کیے گئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ جب قیدیوں میں ایک بچہ پر اس کی نظر پڑی تو دوڑ کر عورت نے بچہ کو پکڑ کر سینے سے چمٹا لیا اور اس کو دودھ پلایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیکھو کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟'' ہم نے عرض کیا: نہیں وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس قدر یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔'' (صحیح بخاری:5999)

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

اور کیا وہ دیکھتے نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمۡ دٰخِرُوۡنَ﴾

''اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں'' (48)

سوال: ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَ لَمۡ یَرَوۡا ...دٰخِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَ لَمۡ یَرَوۡا﴾ ''اور کیا وہ دیکھتے نہیں'' یعنی کیا لوگوں نے رب کی عظمت اور اس کے جلال کے آگے جھکی ہوئی مخلوقات کو نہیں دیکھا۔

(2) ﴿اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنۡ شَیۡءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَ الشَّمَآئِلِ﴾ ''جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات درخت، پہاڑ، انسان، حیوان اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ ان کے سائے صبح و شام دائیں بائیں ڈھلتے ہیں۔

(3) مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سورج کا سایہ ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ عزوجل کو سجدہ کرتی ہے۔ (تفسیر طبری: 153/14)

(4) انسانی دنیا میں اس کے استعمال کی اشیاء، اردگرد کی چیزیں مادی ہیں جو کھڑی ہوتی ہیں۔ ان کا سایہ سجدے کی طرح ہے۔ ہر چیز کا سایہ انسان کو سبق دیتا ہے کہ دنیا میں انسان کو اپنے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک کر رہنا چاہیے۔

(5) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے سامنے ہر شے سجدہ ریز ہے۔

(6) ﴿سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ﴾ ''اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل، مسخر اور اس کے دست تدبیر کے تحت مقہور ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں اور اس کی تدبیر اس کے پاس نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 1406/2)

﴿وَ لِلّٰهِ یَسۡجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّ الۡمَلٰٓئِکَۃُ

''اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی چلنے والا جانور ہو یا فرشتے،

وَ هُمۡ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ﴾

اور وہ تکبر نہیں کرتے'' (49)

سوال: زمین و آسمان کی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلِلّٰهِ ...لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے، کوئی چلنے والا جانور ہو یا فرشتے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں یعنی فرشتے اور جو زمین میں ہیں یعنی حیوان اور انسان اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق خوشی سے یا ناخوشی سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سجدہ کرتی ہے اور صبح و شام اُن کے سائے بھی۔'' (سورہ الرعد:15)

(2)﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے لوگ بھی، اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کر دیتا ہے پھر اسے کوئی عزت دینے والا نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' (الحج:18)

(3)﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرندے بھی جو پر پھیلائے ہیں؟ ہر ایک نے یقیناً اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جان لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں۔'' (النور:41)

(4) فرشتوں کا خاص طور پر الگ ذکر ان کی عبادت کی کثرت کی وجہ سے اور ان کی عزت کی بناء پر کیا ہے۔

(5)﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اور وہ تکبر نہیں کرتے'' یعنی فرشتے کثرت عبادت، اخلاقی برتری اور قوت کے باوجود تکبر نہیں کرتے۔ وہ خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ عاجزی کے ساتھ رب کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔

(6)﴿لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ ''مسیح اس بات میں ہرگز عار نہیں رکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے۔'' (النساء :172)

(7) اس کے مقابلے میں کافر تکبر کرتے ہیں۔ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مُنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ﴾ ''پھر جولوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل ہی انکار کرنے والے ہیں اور وہ بہت تکبر کرنے والے ہیں۔'' (النحل:22)

ع 6 10 12

﴿يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾

''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں'' (50)

سوال: ﴿يَخَافُونَ رَبَّهُم ... مَا يُؤْمَرُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ﴾ ''وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو اُن کے اوپر ہے'' یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

(2) اللہ رب العزت نے ان کی کثرت اطاعت اور ان کے خشوع وخضوع پر ان کی مدح کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ سے ان کے خوف پر ان کی مدح فرمائی ہے، جو بالذات ان کے اوپر، ان پر غالب اور کامل اوصاف کا مالک ہے اور وہ اس کے دست قدرت کے تحت ذلیل اور مقہور ہیں۔ (تفسیر سعدی:1407/2)

(3) ﴿وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ ''اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں'' فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔

(4) یعنی اللہ تعالیٰ جو بھی انہیں حکم دیتا ہے وہ خوشی اور پسندیدگی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے مخلوق کے سجدے کی دو اقسام ہیں۔

(i) سجدہ اضطراری: یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال پر دلالت کرتا ہے۔ اس سجدہ میں مومن اور کافر، نیک اور بد، انسان اور حیوان سب شامل ہیں۔

(ii) سجدہ اختیاری: جو اس کے اولیاء، اس کے مومن بندوں، فرشتوں اور دیگر مخلوقات سے مختص ہے۔ (تفسیر سعدی:1407/2)

(5) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے اور اس کو حق ہے کہ وہ چرچرائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آسمان میں کہیں بھی چار انگلی کی جگہ ایسی نہیں کہ اس میں کوئی فرشتہ سجدہ میں پیشانی رکھے ہوئے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر عورتوں سے لذت اندوز نہ ہوتے، اور میدانوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

10

نکل کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے فریاد کرتے" (یہ سن کر) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کاش میں ایک درخت ہوتا کہ لوگ اسے کاٹ ڈالتے۔ (جامع ترمذی:2312)

(6) ربیعہ نے وہ حال بیان کیا جو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انہوں نے دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی۔ جب سجدہ کی آیت ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ﴾ آخر تک پہنچے تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورت پڑھی۔ جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو کہنے لگے لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوشی پر رکھا۔" (صحیح بخاری:1077)

﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ، یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے، سو مجھ ہی سے ڈرو" (51)

سوال: صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالَ... فَارْهَبُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ﴾ "اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ" یعنی تم اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

(2) عہد نبوی ﷺ میں ایران میں مجوسی مذہب رائج تھا۔ یہ لوگ سورج پرست اور آتش پرست تھے۔ اپنے آپ کو سیدنا نوح علیہ السلام کا پیروکار بتاتے اور باقی سب نبیوں کے دشمن تھے۔ ان کے عقیدے کے مطابق خدا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ایک خیر اور نور کا خدا جسے وہ یزدان کہتے تھے، دوسرا بدی اور تاریکی کا خدا جسے وہ اہرمن کہتے تھے۔ یہ لوگ اپنی الہامی کتاب کا نام زند اور اوستا بتاتے تھے اور اہل عرب اس سے متعارف تھے۔ انہیں لوگوں کے عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو الٰہ بنانا چھوڑ دو۔ (تیسیر القرآن:525/2)

(3) اللہ تعالیٰ چونکہ ساری نعمتیں دیتا ہے اس لیے وہ ایک ہی عبادت کا حق رکھتا ہے۔

(4) ﴿اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ "یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے" وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں متفرد ہے۔ پس جس طرح وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور افعال میں ایک ہے، اسی طرح ان کو چاہیے کہ وہ عبادت میں بھی اس کو ایک مانیں۔ (تفسیر سعدی:1407/2، 1408)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) اگر دو خدا ہوتے ہیں تو (i) کائنات کا نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ (ii) اس کائنات کا نظام بگڑ جاتا۔

(6) اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ''اگر ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو ان دونوں میں ضرور فساد برپا ہو جاتا سو عرش کا رب اللہ تعالیٰ پاک ہے اُن سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔'' (الانبیاء:22)

(7) ﴿فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ﴾ ''سو مجھ ہی سے ڈرو'' میرے حکم کی تعمیل اور میرے نواہی سے اجتناب کرو اور میرے ساتھ مخلوق میں سے کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، کیونکہ تمام مخلوق تو اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے۔ (تفسیر سعدی:1408/2)

(8) ﴿فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''چنانچہ تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ کافر ہیں۔'' (المائدہ:44)

(9) ﴿الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔'' (الاحزاب:39)

(10) ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرا تو اُمید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔'' (التوبہ:18)

(11) ﴿اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''یقیناً یہ (تو) شیطان ہی ہے جو تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، چنانچہ تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔'' (آل عمران:175)

﴿وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴾

''اور اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے عبادت ہمیشہ اسی کے لیے ہے، کیا پھر غیر اللہ سے تم ڈرتے ہو؟'' (52)

سوال: مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی عبادت واجب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَهٗ ... تَتَّقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور اُسی کا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے پھر اس کے سوا کون ہے جو عبادت کا حق رکھتا ہو!

(2) اس یقین پر انسان کی ساری زندگی کا دارومدار ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان اور ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کے نتیجے میں انسان کے اندر تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(3)﴿وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا﴾ ''عبادت ہمیشہ اسی کے لیے ہے'' یعنی اطاعت، عبادت اور تذلل ہمیشہ کے لیے مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کے لیے فرض ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کو خالص کر کے اسی کے رنگ میں رنگ جائیں۔ (تفسیر سعدی:1408/2)(4) یعنی خالص، ہمیشہ رہنے والا واجب دین اسی کے لیے ہے۔(ایسر التفاسیر:763)

(5) دین سے مراد اطاعت ہے ﴿وَاصِبًا﴾ یعنی واجب، قائم، دائم، خالص اور جب معاملہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر اس کی اطاعت واجب ہے تو اس کے علاوہ کسی اور کا ڈر کیسے ہو سکتا ہے۔(الاساس:2945/6)

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ''یقیناً دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔'' (آل عمران:19)(7) اور فرمایا:﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔'' (المائدہ:3)

(8)﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ﴾ ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے۔'' (آل عمران:85)

(9)﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ﴾ ''کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا کسی اور کو تلاش کرتے ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خوشی یا ناخوشی سے اس کی فرماں برداری کرتی ہے اور اسی کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔'' (آل عمران:83)

(10)﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ ''سن لو! دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔'' (الزمر:3)

(11)﴿وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾ ''اور انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس حال میں کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے، یکسو ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط دین ہے۔'' (البینۃ:5)

(12)﴿اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ﴾ ''کیا پھر غیر اللہ سے تم ڈرتے ہو'' زمین والوں میں سے یا آسمان والوں میں سے؟ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات اور احسانات میں یکتا ہے۔(تفسیر سعدی:1408/2)

(13) جب ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، جب ہر چیز کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، جب عبادت اُسی کی ہے، جب ہمیشہ کے لیے اطاعت اُسی کی ہے تو اس کے سوا کسی اور کا خوف نہیں رکھا جا سکتا۔

﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

”اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے

فَاِلَيۡهِ تَجۡـَٔرُوۡنَ﴾

تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو“(53)

سوال: نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا بِكُمۡ ... تَجۡـَٔرُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ ”اور تمہارے پاس کوئی نعمت بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے“ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ نفع ونقصان کا مالک بھی وہی ہے، اپنے بندوں کو رزق، نعمت، عافیت اور نصرت سے نوازتا ہے تو یہ اس کا بندوں پر فضل واحسان ہے۔(المصباح المنیر:563/3)

(2) انسان کے پاس ظاہری یا باطنی جو بھی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو نعمتیں عطا کرنے میں اس کا شریک ہو۔

(3) ﴿وَاٰتٰىكُمۡ مِّنۡ كُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡهُ ؕ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ﴾ ”اور اُس نے تمہیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اُس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انہیں شمار نہیں کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔“(ابراہیم:34)

(4) ﴿ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ﴾ ”پھر جب تمہیں تکلیف چھوتی ہے“ یعنی جب تم پر کوئی مصیبت آتی ہے، تم مالی تنگی کا شکار ہوتے ہو یا جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہو یا تم لوگوں کی دی ہوئی اذیتوں کی آگ میں جلتے ہو۔

(5) ﴿فَاِلَيۡهِ تَجۡـَٔرُوۡنَ﴾ ”تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو“ مصیبت میں تم اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے گڑگڑا کر آہ وزاریاں کرتے ہو، اسی سے سجدوں میں سر رکھ کر دعائیں کرتے ہو۔ تم ضرورتوں میں اسی کی طرف رجوع کرتے ہو کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مصیبت کو دور نہیں کر سکتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾

''پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے تب تم میں سے ایک گروہ یکایک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے'' (54)

سوال: انسان مصیبت سے نجات پا کر رب کو بھول جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... يُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ﴾ ''پھر جب وہ تم سے تکلیف دور کر دیتا ہے'' یعنی جب تمہارا رب تمہاری مصیبت دور کر کے عافیت میں لے آتا ہے یعنی تم صحت مند ہو جاتے ہو یا تمہاری مالی تنگی دور ہو جاتی ہے یا تم سے دوسری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

(2) ﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ ''تب تم میں سے ایک گروہ یکایک اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے'' یعنی عافیت میں اپنے رب کو بھول جاتے ہو اور اس کے ساتھ دوسروں کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

(3) اللہ تعالیٰ مشرکین کی جہالت، ان کے ظلم اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر ان کی افترا پردازی کے بارے میں آگاہ فرماتا ہے، نیز وہ خبر دیتا ہے کہ وہ اپنے ان بتوں کو جو نہ کوئی علم رکھتے ہیں، نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اس رزق میں حصہ دار بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا اور جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو نوازا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ رزق سے اس کا شریک بنانے میں مدد حاصل کی اور خود ساختہ اور گھڑے ہوئے بتوں کے تقرب کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس رزق کو پیش کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 1409/2) اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو اس نے پیدا کیا کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے، پس انہوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا، یہ اللہ تعالیٰ کا (حصہ) ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا (حصہ) ہے، چنانچہ جو ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو وہ ان شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں!۔'' (الانعام: 136) ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہارا کیا خیال ہے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اُتارا ہے تم نے اس میں سے خود ہی کچھ حرام اور کچھ حلال بنا لیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی اجازت دی ہے؟ یا تم اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر جھوٹ باندھتے ہو؟" (یونس:59)

(4)﴿وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ﴾ "اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع کرکے پکارتے ہیں پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ انہیں چکھاتا ہے تو اچانک اُن میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔" (الروم:33)

(5)﴿وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ "اور جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم جنہیں بھی پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم منہ موڑ جاتے ہو اور انسان ہمیشہ سے بڑا ناشکرا ہے۔" (بنی اسرائیل:67)

(6)﴿فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ "پھر اس نے جب انہیں نجات دے دی تب فوراً وہ زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ اے لوگو! یقیناً تمہاری سرکشی تمہارے اپنے ہی خلاف ہے۔ دنیا کی زندگی کا فائدہ اٹھالو پھر ہماری طرف ہی تمہیں لوٹ کر آنا ہے تو ہم تمہیں بتادیں گے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔" (یونس:23)

﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾

"تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے، سو تم فائدہ اُٹھاؤ، پس جلد ہی تم جان لوگے" (55)

سوال 1: شرک کے برے انجام کی وضاحت ﴿لِيَكْفُرُوْا ... تَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ﴾ "تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے" یعنی جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔

(2) شرک کا انجام یہی ہوتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

(3) لوگ شرک اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ٹھکراتے رہیں اور اس کے احسانات فراموش کردیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی ان سے مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

(4)﴿فَتَمَتَّعُوْا﴾ "سو تم فائدہ اُٹھاؤ" اللہ تعالیٰ نے ناشکری، کفر، اور شرک کرنے والوں کو ڈرایا ہے کہ اچھا چند روز کے فائدے اٹھالو اور اپنی مرضی کرلو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''پس جلد ہی تم جان لو گے'' تمہیں عنقریب اپنی ناشکریوں اور اپنی مرضی کے کام کرنے کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

(6)﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ ''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے اس حال میں کہ اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے، پھر جب وہ اُسے اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تاکہ اُس کے راستے سے گمراہ کر دے۔ آپ کہہ دیں کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اُٹھا لو، یقیناً تم دوزخ والوں میں سے ہو۔'' (الزمر:8)

(7)﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کہہ دیں مزے کرو! بلاشبہ آگ ہی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔'' (ابراہیم:30)

(8)﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''آپ چھوڑ دو انہیں وہ کھائیں اور فائدے اُٹھائیں اور اُمیدیں انہیں غفلت میں رکھیں پھر جلد ہی وہ جان لیں گے۔'' (الحجر:3)

(9)﴿فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ﴾ ''چنانچہ اُنہیں چھوڑ دو کہ وہ باتیں بناتے رہیں اور کھیلتے رہیں حتیٰ کہ یہ اپنے اس دن سے آملیں جس کا وہ وعدہ دیے جاتے ہیں۔'' (المعارج:42)

(10)﴿كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ﴾ ''سو تم تھوڑا سا کھا لو اور فائدہ اُٹھا لو، بلاشبہ تم ہی مجرم ہو'' (المرسلات:46)

(11)﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ دنیا کا سامان بہت ہی کم ہے اور آخرت اس کے لیے بہت ہی بہتر ہے جو متقی بنے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (النساء:77)

(12) سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ بنی فہر کے بھائی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی اس (دریا) میں ڈال دے۔'' یحییٰ نے شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کیا ''اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے۔'' (مسلم:7197)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ

''اور وہ ان کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم

عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ﴾

سے ضرور اس بارے میں پوچھا جائے گا جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے''(56)

سوال: مشرکین اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے معبودان باطلہ کے حصے مقرر کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَيَجْعَلُونَ ... تَفْتَرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ﴾ ''اور وہ ان کے لیے جن کو وہ نہیں جانتے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اس میں سے جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے'' رب العزت نے مشرکوں کے ظلم اور جہالت کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔

(2) مشرک اپنے بتوں کو اس رزق میں حصہ دار بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے حالانکہ نہ وہ علم رکھتے ہیں اور نہ وہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔

(3) مشرک اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے رزق کو پیش کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں سے جو اس نے پیدا کیا کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک حصہ مقرر کیا ہے، پس انہوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا، یہ اللہ تعالیٰ کا (حصہ) ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا (حصہ) ہے، چنانچہ جو ان کے شریکوں کے لیے ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو وہ ان شریکوں کی طرف پہنچ جاتا ہے، بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں!'' (الانعام:136)

(4) ﴿تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! تم سے ضرور اس بارے میں پوچھا جائے گا جو جھوٹ تم گھڑا کرتے تھے'' اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تم سے ان افترا پردازیوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔

(5) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُم مِّن رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا قُلْ آللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ ۖ أَمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ تمہارا کیا خیال ہے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اُتارا ہے تم نے اس میں سے خود ہی کچھ حرام اور کچھ حلال بنا لیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی اجازت دی ہے؟ یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ اور کیا خیال ہے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں قیامت کے دن کے بارے میں؟ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔'' (یونس:60,59)

(6) ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''سو قسم ہے آپ کے رب کی! یقیناً ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے۔'' (الحجر:92)

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴾

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں، پاک ہے اس کی ذات! اور ان کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں'' (57)

سوال: ﴿وَيَجْعَلُوْنَ ... يَشْتَهُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں، پاک ہے اس کی ذات!'' مشرکوں نے فرشتوں کو عورتیں قرار دے کر اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔

(2) ﴿وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ﴾ ''اور اُنہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں بنا دیا؟ کیا اُن کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے؟ ضرور ہی اُن کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا۔'' (الزخرف:19)

(3) ہندی، یونانی اور مصری تہذیبوں کی طرح مشرکین عرب کے بھی دیوتا کم اور دیویاں زیادہ تھیں اور ان دیویوں کے متعلق ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اسی طرح وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ ان کی تین مشہور دیویاں لات، عزیٰ اور منات تھیں۔ لات الٰہ کی مونث ہے۔ عزیٰ عزیز کی اور منات، منان کی۔ لات کا استھان یا آستانہ طائف میں تھا اور بنوثقیف اس کے پرستار تھے۔ عزیٰ قریش مکہ کی خاص دیوی تھی اور اس کا استھان یا آستانہ مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں مقام حراض پر واقع تھا چنانچہ ابوسفیان سپہ سالار قریش نے احد کے میدان میں جنگ میں مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے اس دیوی کا نعرہ لگایا تھا اور کہا تھا ﴿لنا عزىٰ ولا عزىٰ لكم﴾ اور منات کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے قدید کے مقام پر واقع تھا۔ بنوخزاعہ، اوس اور خزرج اس دیوی کے پرستار تھے۔ نیز اس کا باقاعدہ حج اور طواف کیا جاتا تھا۔ زمانہ حج میں جب حجاج طواف بیت اللہ اور عرفات اور منیٰ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہوجاتے تو وہیں سے منات کی زیارت کے لیے لبیک لبیک کی صدائیں بلند ہونے لگتیں اور جو لوگ اس دوسرے حج کی نیت کر لیتے وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔ گویا مشرکین عرب دوہرا ظلم ڈھاتے تھے۔ ایک تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کا، دوسرے شریک بھی ایسے جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ (تیسیر القرآن:526/2)

(4) ﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ "وہ پاک ہے" اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔ اس کی شان بڑی اعلیٰ ہے۔ (مختصر ابن کثیر:996/1)

(5) ﴿وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ "اور ان کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں" یعنی وہ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں اور بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں۔

(6) رب العزت نے توجہ دلائی ہے کہ جس کو اپنے لیے پسند نہیں کرتے انہیں رب کی طرف منسوب کرتے ہو۔

(7) ﴿اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى (٢١) تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى﴾ "کیا تمہارے لیے لڑکے ہوں اور اُس کے لیے لڑکیاں؟ تب تو یہ بڑی ناانصافی کی تقسیم ہے۔" (النجم:22,21)

(8) ﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ (١٥٣) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ "کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں پر بیٹیاں پسند کی ہیں؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟" (الصافات:154,153)

﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے" (58)

سوال: مشرکوں کی بیٹیوں سے نفرت کی وضاحت ﴿وَاِذَا بُشِّرَ ... وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) مشرکوں کا بیٹیوں کے بارے میں نقطہ نظر ان کے اس رویے سے پتہ چلتا ہے کہ: ﴿وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى﴾ "اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے" یعنی جب کسی مشرک کو بیٹی کی خوشخبری ملتی ہے۔

(2) ﴿ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا﴾ "تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے" بیٹی پیدا ہونے کے کرب اور غم سے اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے۔

(3) ﴿وَّهُوَ كَظِيْمٌ﴾ "اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے" یعنی وہ غم کے مارے گھٹ کر رہ جاتا ہے اور بے حس و حرکت بت کی طرح بن جاتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر:996/1)

(4) جب اسے بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو وہ حزن و غم کے مارے خاموش ہوجاتا حتیٰ کہ وہ اس خبر سے اپنے ابنائے جنس میں اپنی فضیحت محسوس کرتا اور اس خبر پر وہ عار کی وجہ سے منہ چھپاتا پھرتا، پھر وہ اپنی اس بیٹی کے بارے میں جس کی اس کو خوش خبری ملتی، اپنی فکر اور فاسد رائے کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہوجاتا کہ وہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے؟ (تفسیر سعدی:1410/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) اسلام نے عورت ذات پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ (محسن نسواں) محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ اس پر صبر کرے، انہیں اچھا کھلائے، اچھا پلائے اور اچھا پہنائے وہ اس کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ڈھال ثابت ہوں گی۔'' (ابن ماجہ: 3669، مسند احمد: 17413)

(6) سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کے رہنے کا انتظام کرے، ان کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرے اور ان کے معاملہ میں تکالیف برداشت کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔'' ایک آدمی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر دو لڑکیاں ہوں تو تب؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر دو ہوں تب بھی۔'' (مسند احمد: 14257)

(7) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور ان کے ساتھ احسان کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسند احمد: 9038)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی تنگدستی اور خوشحالی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بچیوں پر رحمت کرنے کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کردے گا۔'' ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ دو ہوں۔'' اس نے پھر کہا: اور اگر ایک ہو اے اللہ کے رسول!؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ ایک بھی ہو۔'' (مسند احمد: 9046)

﴿يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ

''اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے یا اُسے

اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

مٹی میں دبا دے؟ سن لو! بہت ہی بُرا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں'' (59)

سوال: ﴿يَتَوَارٰى ... مَا يَحْكُمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ﴾ ''وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے'' مشرک لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ کہیں کوئی اسے دیکھ نہ لے اور غیرت دلائے۔ (مختصر ابن کثیر: 996/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ﴾ ''اس خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے''یعنی بیٹی کی پیدائش کو اپنے لیے برا سمجھتا ہے اور وہ سوچتا ہے کہ اگر زندہ رہنے دیا تو رسوائی ہے۔نہ تو وہ وارث بن سکتی ہے،نہ اس کو توجہ دی جا سکتی ہے۔ بیٹوں کو اس پر ترجیح دی جائے گی،اس کا کیا کروں؟

(3)﴿اَيُمۡسِكُهٗ عَلٰى هُوۡنٍ﴾ ''کیا ذلت کے باوجود ہی اُسے رکھ چھوڑے'' وہ سوچتا ہے کہ بیٹی کا باپ ہونے کی ذلت برداشت کرلوں اور اسے قتل نہ کرلوں۔

(4)﴿اَمۡ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ﴾ ''یا اُسے مٹی میں دبا دے'' یا جاہلیت کے دستور کے مطابق زندہ گاڑ دوں؟ جس پر رب العزت نے مشرکوں کی سخت مذمت کی ہے۔

(5)یہ رسم جس شقاوت اور سنگ دلی کے ساتھ انجام دی جاتی تھی اس کا حسرت ناک نقشہ ایک صاحب نے خود اپنی آپ بیتی سنا کر اس طرح پیش کیا کہ نبی ﷺ بے چین ہو گئے۔

(6)قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب اسلام لائے تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں،نبی ﷺ نے فرمایا:''اے قیس ہر لڑکی کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرو،''عرض کی:یا رسول ﷺ میرے پاس اونٹ ہیں۔فرمایا:ہر لڑکی کے کفارے میں ایک اونٹ کی قربانی کرو۔'' (تفسیر ابن جریر)

(7)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ ۝۸ بِاَىِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ﴾ ''اور جب زندہ دفن کی جانے والی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کے بدلے میں وہ قتل کی گئی؟'' (التکویر:9،8)

(8)اسلام سے پہلے اس رسم کی انسداد کے لئے صرف اس قدر ہوا کہ ایک دو نیک آدمیوں نے ایسی لڑکیوں کو قیمت دے کر ان کے والدین سے خرید لیا اور ان کی پرورش کی،چنانچہ مشہور شاعر فرزدق کے دادا صعصعہ نے اس میں بڑا نام پیدا کیا تھا،اسلام کے بعد جب وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آیا تو عرض کی:یا رسول ﷺ میں نے اسلام سے پہلے 360 لڑکیوں کو خرید کر موت کے منہ سے بچایا ہے کیا مجھ کو اس کا ثواب ملے گا؟ فرمایا:''ہاں تم کو اس کا ثواب ملے گا،کہ تم کو مسلمان بنا کر تم پر احسان کیا ہے۔'' (موطا امام مالک)

(9)اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل جو بعثت نبوی سے پہلے دین ابراہیم کے پیرو تھے،وہ بھی اس قسم کی لڑکیوں کو اپنی آغوش میں لیتے تھے اور ان کی پرورش کرتے تھے،جب وہ بڑی ہو جاتی تو ان کے باپ کو کہتے:کہو تو میں تم کو واپس کروں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہے ان کو میرے پاس ہی رہنے دو۔ (الدر المنثور) یہ شخصی کوششیں تھیں۔

(10) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے پیش نظر عرب کی جو ابتدائی اصلاحیں تھیں ان میں ایک چیز یہ بھی تھی، چنانچہ بیعت عقبہ میں سب سے پہلے انصار سے جن باتوں پر عہد لیا گیا تھا ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(11) سیدنا عبادہ ﷺ بن صامت کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ دربار رسالت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے اس پر بیعت کرو کہ تم کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، جو اس عہد کو پورا کرے گا تو اس کا معاوضہ خدا پر ہے اور اگر کسی نے ان میں سے اس فعل کا ارتکاب کیا اور اس کو قانونی سزا دی گئی تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر اس کا یہ گناہ دنیا میں مخفی رہا تو خدا کو اختیار ہے چاہے بخش دے چاہے عذاب دے۔'' (صحیح بخاری: 8 کتاب الایمان) ان تمام تدبیروں کے علاوہ قرآن پاک کی ایک مختصر سی آیت نے عرب کی ان تمام قساوتوں، ان تمام سنگ دلیوں اور ان تمام سفاکیوں کو مٹانے کے لیے وہ کام کیا جو دنیا کی بڑی بڑی تصنیفات نہیں کر سکتی تھیں، قیامت کی عدالت گاہ قائم ہے، مجرم اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں، غضب الٰہی کا سورج اپنی پوری تمازت پر ہے، دانائے غیب قاضی اپنی معدلت کی کرسی پر ہے، اعمال نامے شہادت میں پیش ہیں کہ ایک طرف سے ننھی ننھی معصوم بے زبان ہستیاں خون سے رنگین کپڑوں میں آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں، شہنشاہ قہار کی طرف سے سوال ہوتا ہے، اے ننھی معصوم جانو! تم کس جرم میں ماری گئیں؟ (سیرت النبی شبلی نعمانی ص۔135)

(12) ﴿أَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ ''سن لو! بہت ہی برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں'' لوگ جس بیٹی کو اپنے لیے ناپسند کرتے تھے اسے اللہ تعالیٰ کے لیے تجویز کرتے تھے یہ ان کی ناانصافی تھی۔

(13) کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ان اوصاف سے متصف کیا جو اس کے جلال کے لائق نہ تھیں، یعنی اس کی طرف اولاد کو منسوب کرنا، پھر انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دونوں قسموں میں سے اس بدتر قسم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جس کو خود اپنی طرف منسوب کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے اسے منسوب کر دیتے تھے؟ پس بہت ہی برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے۔ (تفسیر سعدی: 1410/2)

(14) ﴿أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا﴾ ''کیا پھر تمہارے رب نے تمہیں بیٹوں کے لیے منتخب کیا؟ اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا؟ بلاشبہ تم یقیناً بہت بڑی بات کہتے ہو۔'' (بنی اسرائیل: 40)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ

''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے

ع 7 10 13

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

اور وہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے''(60)

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف مطلق کمال ہی منسوب ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿لِلَّذِيْنَ ... الْحَكِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ﴾ ''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بُری مثال ہے'' آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کی مثال ناقص ہے اور انتہائی بیہودہ ہے۔

(2) ﴿وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے لیے اعلیٰ مثال ہے'' اللہ تعالیٰ کی طرف مطلق کمال ہی منسوب ہوتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 996/1)

(3) اس سے مراد ہر وصف کمال ہے اور تمام کائنات میں جو بھی صفت کمال پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور کسی بھی پہلو سے کسی نقص کو مستلزم نہیں ہے اور اس کے اولیاء کے دلوں میں بھی مثل اعلیٰ یعنی اس کی تعظیم، اجلال، محبت، اس کی طرف انابت اور اس کی معرفت جاگزیں ہے۔ (تفسیر سعدی: 1410/2)

(4) اللہ تعالیٰ کی طرف کمال ہی منسوب ہوتا ہے۔ وہ افضل ہے، احسن ہے، اجمل ہے یہی توحید ہے۔ (جامع البیان 130/14)

(5) ﴿وَهُوَ الْعَزِيْزُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب ہے'' اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ ساری کائنات اس کی فرماں بردار ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ عزیز ہے یعنی (i) اللہ تعالیٰ زبردست اور طاقت والا ہے۔ (ii) اللہ تعالیٰ غالب ہے۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (7) ﴿الْحَكِيْمُ﴾ ''کمال حکمت والا ہے'' اللہ تعالیٰ کمال درجے کی حکمت رکھتا ہے۔ جو تمام اشیاء کو ان کے لائق محل و مقام پر رکھتا ہے۔ وہ جو بھی حکم دیتا ہے اور جو بھی فعل سرانجام دیتا ہے، اس پر اس کی ستائش کی جاتی ہے اور اس کے کمال پر اس کی ثنا بیان کی جاتی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1410/2)

(8) اللہ تعالیٰ حکیم ہے۔ وہ ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھتا ہے تاکہ اس کائنات کا ہر پرزہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق صحیح

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

انداز میں کام کر سکے۔

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے ظلم کی بنیاد پر مؤاخذہ کرتا تو اس (زمین) پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾

انہیں مہلت دیتا ہے، چنانچہ جب ان کی مدت آجاتی ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں۔'' (61)

سوال 1: گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کی جاتی، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ ... وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا ان کے ظلم کی بنیاد پر مؤاخذہ کرتا تو اس (زمین) پر کسی جان دار کو نہ چھوڑتا'' اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ ان کے گناہوں کے باوجود تحمل سے کام لیتا ہے اور اگر وہ گناہوں پر پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نظر نہ آتا اور انسان کی وجہ سے جانور بھی تباہ کر دیئے جاتے لیکن رب العالمین عیبوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور ایک مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے تاکہ توبہ کا موقع ملے فوراً انہیں پکڑتا ورنہ کوئی بھی زندہ نہ رہے۔ (مختصر ابن کثیر: 977/1)

(2) ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کی نحوست اتنی زیادہ ہے کہ کھیت اور نسلیں ہلاک ہو جاتیں۔ انسان کی وجہ سے جانور بھی برباد ہو جاتے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جان دار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آجائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔'' (فاطر: 45)

(4) ﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا﴾ ''اور آپ کا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے اگر وہ اس کی وجہ سے انہیں پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو یقیناً ان پر جلدی عذاب بھیج دیتا، بلکہ اُن کے وعدے کا ایک وقت ہے جس کے سوا وہ ہرگز کوئی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پناہ گاہ نہیں پائیں گے۔'' (الکہف:58)

(5)﴿وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ﴾ ''لیکن وہ انہیں مہلت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ گناہوں پر فوری سزا نہیں دیتا۔

(6)﴿اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''ایک مقررہ وقت تک'' وہ مقررہ مدت تک مہلت دیتا ہے یعنی قیامت تک۔

(7) یہ ان لوگوں کا مؤاخذہ نہ کرنے کی علت ہے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ‌ؕ وَلَوۡلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الۡعَذَابُ‌ؕ وَلَيَاۡتِيَنَّهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ﴾ ''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب ضرور آجاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا حالانکہ وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے۔'' (العنکبوت:53) ﴿وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ‌ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ﴾ ''اور آپ اللہ تعالیٰ کو ہرگز غافل خیال نہ کریں اس سے جو ظالم کرتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کے لیے ڈھیل دے رہا ہے جس میں نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔'' (ابراہیم:42)

(9)﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ﴾ ''چنانچہ جب ان کی مدت آجاتی ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی نہ پیچھے رہتے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں'' جب ان کا وقت آجائے گا تو انہیں ان کے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

(10) اس لئے جب تک انہیں مہلت کا وقت حاصل ہے، اس سے پہلے کہ وہ وقت آن پہنچے جب کوئی مہلت نہ ہوگی، انہیں ڈر جانا چاہیے۔ (تفسیر سعدی:1411/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نافرمانیوں، کفر اور شرک کے باوجود لوگوں کو کیوں نہیں پکڑتے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کمال درجے کا حلم رکھتا ہے کہ وہ ظلم پر فوری مواخذہ نہیں کرتا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کا تقاضا ہے کہ وہ مہلت دیتا ہے تاکہ لوگوں کے لیے کوئی عذر نہ رہے اور اُن کی اولادوں میں سے ایمان دار لوگ نکل آئیں۔ (3) اللہ تعالیٰ کی صفت حلم اور رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کو مہلت دیں۔

(4) اللہ تعالیٰ توبہ کے لیے مہلت دیتے ہیں تاکہ انسان رب کی طرف لوٹ کر آئیں۔

سوال 3: مہلت ملنے پر انسان کے حالات کیسے ہو جاتے ہیں؟

جواب: (1) مہلت پر انسان غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11

(2) مہلت ملنے پر لوگ اللہ تعالیٰ کی صفت حلم، رحمت، حکمت اور عدل کو نہیں سمجھتے۔

﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ

"اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کرتے ہیں اُسے خود ہی ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک ان کے

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ﴾

لیے بھلائی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً ان کے لئے آگ ہی ہے اور یقیناً وہ اس میں سب سے آگے بھیجے جانے والے ہیں" (62)

سوال 1: مشرک اپنی ناپسندیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَيَجْعَلُوْنَ... مُّفْرَطُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ﴾ "اور جو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کرتے ہیں اُسے خود ہی ناپسند کرتے ہیں"، یعنی مشرک اپنی ناپسندیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(2) یعنی وہ خود یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کا غلام ان کے مال میں حصہ دار ہو لیکن اللہ کے بندوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

(3) وہ خود بیٹیوں کو ناپسند کرتے ہیں اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔

(4) ﴿وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى﴾ "اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ بے شک ان کے لیے بھلائی ہے" مشرکوں کا یہ خیال ہے کہ جب وہ دنیا میں عیش وآرام سے رہتے ہیں تو قیامت آئی بھی تو وہ آخرت میں بھی عیش وآرام سے رہیں گے۔ (5) رب العزت نے واضح فرمایا کہ ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں۔

(6) ﴿لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ﴾ "اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً ان کے لئے آگ ہی ہے اور یقیناً وہ اس میں سب سے آگے بھیجے جانے والے ہیں" اس آیت میں مجرموں کے عقیدے کی تردید ہے کہ انہیں آخرت میں بھی عیش وآرام ملے گا۔ آخرت میں تو ان کے لیے آگ ہی آگ ہے۔ اس دن یہ لوگ بھلا دیئے جائیں۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ﴾ "جن لوگوں نے اپنے دین کو دل لگی اور کھیل بنایا تھا اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا تو آج ہم بھی انہیں بھلائے دیتے ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا کہ وہ ہماری آیات کا انکار کیا کرتے تھے۔" (الاعراف: 51)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: زبان کی کیا اہمیت ہے اور انسانی جسم میں اس کا کیا کردار ہے؟

جواب: (1) زبان تمام اعضاء پر حاکم ہے۔ اگر ٹھیک چلے اور صحیح بات کہے تو تمام اعضاء عافیت میں رہیں گے، لیکن یہ ٹیڑھا پن اختیار کر لے اور لوگوں کو گالیاں دے یا بدشد کہے تو لوگ جوتے ماریں گے یا پٹائی کریں گے تو یہ تو بتیسی میں محفوظ اور بند رہے گی اور دوسرے اعضاء کی پٹائی ہوگی۔

(2) زبان کے کردار پر گہرائی سے غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ اکثر عبادتیں، نیکیاں، بھلائی کی باتیں اور اکثر حقوق العباد اس زبان کے ذریعے ادا ہوتے ہیں۔ مبالغہ نہیں ہوگا اگر یہ کہہ دیا جائے کہ پچھتر فیصد نیکیاں زبان سے ادا ہوتی ہیں اور اتنے ہی فیصد برائیاں زبان کے ذریعے ہوتی ہیں۔ جیسے کلمہ طیبہ، کلمہ شھادت، نماز، ذکر، دعا، استغفار، حج کے احکامات اور دعائیں، سلام کا تبادلہ، سچ بولنا، بات کہنا، وعظ ونصیحت، تلاوت قرآن، انصاف کی بات کرنا اور فیصلہ دینا، اقامت واذان کہنا، نماز پڑھانا، علم پڑھنا اور پڑھانا، شکر کرنا، لوگوں میں صلح کرانا، بیمار کی عیادت اور دعا، اور بہت سے اخلاق وآداب زبان کے وسیلے سے ادا ہوتے ہیں، اسی طرح بہت سی برائیوں کا تعلق بھی زبان سے ہے۔ جیسے کفر کے بول، جھوٹ، جھوٹی گواہی، گالیاں اور بدشد بولنا، لعنت کرنا، غیبت، چغلی، گندے مذاق اور ٹھٹھے، کسی کی بے عزتی کرنا، خوشامد، فحش اور بے حیائی کی باتیں، گناہ کے کاموں کے مشورے، بے ہودہ راگ، طعنہ زنی، عیب جوئی اور کتنے ہی برے اخلاق اور بے حیائی کے کام ہیں جن کا بڑا حصہ زبان ادا کرتی ہے۔

(3) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے جسم کے تمام (ظاہری) اعضاء زبان کے مطیع فرمان بن کر اسے کہتے ہیں'' تو ہمارے (حقوق کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر، پس ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی (درست) رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

(4) انسانی زندگی کی تعمیر میں زبان کا کردار بہت اہم ہے۔ لہٰذا اصلاح اور تربیت میں اسے سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے اور وقتاً فوقتاً اس کی نگرانی بھی خوب کرنی چاہیے، ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیٹھے ہوئے اچانک اپنی زبان کو پکڑ کر جھٹکے دیئے۔ اس وقت سیدنا عمر کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے اچانک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی زبان پکڑ کر جھٹکے دیتے دیکھا تو کہا: مَہ مَہ (اسے چھوڑ دو، اسے چھوڑ دو) اس پر انہوں نے کہا کہ اس نے تو مجھے ہلاکت کی جگہ پر پہنچایا ہے، یہ واقعہ سیدنا ابوبکر کی زبان پر نگرانی، جائزہ اور ہلکی پھلکی سزا کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی زبان پر اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح کنٹرول کرنا اور اسے اپنے قابو میں رکھنا چاہیے۔

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بات کرتا ہے، اس کی طرف اس کی توجہ بھی نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے کئی درجے بلند فرما دیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی بات کرتا ہے جس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔'' (صحیح بخاری:6478)

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

''اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

کو خوش نما بنا دیا، چنانچہ وہی آج ان کا سرپرست ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے'' (63)

سوال: پہلے لوگوں کے حالات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تسلی دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿تَاللّٰهِ ۔۔۔ اَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی بہت سی اُمتوں کی طرف ہم نے رسول بھیجے'' اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ ہم نے پہلی قوموں کی طرف بھی رسول بھیجے تھے۔ انہوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی مخالفت پر دل میں میل نہ لائیں۔

(2) ﴿فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ﴾ ''پھر شیطان نے ان کے لیے ان کے اعمال کو خوش نما بنا دیا'' یعنی رسولوں کی مخالفت پر مشرکوں کو شیطان نے ابھارا۔

(3) پس انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور انہوں نے یہ باطل گمان کیا کہ وہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہی حق اور ہر دکھ سے نجات دینے والا ہے اور جس راستے کی طرف انبیاء و رسل بلاتے ہیں وہ اس کے برعکس ہے۔ (تفسیر سعدی:1412/2)

(4) ﴿فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ﴾ ''چنانچہ وہی آج ان کا سرپرست ہے۔'' اس آیت میں ''الیوم'' سے مراد قیامت کا دن بھی لیا جا سکتا ہے۔ (تیسیر القرآن:528/2) (5) شیطان دنیا میں بھی ان کا دوست ہے اور قیامت کے دن بھی ہوگا۔

(6) انہوں نے جب شیطان کی اطاعت کی تو اسے اپنا دوست بنا لیا۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بَدَلًا﴾ ''تو کیا تم میری بجائے اسے اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے۔'' (الکہف:50)

(8)﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ''اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے'' کیونکہ وہ اللہ رحمان کی دوستی سے منہ موڑ کر شیطان کی دوستی پر راضی ہو گئے۔ بنا بریں وہ رسوا کن عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ (تفسیر سعدی:1412/2)

﴿وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾

''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا ہے اور وہ اُن کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں'' (64)

سوال: قرآن مجید نازل کرنے کی حکمت کی وضاحت ﴿وَمَآ أَنزَلْنَا... يُؤْمِنُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ﴾ ''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر صرف اس لیے نازل کی ہے'' اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نازل کرنے کی حکمت بیان کی ہے۔

(2)﴿إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ ٱلَّذِى ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ﴾ ''تاکہ آپ ان کے لیے اس کی وضاحت کر دیں جس میں انہوں نے اختلاف کیا ہے'' تاکہ آپ توحید، تقدیر، احکام و افعال اور احوال معاد کے بارے میں ان کے اختلافات کے موقع پر ان کے سامنے واضح کر دیں۔ (تفسیر سعدی:1412/2)

(3) یعنی قرآن آپ پر اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کر دیں۔

(4)﴿وَهُدًى﴾ ''اور وہ ہدایت ہے'' قرآن مجید لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ یہ لوگوں کو سعادت اور نجات کے راستے پر لے جاتا ہے۔

(5)﴿وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ ''اور رحمت ہے ان کے لیے جو ایمان لاتے ہیں'' قرآن مجید رحمت ہے جو حاصل کی جا سکتی ہے جب اس قرآن پر عمل کیا جائے اس کے پیش کردہ عقیدے، عبادات، اخلاق اور احکامات پر۔ (ایسر التفاسیر:767)

(6) تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان رکھنے والوں کے لئے کامل ہدایت اور بے پایاں رحمت ہو۔ (تفسیر سعدی:1412/2)

(7) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے وہ خطبہ سنا جو انہوں نے وفاتِ نبوی ﷺ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے دوسرے دن پڑھا تھا جس دن مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر چڑھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے خطبہ پڑھا، پھر کہا: امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے وہ چیز (آخرت) پسند کی جو اس کے پاس تھی اس کے بجائے جو تمہارے پاس تھی یعنی دنیا اور یہ کتاب اللہ موجود ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو دین وسیدھا راستہ بتایا پس اسے تم تھامے رہو تو ہدایت یافتہ رہو گے یعنی اس راستے پر رہو گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بتلایا تھا۔ (بخاری:7269)

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔'' (بخاری:7288)

(9) سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فرشتے نبی ﷺ کے پاس آئے (جبرائیل ومیکائیل) اور آپ سوئے ہوئے تھے ایک نے کہا یہ سوئے ہوئے ہیں، دوسرے نے کہا کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہیں لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انھوں نے کہا کہ تمھارے ان صاحب (آپ سیدنا ﷺ) کی ایک مثال ہے پس ان کی مثال بیان کرو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں دوسرے نے کہا کہ آنکھیں سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا ان کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھایا' اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور دسترخوان سے نہیں کھایا' پھر اس نے کہا اس کی ان کے لیے تفسیر کر دو تا کہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا یہ تو سو رہے ہیں لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے۔ پھر اس نے کہا گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں، پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ (صحیح بخاری:7281)

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس عظیم نصیحت آگئی ہے اور شفا ہے اس کے لیے جو دلوں میں ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔'' (یونس:57)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

”اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اُس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا، بلاشبہ اس میں یقیناً

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾

ان کے لیے نشانی ہے جو سُنتے ہیں“ (65)

ع 8 5 14

سوال: ﴿وَ اللّٰهُ ۔۔۔ يَّسْمَعُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ ”اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اُس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کیا“ الماء یعنی پانی سے مراد بارش کا پانی ہے جو زمین کی زندگی ہے۔ زمین پر بارش برسنے کے بعد نباتات اگتی ہے، زراعت ہوتی ہے۔ اگر زمین پر پانی نہ ہو تو نباتات بھی نہ ہو۔ (ایسر التفاسیر: 767)

(2) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ”بلاشبہ اس میں یقیناً“ یعنی آسمان سے بارش کا پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت علم اور رحمت پر واضح دلیل ہے۔

(3) ﴿لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ﴾ ”یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو سُنتے ہیں“ دل ان ہی کے زندہ ہوتے ہیں جو قرآن سنتے ہیں، اس کے معنی میں غور و فکر کرتے ہیں اور زمینوں آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔

(4) یعنی جو دل سے سنتے ہیں نہ کہ محض کانوں سے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ﴾ ”سلامتی اور امن کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ۔“ (الحجر: 46)

﴿وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ

”اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لیے یقیناً ایک سبق ہے ہم تمہیں ان کے پیٹوں کے اندر سے گوبر اور خون کے

لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾

درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے“ (66)

سوال: دودھ خالق کی مہربانی کی نشانی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَ اِنَّ ۔۔۔ لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ﴾ ”اور بلاشبہ چوپایوں میں تمہارے لیے“ یعنی جن کو رب العزت نے آپ کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فائدوں کے لیے مسخر کیا ہے۔(2)﴿لَعِبْرَةً﴾ ''یقیناً ایک سبق ہے'' یعنی سوچنے کا مقام ہے۔

(3) اونٹ، گائے، بکری اور دیگر پالتو جانوروں میں انسان کے لیے خالق کی حکمت وقدرت اور اس کی مہربانی کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:999/1)

(4) ان جانوروں میں تم اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کی واحدانیت اور اس کی عظمت کے دلائل پا سکتے ہو۔

(5) یعنی جانوروں میں قوی دلائل ہیں جو تمہیں جہالت سے علم کی طرف لا سکتے ہیں۔

(6)﴿نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ ''ہم تمہیں ان کے پیٹوں کے اندر سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے حلق سے آسانی سے اترنے والا ہے'' چوپایوں سے ملنے والا خالص اور لذیذ دودھ بھی خالق کی مہربانی کی نشانی ہے۔

(7) چوپایوں سے ملنے والے دودھ میں سبق ہے۔ گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ نکلتا ہے جو انسان کے لیے قیمتی غذا ہے۔ اس میں سبق یہ ہے کہ جو رب گوبر اور خون کے درمیان سے دودھ جیسی چیز نکالتا ہے وہ میرے ناموافق حالات میں سے میرے لیے موافق نتائج ظاہر کر دے گا۔

(8) جانوروں سے تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور وسعت احسان پر استدلال کر سکتے ہو کیونکہ اس نے تمہیں ان مویشیوں کے پیٹ سے (دودھ) پلایا جن کا مادہ گوبر اور خون پر مشتمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گوبر اور خون سے ایسا دودھ نکالا جو ہر قسم کی آلائش سے پاک اور اپنی لذت کی بنا پر پینے والوں کے لئے انتہائی خوش ذائقہ ہے، نیز یہ کہ اس کو پیا جاتا ہے اور اس سے غذا حاصل کی جاتی ہے۔ کیا یہ سب کچھ طبیعی امور کی بجائے قدرت الٰہیہ نہیں ہے؟ اس عالم طبیعیات میں کون سی چیز ہے جو اس چارے کو جسے چوپائے کھاتے ہیں اور اس میٹھے یا کھارے پانی کو جسے یہ چوپائے پیتے ہیں، پینے والوں کے لیے خالص اور لذیذ دودھ میں بدل دیتی ہے؟ (تفسیر سعدی:1413/2)

(9) دودھ پلانے والی مادہ کے جسم میں دودھ تیار کرنے کے اعضاء تو اس کی بلوغت کے وقت نمودار ہو جاتے ہیں جنہیں عرف عام میں پستان کہا جاتا ہے اور دودھ کے بننے میں سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مادہ کے پستان یا دودھ بنانے والی یہ مشینری صرف اس وقت اپنا کام کرتی ہے جب مادہ کو حمل قرار پا جاتا ہے۔ اس سے پہلے اگرچہ پستان موجود ہوتے ہیں مگر وہ کوئی کام نہیں کرتے اور جب حمل قرار پاتا ہے تو یہ مشینری اپنے فطری کام کا آغاز کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ بچے کی پیدائش تک مادہ کا خون دودھ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور نوزائیدہ بچہ کو بروقت اللہ تعالیٰ اس کی خوراک مہیا کر دیتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچہ کو دودھ پینے کا سلیقہ بھی سکھا دیتا ہے اور یہ کام کچھ اس انداز سے سرانجام پاتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قدرتوں، حکمتوں اور مصلحتوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 530/2)

(10) گوبر اور خون کے درمیان سے صاف دودھ کے متعلق سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جانور جو گھاس کھاتا ہے جب وہ اس کے معدے میں جمع ہو جاتی ہے تو معدہ اس کو پکاتا ہے۔ معدہ کے اس عمل سے غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور دودھ الگ ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر خون، پھر قدرت نے یہ کام جگر کے سپرد کیا ہے کہ ان تینوں قسموں کو الگ الگ ان کے مقامات میں تقسیم کر دیتا ہے، خون کو الگ کر کے رگوں میں منتقل کر دیتا ہے اور دودھ کو الگ کر کے جانور کے تھنوں میں پہنچا دیتا ہے اور اب معدہ میں صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے جو گوبر کی صورت نکلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کوئی کھانا کھاؤ تو یہ کہو: ﴿اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ﴾ "یعنی یا اللہ اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور آئندہ اس سے اچھا کھانا نصیب فرما" اور جب دودھ پیو تو یہ کہو: ﴿اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ﴾ "یعنی یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت دیجئے اور زیادہ عطا فرمایئے" اس سے بہتر کا سوال اس لئے نہیں کیا کہ انسانی غذا میں دودھ سے بہتر کوئی دوسری غذا نہیں ہے، اسی لئے قدرت نے ہر انسان وحیوان کی پہلی غذا دودھ ہی بنائی ہے جو ماں کی چھاتیوں سے اسے ملتی ہے۔ (قرطبی)

(11) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو ظاہری نہریں اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں تو نیل اور فرات ہیں اور باطنی نہریں جنت کی دو نہریں ہیں پھر میرے پاس دو تین پیالے لائے گئے۔ ایک پیالے میں دودھ تھا، دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور پیا اس پر مجھ سے کہا گیا کہ تم نے اور تمہاری امت نے اصل فطرت کو پالیا۔" (صحیح بخاری: 5610)

(12) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں سو رہا تھا۔ اسی حالت میں مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے خوب اچھی طرح پی لیا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "علم۔" (صحیح بخاری: 82)

(13) سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اس لیے میں نے آپ کے لیے ایک برتن میں دودھ بھیجا اور نبی ﷺ نے اسے پی لیا۔حمیدی کہتے ہیں کہ کبھی سفیان اس حدیث کو یوں بیان کرتے تھے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا اس لیے ام فضل نے رسول اللہ ﷺ کے لیے دودھ بھیجا۔(صحیح بخاری:5604)

﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ

''اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی جس سے تم نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا رزق بھی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾

،بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں''(67)

سوال 1: کھجوروں اور انگوروں میں بھی نشانی ہے،اس کی وضاحت ﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ...يَّعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ﴾''اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے بھی'' اللہ رب العزت نے بندوں کے لیے جو رزق پیدا کیا اس میں سے خصوصی طور پر یہاں کھجور اور انگور کا ذکر فرمایا ہے جن کو تر و تازہ بھی استعمال کیا جاتا ہے اور ذخیرہ کر کے بھی۔

(2)﴿تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا﴾''جس سے تم نشہ آور چیز بناتے ہو اور اچھا رزق بھی''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:﴿سَكَرًا﴾ سے مراد جس کا پینا حرام ہے اور رزق حسن سے مراد اس کے پھل میں سے جو حلال ہیں۔ (جامع البیان:138/14)(3) یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے،مکہ میں نازل ہوئی۔

(4) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:شراب بناتے ہو جو حرام ہے،اور اور طرح جو کھاتے پیتے ہو وہ حلال ہے۔مثلاً کھجوریں،کشمش وغیرہ اور نبیذ شربت بنا کر،سرکہ بنا کر اور کئی طریقوں سے۔(تفسیر ابن کثیر:787)

(5) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔(صحیح مسلم:5218)

(6) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو جس شخص کو یہ آیات پہنچ جائیں اور اس کے پاس شراب میں سے کچھ موجود ہو تو نہ پیئے اور نہ فروخت کرے۔''(مسلم:4043)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ میں فرمایا، (اے لوگو!) جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اس وقت یہ پانچ چیزوں انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار کی جاتی تھی، (یاد رکھو کہ) شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ (بخاری:5588)

(8) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب اور اس کے پینے والے شخص پر، اور شراب کے پلانے والے پر، اور اس کے فروخت کرنے والے پر، اور اس کے نچڑوانے والے پر، اور نچوڑنے والے پر، اور اس کے اٹھانے والے پر، اور جس شخص کے لیے اٹھائی جائے (غرض سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے)۔'' (مسند احمد:7556)

(9) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی لی پھر توبہ نہ کی تو اس کو آخرت میں شراب (طہور، یعنی جنت کی پاکیزہ شراب) سے محروم کر دیا جائے گا۔'' (بخاری:5575)

(10) ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لیے نشانی ہے جو عقل رکھتے ہیں'' یعنی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو اس کی قدرت کاملہ کو خوب سمجھتے ہیں کیونکہ اس نے درختوں پر ایندھن سے مشابہت رکھنے والی چیزیں پیدا کیں جو ایک لذیذ پھل اور خوش ذائقہ میوہ بن جاتی ہیں۔ اس کی رحمت عام اور بے پایاں ہے جو اس کے تمام بندوں پر سایہ کناں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رحمت کو سب کے لئے آسان کر دیا۔ نیز وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے کیونکہ ان نعمتوں کو عطا کرنے میں وہ یکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1414،1413/2)

سوال 2: پھلوں کی پیداوار سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: پھلوں کی پیداوار سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو رب مٹی اور پانی کو پھل میں بدل سکتا ہے وہ میرے جسم کی مٹی کو، میری روح، میری بے قیمت زندگی کو قدر و قیمت والا بنا سکتا ہے۔

﴿وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ

''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ کچھ پہاڑوں اور کچھ درختوں میں سے گھر بنا

وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ﴾

اور اس میں سے بھی جنہیں وہ چڑھاتے ہیں'' (68)

سوال: شہد کی مکھی میں بھی خالق کی نشانیاں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَ اَوۡحٰی ... یَعۡرِشُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ﴾ ''اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی'' یہاں وحی سے حکم، الہام، ہدایت، ارشاد اور توفیق مراد ہے۔اس کے دل میں یہ بات پیدا کر دی گئی کہ پہاڑوں، درختوں اور بیلوں میں اپنے چھتے بنائے، ان میں رہے سہے اور درختوں اور بیلوں میں بھی۔(مختصر ابن کثیر:999/1)

(2)اس چھوٹی سی شہد کی مکھی میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔یہ چھوٹا سا جانور اپنے اندر تخلیق کے بہت سے راز رکھتا ہے۔(3)اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طریقے سے شہد کی مکھی کی راہ نمائی فرمائی ہے۔

(4)﴿اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ﴾ ''کہ کچھ پہاڑوں اور کچھ درختوں میں سے گھر بنا اور اس میں سے بھی جنہیں وہ چڑھاتے ہیں'' اللہ رب العزت نے شہد کی مکھی کو چھتے بنانے کا حکم دیا ہے۔یہ گھر درختوں، بیلوں اور پہاڑوں میں بنائے جاتے ہیں۔

(5)شہد کی مکھیوں کے چھتے میں زندگی اور ان کا شہد بنانا عمل کے اعتبار سے بے حد دل پسند ہے۔

(6)شہد کی مکھیاں جو چھتہ تعمیر کرتی ہیں اس میں تیس ہزار مکھیاں رہ سکتی ہیں۔وہ مل جل کر کام کرتی ہیں اور اپنے لعاب سے چھتے میں چھوٹے چھوٹے ایک برابر کے خانے بنا لیتی ہیں۔

﴿ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا

''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھاؤ۔پھر اپنے رب کے مسخر کیے ہوئے راستوں پر چلو۔ایک شربت اس کے پیٹ سے نکلتا ہے

شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں،اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے،بلاشبہ اس میں یقیناً ان کے لئے ایک نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں''(69)

سوال1:شہد کی مکھی کو کی گئی وحی کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... ذُلُلًا﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ﴾ ''پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھاؤ'' اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کی راہ نمائی کی ہے۔اس نے پھولوں کا رس چوسنے کے لیے پھلواریوں کے انتظامات کیے۔

(2)﴿فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا﴾ ''پھر اپنے رب کے مسخر کیے ہوئے راستوں پر چلو'' رب العزت نے مکھی کو پھلواریوں کی طرف جانے اور واپس لوٹنے کے لیے وحی کی۔جب مکھی دن میں سورج کی طرف اڑتی ہے تو وہ اپنی صحیح پوزیشن سمجھ جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: شہد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کی وضاحت ﴿يَخْرُجُ ... يَتَفَكَّرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا﴾ ''اس کے پیٹ سے نکلتا ہے'' یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹ سے نکلتا ہے۔

(2) ﴿شَرَابٌ﴾ شربت یعنی شہد۔ یہ شہد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

(3) ﴿مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ﴾ ''جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں'' اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، سرخ، سنہری، سیاہ۔ یہ رنگ زمین اور پھلواریوں کے مطابق ہوتے ہیں۔

(4) ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾ ''اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے'' شہد میں لوگوں کے بہت سے امراض کے لیے شفا رکھی گئی ہے۔ (5) شہد اس شکر سے مل کر بنتا ہے جو گلوکوز یا اس قدرتی شکر سے حاصل ہوتی ہے جو معدنیات مثلاً میگنیشیم، پوٹاشیم، کیلشیم، سوڈیم، سلفر، لوہے اور فاسفیٹ سے حاصل ہوتی ہے۔

(6) شہد میں حراروں کی سطح کم ہوتی ہے اس لیے وزن میں اضافہ نہیں کرتا۔

(7) یہ خون کے اندر تیزی سے حل ہو جاتا ہے۔ (8) یہ خون بنانے میں مدد دیتا ہے۔ (9) یہ خون کو صاف کرتا ہے۔

(10) یہ بیکٹیریا کو جگہ نہیں دیتا۔ (11) شہد معدے کا دوست ہے۔

(12) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں بھلائی ہے تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے اگر وہ مرض کے مطابق ہوں اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کروں گا۔'' (صحیح بخاری: 5683)

(13) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہیں شہد پلا۔'' پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا، وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، انہیں پھر شہد پلا۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔'' (مسلم: 5684)

(14) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ان کے گھر والوں میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کی تعزیت کے لیے عورتیں جمع ہو کر چلی جاتیں اور ان کے گھر والے اور خواص ہی باقی رہ جاتے تو سیدہ ہانڈی میں شہد اور دودھ ملا کر حریرہ پکانے کا حکم دیتیں۔ جب وہ پک جاتا تو ثرید بنایا جاتا۔ پھر ثرید پر یہ دودھ اور شہد کا حریرہ ڈال دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا، پھر فرماتیں اس میں سے کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ''دودھ اور شہد ملا حریرہ مریض کے دل کو خوش کرتا ہے اور رنج اور غم کو دور کرتا ہے۔'' (مسلم:5769)

(15) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو شیرینی اور شہد بہت پسند تھا۔ (صحیح بخاری:5682)

(16) ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ﴾ ''بلاشبہ اس میں'' یقیناً اس شہد کی مکھی میں۔

(17) ﴿لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''یقیناً ان کے لئے ایک نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں'' اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ غور وفکر کرنے والوں کے لیے خالق کی عظمت وقدرت کی تسخیر کی بڑی نشانیاں ہیں۔

(18) شہد کی مکھی کے گھر بنانے میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ اس کے پھولوں کا رس چوسنے جانے کے لیے میلوں کا سفر کرنے میں اور واپس گھر کی طرف لوٹنے کی تعلیم میں، خود شہد میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں اور اس میں بہت سے امراض کی شفا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر کمال درجے کی رحمت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کون ان چیزوں کو بنا سکتا ہے اور ان کی جبلت میں فطری تعلیم رکھ سکتا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ وہ جاننے

ع 9 5 15

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾

کے بعد کچھ نہ جانے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' (70)

سوال 1: انسان بھی مقام عبرت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے'' یہ آیت اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت، اس کے علم، اس کی حکمت، اس کی رحمت کی دلیل ہے جو اس کی عبادت کو لازم کرتی ہے۔

(2) اللہ تبارک وتعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہی ہے جس نے بندوں کو پیدا کیا اور ان کو تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل کیا اور جب وہ اپنی مدت مقررہ پوری کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو وفات دے دیتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2/1414)

(3) اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات کی طرح انسان بھی مقام عبرت ہے۔ اس کی پیدائش، عمر کے مختلف مراحل اور وفات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہیں۔

(4) ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ﴾ ''اور تم میں سے کوئی نکمی عمر کو لوٹا دیا جاتا ہے'' اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جلدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وفات دے دیتا ہے اور کچھ کو بڑھاپے تک پہنچا تا ہے۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ہوش وحواس قائم نہیں رہتے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھراس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الروم:54)

(6) اس عمر میں انسان ظاہری اور باطنی قویٰ کی کمزوری کا شکار ہوجاتا ہے یہاں تک کہ عقل بھی، جو کہ انسان کا جوہر ہے، اس سے متاثر ہوتی ہے، اس کی عقل کی کمزوری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ ان تمام چیزوں کو بھول جاتا ہے جو اسے معلوم تھیں، اس کی عقل بچے کی عقل کی مانند ہوجاتی ہے۔ (تفسیر سعدی:1415,1414/2)

(7) ﴿لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا﴾ ''تاکہ وہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے'' رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ﴾ ''اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اسے ساخت میں الٹ دیتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟'' (یٰس:68)

(8) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: ﴿اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ الْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ﴾ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، ارذل عمر سے (نکمی اور خراب عمر 80 یا 90 سال کے بعد) عذاب قبر سے، دجال کے فتنے سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔'' (بخاری:4707)

(9) نکمی عمر سے محفوظ رہنے کی دعا: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾ ''اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور میں دنیا کے فتنے (یعنی فتنہ دجال) اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (بخاری:6365)

(10) ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت نے تمام اشیاء کا احاطہ کر رکھا ہے۔ یہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کے تحت ہی ہے کہ آدمی تخلیق کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں داخل ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1415,1414/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے، تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق ان پر لوٹا دینے والے

عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾

نہیں ہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ پھر وہ اس میں برابر ہو جائیں تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟'' (71)

سوال 1: آقا اور غلام کسی بات میں برابر نہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ... يَجْحَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) مشرکوں کی جہالت و نادانی کا بیان ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں حالانکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے غلام بھی سمجھتے ہیں، چنانچہ یہ حج کے تلبیہ میں کہا کرتے تھے کہ تیرا کوئی شریک نہیں بجز اس شریک کے جس کا تو ہی مالک ہے اور اس کے مال کا بھی، معلوم ہوا کہ مشرک شریکوں کو اللہ تعالیٰ کا مملوک اور غلام ہی سمجھتے تھے۔ (مختصر ابن کثیر: 1/1001)

(2) یہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور شرک کی قباحت پر دلیل ہے۔

(3) ﴿وَاللّٰهُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ'' یعنی تم مخلوق ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے۔

(4) ﴿فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ﴾ ''تمہیں ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے'' اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق کے معاملے میں مختلف رکھا ہے۔ کسی کو اس نے مال و دولت سے نوازا ہے اور کسی کو مال سے محروم رکھا ہے، کوئی آزاد اور کوئی غلام ہے۔ دنیا میں کوئی کسی چیز کا مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی مالک ہے۔ وہی رزق کے اور سارے فیصلے کرتا ہے۔ کسی سے روکتا اور کسی کو عطا کرتا ہے۔

(5) ﴿فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ﴾ ''تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی وہ اپنا رزق ان پر لوٹا دینے والے نہیں ہیں جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہیں کہ پھر وہ اس میں برابر ہو جائیں'' رب العزت نے فرمایا ہے کہ دیکھو تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہارے غلام روزی میں تمہارے برابر ہو جائیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی عبادت اور تعظیم میں اپنے غلاموں کی برابری کو کیسے برداشت کر سکتا ہے؟

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اُس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کہ تم اُس میں برابر ہو؟ تم ایک دوسرے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈرنے کی طرح اُن سے بھی ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں۔" (الروم:28)

(7) ﴿اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ "تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟" کیا یہ سب سے بڑا ظلم اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

(8) اگر انہوں نے ان نعمتوں کا اقرار کیا ہوتا اور ان کو اس ہستی کی طرف منسوب کیا ہوتا جو اس کی مستحق ہے تو یہ کبھی شرک نہ کرتے۔ (9) اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے مال میں سے دوسروں کے لیے نذریں اور نیازیں نکالتے ہیں اور یوں نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں کمی یا برتری کیوں رکھی جاتی ہے؟

جواب: (1) رزق میں برتری یا رزق میں کمی اتفاقی طور پر نہیں ہوتی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہے۔

(2) رزق میں فرق اللہ تعالیٰ کی گہری حکمت کے مطابق ہے۔ (3) بعض اوقات رزق میں فراوانی آزمائش ہوتی ہے۔

(4) بعض اوقات رزق کی کمی میں حکمت ہوتی ہے۔

(5) ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ﴾ "اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق کشادہ کر دیتا تو وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن وہ ایک اندازے سے نازل کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے، یقیناً وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، خوب دیکھنے والا ہے۔" (الشوریٰ:27)

(6) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک رسالہ لکھا کہ اپنی روزی پر قناعت اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک سے زیادہ امیر رکھا ہے یہ بھی اس کی طرف سے آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ امیر کس طرح شکر الٰہی ادا کرتے ہیں اور جو حقوق دوسروں کے ان پر جناب باری نے مقرر کئے ہیں کہاں تک انہیں ادا کرتے ہیں۔ (ابن کثیر:139/3)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے

وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ

بنائے اور اس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا تو کیا پھر بھی باطل پر وہ ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا

هُمْ يَكْفُرُوْنَ﴾

وہ انکار کرتے ہیں" (72)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: بیویاں، بیٹے اور پوتے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ ۔۔۔ يَكْفُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں'' اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں عطا کیں تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی، بلاشبہ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔'' (الروم: 21)

(2) ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ''وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ وہ اس کی طرف سکون پائے، پھر جب اس نے اس (بیوی) کو ڈھانپ لیا تو اس نے ایک ہلکا سا حمل اٹھا لیا، پھر وہ اس کو لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو ان دونوں نے اللہ تعالیٰ اپنے رب سے دعا کی: ''اگر تو نے ہمیں تندرست بچہ عطا کیا تو ہم ضرور شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔'' (الاعراف: 189)

(3) اگر انسانوں کی بیویاں کسی اور جنس میں ہوتیں تو وہ محبت اور رغبت کیسے ہو سکتی تھی؟

(4) ﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾ ''اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے بنائے'' اللہ تعالیٰ نے دوسرے احسان کا ذکر فرمایا کہ تمہیں بیویوں سے اولاد عطا کی اور ان سے پوتے دیئے تا کہ تمہیں آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہو اور یہ اولاد تمہاری خدمت کرے اور ہر طرح کی خیر خواہی کرے۔ اس جملے میں بیٹوں کے ساتھ پوتوں کا ذکر فرمانے میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس جوڑے بنانے کا اصل مقصد نسل انسانی کی بقاء ہے کہ اولاد پھر اولاد کی اولاد ہوتی ہے تو یہ انسان کی بقاء نوعی کا سامان ہوا۔ (تفسیر معارف القرآن: 377/5)

(5) ﴿وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ ''اور اس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا'' یعنی تمہیں مشروب اور نفیس حلال غذائیں کھانے کو دیں۔ تمہیں کتنی نعمتیں دیں جن کا شمار کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ﴾ ”تو کیا پھر بھی باطل پر وہ ایمان رکھتے ہیں“ باطل سے مراد وہ چیز ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (الاساس:2959/6) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا وہ شرک کرتے ہیں۔ (الدرالمنثور:234/4)

(7) باطل معبود تخلیق، رزق اور تدبیر کسی چیز پر بھی قادر نہیں اور یہ بات ہر اس چیز کو شامل ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے کیونکہ وہ باطل ہے۔ تب مشرکین اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کو کیسے معبود بنا لیتے ہیں؟ (تفسیر سعدی:1416/2)

(8)﴿وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وہ انکار کرتے ہیں“ یعنی انسان بڑا ہی ناشکرا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیوی دیوتاؤں کے نام کرتا ہے۔ کیا یہ سب سے بڑا جرم، سب سے بڑا گناہ، سب سے بڑا ظلم نہیں ہے؟

(9) ابن جریج نے کہا: اللہ تعالیٰ کی نعمت محمد ﷺ پر ہے جس کا مشرک انکار کرتے ہیں۔ (الدرالمنثور:234/4)

سوال 2: انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کیسے کرتے ہیں؟

جواب: (1) انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو غیر اللہ سے منسوب کرتا ہے۔

(2) مشرک اسے بتوں اور دوسری ہستیوں کے نام منسوب کرتے ہیں۔ (3) ملحد اسے فطرت کا نظام قرار دیتے ہیں۔

(4) نعمتوں کی ناشکری خود ساختہ خیالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ

”اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے لیے نہ آسمانوں سے کسی رزق کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے

شَيْئًا وَّ لَا يَسْتَطِيعُونَ﴾

اور نہ وہ کر ہی سکتے ہیں“ (73)

سوال: محسن و خالق کو چھوڑ کر غیر محسن اور مخلوق کی عبادت نہ کی جائے، اس کی وضاحت ﴿وَيَعْبُدُونَ...وَّلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کے سوا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں“ اللہ تعالیٰ ہی محسن ہے، وہی پیدا کرنے والا اور سب کچھ عطا کرنے والا ہے۔ اس کے انسان پر بڑے بڑے احسانات ہیں، وہی اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں پھر بھی مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی اور اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق کی عبادت کرتے ہیں۔

(2)﴿مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا﴾ ”جو ان کے لیے نہ آسمانوں سے کسی رزق کا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین سے" مشرکوں کے بت اور دوسری ہستیاں جن کو وہ پوجتے ہیں ان کو زمین اور آسمان سے ذرا سا رزق بھی نہیں دلا سکتے، نہ وہ زندگی اور موت پر اختیار رکھتے ہیں نہ وہ نفع ونقصان پہنچانے پر۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾ "یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔" (الملک:21)

(4) ﴿قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ "آپ کہہ دیں: کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو دوست بناؤں؟ جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا، آپ کہہ دیں: یقیناً مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا ہوں جو اسلام لائے اور آپ ہرگز مشرکوں میں سے نہ بنیں۔" (الانعام:14)

(5) ﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ﴾ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بے حد رزق دینے والا، طاقت والا، نہایت مضبوط ہے۔" (الذاریات: 58)

(6) ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ "اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟" (فاطر:3)

(7) ﴿وَّلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ﴾ "اور نہ وہ کر ہی سکتے ہیں" (i) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رزق نہیں دے سکتا۔ (ii) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قدرت نہیں رکھ سکتا۔ (iii) اس لیے کسی اور کی عبادت نہیں کی جا سکتی۔

(8) ﴿اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ کی بجائے تم بتوں کی عبادت کرتے ہو اور تم جھوٹ گھڑتے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہیں رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو اللہ تعالیٰ کے پاس سے رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو اسی کی طرف تم واپس لائے جاؤ گے۔" (العنکبوت:17)

﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

"پس تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو" (74)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال1:﴿فَلَا تَضْرِبُوا ...لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ﴾ ''پس تم اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو'' بے شک اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا اور اس کے ہم سر جیسا بھی کوئی نہیں۔ (فتح القدیر:227/3)

(2) انسان اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتا ہے کہ جیسے ہماری اولاد ہے ایسے اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے۔

(3) انسان اللہ تعالیٰ کے سفارشی بناتا ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ جیسے ہمارے یہاں بڑے لوگوں تک پہنچنے کے لیے کچھ سفارشی ہوتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے بھی سفارشی ہوتے ہیں۔

(4)﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے'' یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کی نحوست کو جانتا ہے اور وہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا لیکن آپ لوگ جہالت کی وجہ سے غیروں کو شریک کر رہے ہو۔

(5)﴿وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور تم نہیں جانتے ہو'' تم شرک اور اس کی نحوست کے انجام کو نہیں جانتے۔

(6) پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بلا علم کوئی بات نہ کہیں اور ان مثالوں کو غور سے سنیں جن کو اللہ علیم وخبیر نے بیان کیا ہے۔ (تفسیر سعدی:1417/2)

سوال2: انسان مثالیں کیوں گھڑتا ہے؟

جواب: انسان عقیدے میں خرابی کی وجہ سے مثالیں گھڑتا ہے۔

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

''اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال بیان کی ہے وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص وہ ہے جسے ہم نے

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

اپنی جناب سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا وہ دونوں برابر ہیں؟

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے'' (75)

سوال: کافر اور مومن کی مثال کی وضاحت ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ ...لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے مثال بیان کی ہے'' اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کی مثال بیان کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے فرمایا۔(2)﴿عَبْدًا مَّمْلُوْكًا﴾ ”ایک غلام کی“ جو کسی دوسرے کا غلام ہے۔

(3)﴿لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ ”وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا“ جو مال کا مالک ہے نہ دنیا میں کسی چیز کا۔ وہ نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت والے کام کرتا ہے اور نہ کوئی بھلائی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ کچھ بھی خرچ نہیں کرتا۔

(4)﴿وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا﴾ ”اور ایک شخص وہ ہے جسے ہم نے اپنی جناب سے اچھا رزق دیا ہے تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے“ دوسرا شخص آزاد، دولت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین رزق عطا کیا ہے۔ وہ سخی ہے، بھلائی کے کاموں کو پسند کرتا ہے، کھلے اور چھپے مال خرچ کرتا ہے۔

(5)﴿هَلْ يَسْتَوٗنَ﴾ ”کیا وہ دونوں برابر ہیں“ کیا یہ دونوں غلامی اور آزادی میں برابر ہو سکتے ہیں؟

(6) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور ان میں مساوات ممکن ہے۔ جب یہ دونوں مخلوق ہوتے ہوئے برابر نہیں تو ایک مخلوق اور غلام جو نہ قدرت اور اختیار رکھتا ہے اور ہر اعتبار سے محتاج ہے وہ اس رب کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو سارے جہان کا مالک اور ہر چیز پر قادر ہے؟

(7)﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ”سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے“ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کامل اور خالص حمد ہے۔

(8)﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے“ اکثر لوگ اس حقیقت کا علم نہیں رکھتے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اگر لوگوں کو اس کا علم ہوتا تو وہ شرک کا ارتکاب کبھی نہ کرتے۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ

”اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی، ان میں سے ایک گونگا ہے جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ

وہ جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا، کیا برابر ہے وہ اور جو انصاف کا حکم دیتا ہے

ع 10 6 16

وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

اور وہ سیدھے راستے پر ہے؟“ (76)

سوال: دوسری مثال کی وضاحت ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ... مُّسْتَقِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال بیان کی ہے“ یہ دوسری مثال ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(2)﴿اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ﴾ ''ان میں سے ایک گونگا ہے'' گونگا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہیں سن سکتا۔

(3)﴿لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ﴾ ''جو کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا'' جو کسی کام پر اختیار نہیں رکھتا۔ وہ نہ کسی کی بات سن سکتا ہے کہ جواب دے سکے، نہ کسی سے کچھ کہہ سکتا ہے کہ کچھ کروالے۔ وہ کچھ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

(4)﴿وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ﴾ ''اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے'' وہ اپنے کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ اپنے مالک کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہے۔ اس طرح وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے۔

(5)﴿اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ﴾ ''وہ جہاں بھی اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا'' کیونکہ اسے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ سمجھ نہیں سکتا اور اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتا۔ نہ وہ بات سمجھا سکتا ہے اور نہ اس کی بات سمجھی جاسکتی ہے اس لیے وہ کوئی بھلائی کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ (6)﴿هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ﴾ ''کیا برابر ہے وہ'' یقیناً دو لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

(7)﴿وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''اور وہ جو انصاف کا حکم دیتا ہے اور وہ سیدھے راستے پر ہے'' ایک وہ جو انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کے کام درست ہیں اور دوسرا وہ جو مالک پر بھی بوجھ ہے تو کیا بے نفع اور کامل نفع مند برابر ہو سکتے ہیں؟

(8) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے نہ وہ سن سکتے ہیں، نہ مصالح پر اختیار رکھتے ہیں۔

(9) اگر اللہ تعالیٰ ان کے لیے انتظام نہ کرے۔

(10) اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے شرکاء کے بے حقیقت ہونے کو ثابت کیا ہے۔ گونگے غلام کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ جو کچھ کہنے کی قدرت نہیں رکھتا اور مالک پر بوجھ ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو کہ قادر ہے اور علیم ہے، جو معروف کا حکم دیتا ہے اور منکر سے روکتا ہے؟

(11) اس آیت کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ کافر اور مومن کی مثال ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1003/1)

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ

''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (77)

سوال: غیب اور قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلِلّٰهِ... قَدِيْرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے''یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم رکھنے میں منفرد اور یکتا ہے، پس چھپی ہوئی باطن کی باتیں اور اسرار نہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(تفسیر سعدی:1418/2)

(2)غیب اللہ تعالیٰ کا وہ نظام ہے جو ظاہر نظر آنے والی دنیا کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔غیبی نظام کی حقیقت یہ ہے کہ

(i)غیبی نظام موجود ہے۔(ii)اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔

(iii)انسان غیبی نظام کو نہیں دیکھ سکتا۔

(iv)اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی غیب نہیں ہے۔

(v)آسمان وزمین میں غیبی چیزیں بے شمار ہیں۔ان ہی میں قیامت کا علم بھی ہے۔

(3)﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ﴾''اور قیامت کا معاملہ نہیں''یعنی قیامت بھی اللہ تعالیٰ کے غیب میں سے ہے۔اس گھڑی کا علم بھی اس کے سوا کسی کو نہیں۔کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی۔

(4)﴿اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾''مگر پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے''یعنی قیامت واقع ہونے میں آنکھ جھپکنے جتنا بھی وقت نہیں لگے گا جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ﴾''اور ہمارا حکم ایک ہی بار پلک جھپکنے کی طرح ہوتا ہے۔''(القمر:50)

(5)سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''دو آدمی کپڑا بچھائے سودا بازی کر رہے ہوں گے اور ابھی وہ اس سودا بازی اور کپڑا لپیٹنے سے فارغ نہ ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ لے کر جا رہا ہوگا اور ابھی یہ اسے پینے نہ پائے گا کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی اپنا حوض لیپ پوت رہا ہوگا لیکن ابھی نہ اس میں پانی بھرا جائے گا اور نہ پیا جائے گا کہ قیامت آجائے گی اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور ابھی اس نے وہ منہ میں نہ ڈالا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔''(بخاری:6506)

(6)جب قیامت آئے گی تو مہلت کا وقت ختم ہو جائے گا اور لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر حشر کے میدان کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔

(7)﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے، جو ہر چیز کو شامل ہے، مردوں کو زندہ کرنا کوئی انوکھی بات نہیں۔(تفسیر سعدی:1418/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے اور اس نے تمہارے لیے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر ادا کرو۔'' (78)

سوال 1: کان، آنکھیں اور دل اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ ... تَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تمہیں نکالا'' اللہ تعالیٰ نے یہاں احسان عظیم یاد دلایا ہے کہ اس نے تمہیں ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا۔

(2) ﴿لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا﴾ ''کہ تم کچھ بھی جانتے نہ تھے'' کہ تم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تھے اور نہ کچھ جانتے تھے۔

(3) ﴿وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ﴾ ''اور اس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے'' اللہ تعالیٰ نے تمہیں کان دیے جن سے تم سنتے ہو، آنکھیں دیں جن سے تم دیکھتے ہو اور دل دیے جن سے تم سوچتے سمجھتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اعضاء کا ان کے فضل و شرف کی بنا پر خاص طور پر ذکر کیا ہے، نیز اس خصوصیت کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ تینوں اعضاء ہر علم کی کلید ہیں۔ صرف یہی تین دروازے ہیں جن کے ذریعے سے علم انسان تک پہنچتا ہے ورنہ تمام اعضاء اور تمام ظاہری اور باطنی قویٰ اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو نشوونما دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس حالت کو پہنچ جاتے ہیں جو انسان کے لائق ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس لیے عطا کیا ہے کہ وہ ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ پس جو کوئی ان جوارح کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے علاوہ کہیں اور استعمال کرتا ہے تو یہ جوارح اس کے خلاف حجت ہوں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بدترین رویے سے مقابلہ کرتا ہے۔
(تفسیر سعدی: 1419/2)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ﴾ ''تو کیا وہ زمین میں چلے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھرے نہیں کہ ان کے لیے ایسے دل ہوں جن سے وہ سمجھتے ہوں؟ یا ایسے کان ہوں جن سے وہ سنتے ہوں، پس یقینا آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔'' (الحج:46)

(6) ﴿لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ ''تا کہ تم شکر ادا کرو'' اللہ تعالیٰ نے آنکھیں، کان اور دل، پردہ غیب میں چھپے ہوئے حقائق کے لیے کھڑکیاں بنا دی ہیں تا کہ انسان چھپے ہوئے حقائق کا پتہ پالے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس کرے اور احسان مندی کے جذبے سے دل جھک جائے اور وہ رب کا شکرگزار بن جائے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ﴾ ''کہہ دو وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔'' (الملک:23) اللہ تعالیٰ نے آنکھیں، کان، اور دل اسی لیے دیئے ہیں کہ انسان ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تمام عمر شکر ادا کرتا رہے۔

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔'' (صحیح بخاری:6502)

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور تمہاری بینائی لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہیں یہ (نعمتیں) دلا دے؟ آپ دیکھیں ہم کس طرح آیات کو پھیر پھیر کر لاتے ہیں پھر بھی وہ منہ موڑ لیتے ہیں۔'' (الانعام:46)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10)﴿وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ ''اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں۔'' (سبا:13)

سوال 2: غیب کے تذکرے کے ساتھ ماں کے پیٹ کا ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ماں کا پیٹ بھی ایک غیبی جہان ہے۔ اگر چہ وہ انسان کے بالکل قریب ہوتا ہے لیکن اس میں بچے کی تشکیل کیسے ہوتی ہے، زندگی کہاں سے آتی ہے اس کا انسان کو اپنے محدود علم کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا۔

﴿اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

''کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا بلاشبہ اس میں یقینا

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾

نشانیاں ہیں ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں'' (79)

سوال: فضا میں پرندوں کی تسخیر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ ... يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ﴾ ''کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں'' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی توجہ آسمان کی ہوا میں مسخر پرندوں کی طرف مبذول کروائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھو! پرندے آسمان و زمین کے درمیان کس طرح دو پروں کے ساتھ اڑتے ہیں۔ (المصباح المنیر :580/3)

(2) پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہیئت میں پیدا کیا ہے جو ان کے فضا میں اڑنے کے لیے درست ہے۔ پھر ان کے لیے ہوا کو مسخر کیا، پھر ان کو اڑنے کی قوت اور وہ سب کچھ عطا کیا جس کی وجہ سے وہ اڑنے پر قدرت پاتے ہیں۔

(3)﴿مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا'' فضا میں پرندوں کو اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ۭۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ﴾ ''اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمان کے سوا انہیں کوئی نہیں تھامتا، بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الملک:19)

(4)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ﴾ ''بلاشبہ اس میں یقینا نشانیاں ہیں'' پرندوں کا فضا میں اڑنا اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ممکن ہوا۔ پرندے کے جسم کی بناوٹ سے ہی ہمارے ہوائی جہاز کو نقل کیا گیا ہے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اڑنے کے لیے جو جسم درکار تھا وہی رب نے انہیں عطا کیا۔

(5) پرندے کی پرواز کے لیے ہوا اسی طرح سے عطا کی گئی جیسے کشتی کے چلنے کے لیے سمندر کا پانی۔

(6) پرندوں کے اڑنے کے لیے ہوا کا مسلسل زمین پر قائم رہنا ممکن بنایا گیا۔ اس لیے زمین کے اندر کشش رکھی گئی۔ اس کے بغیر پرندوں کا فضا میں اڑنا ممکن نہ ہوتا۔

(7) ﴿لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ﴾ "ان کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں" اہل ایمان ہی اللہ تعالیٰ کی آیات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ ان میں غور و فکر کرتے ہیں اور کافر اللہ تعالیٰ کی آیات کو غفلت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

(8) پرندوں کے اڑنے میں دراصل اللہ تعالیٰ کا کائنات میں عمل نظر آتا ہے۔ مومن ان کی تخلیق میں پیدا کرنے والے رب کو پالیتا ہے۔ پرندوں کے اڑنے سے یہ یقین ملتا ہے کہ پرندوں کو اڑانے والا رب موجود ہے۔

(9) قرآن مجید ایسے تمام مقامات پر ان محققین فاضلین کا کوئی بھی حصہ نہیں بتاتا، جو حیوانات پر کتابیں لکھتے ہیں، طیور و طیران پر علمی تحقیقات کرتے رہتے ہیں اور پرندوں کی ساخت، ترکیب و عادت کے ماہر فن سمجھے جاتے ہیں۔ ان مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں سمجھنے کی سعادت تو صرف اہل ایمان کے حصہ میں آئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرتے جیسا کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی اس طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔" (ترمذی) (تیسیر القرآن: 539/2)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے رہنے کی جگہ بنادی اور اس نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے ایسے

تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ ۙ وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا وَاَوۡبَارِهَا

گھر بنائے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن ہلکا پاتے ہو اور ان کی اون سے اور ان کے پشم سے

وَاَشۡعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ﴾

اور ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور ایک وقت تک فائدے کی چیزیں بنائیں" (80)

سوال: گھر، کپڑے اور دیگر اسباب بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ...حِيۡنٍ﴾ کی روشنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا﴾ ’’اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کوتمہارے لیے رہنے کی جگہ بنادی‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنی نعمتیں مکمل کر دی ہیں۔ان کو گھر دیئے جس میں وہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر طرح کے فائدے حاصل کرتے ہیں۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے گھر اور بڑے بڑے محل بنائے جو تمہیں گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں، تمہیں، تمہاری اولاد اور تمہارے مال ومتاع کو ٹھکانا مہیا کرتے ہیں۔تم ان گھروں میں، اپنے مختلف اقسام کے فوائد اور مصالح کے لئے کمرے اور بالاخانے بناتے ہو۔ان گھروں میں تمہارے مال ومتاع اور تمہاری عزت وناموس کی حفاظت ہے اور اس قسم کے دیگر فوائد جن کا روز مشاہدہ ہوتا ہے۔(تفسیر سعدی:1421,1420/2)

(3) گھر بنانے کا اصل مقصد قلب وذہن کا سکون ہے۔

(i) اس میں حق تعالیٰ نے انسان کے ’’بیت‘‘ یعنی گھر کو ’’سکن‘‘ فرما کر گھر بنانے کا فلسفہ اور حکمت واضح فرمادی کہ اس کا اصل مقصد جسم اور قلب کا سکون ہے۔عادتاً انسان کا کسب وعمل گھر سے باہر ہوتا ہے جو اس کی حرکت سے وجود میں آتا ہے۔اس کے گھر کا اصلی منشاء یہ ہے کہ جب حرکت وعمل سے تھک جائے تو اس میں جا کر آرام کرے اور سکون حاصل کرے۔اگرچہ بعض اوقات انسان اپنے گھر میں بھی حرکت وعمل میں مشغول رہتا ہے مگر یہ عادتاً کم ہے۔

(ii) اس کے علاوہ سکون اصل میں قلب ودماغ کا سکون ہے جو انسان کو اپنے گھر میں ہی حاصل ہوتا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں سکون ملے۔

(iii) قرآن کریم ہر چیز کی روح اور اصل کو بیان کرتا ہے۔انسان کے گھر کا اصل مقصد اور سب سے بڑی غرض وغایت سکون کو قرار دیا۔اسی طرح ازدواجی زندگی کا اصل مقصد بھی سکون قرار دیا ہے۔جس ازدواجی زندگی سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ اس کے اصلی فائدے سے محروم ہے۔آج کی دنیا میں ان چیزوں میں رسمی اور غیر رسمی تکلفات اور ظاہری زیب و زینت کے سارے سامان جمع کر دیئے مگر سکون قلب وجسم سے قطعاً محروم کر ڈالا۔(تفسیر معارف القرآن:383/5)

(4)﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ﴾ ’’اور اس نے چوپایوں کی کھالوں سے تمہارے لیے بنائے‘‘ یعنی یا تو جانوروں کی کھال سے یا ان پر اگنے والے بالوں سے یا اُون سے تمہارے لیے بنائے۔

(5)﴿بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا﴾ ’’ایسے گھر جنہیں تم ہلکا پاتے ہو‘‘ ایسے گھر جن کا بوجھ سفر میں تمہارے لیے آسان ہو جاتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے۔(6)﴿يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ﴾ ’’اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن‘‘ یعنی وہ سفر میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔‘‘ یہاں گھر بنانا تمہارا مقصد نہیں ہوتا اور اپنے مقام پر یہ خیمے تمہیں موسم کے سرد و گرم اور بارش سے بچاتے ہیں اور تمہارے سامان کو بھی بارشوں سے بچاتے ہیں۔

(7)﴿وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا﴾ ’’اور ان کی اُون سے‘‘ اور ان جانوروں کی اُون سے یعنی بھیڑوں اور اونٹوں کی اُون سے۔

(8)﴿وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ﴾ ’’اور ان کے پشم سے اور ان کے بالوں سے‘‘ یعنی بکریوں اور دوسرے جانوروں کے بالوں سے۔

(9)﴿اَثَاثًا﴾ ’’گھر کا سامان‘‘ اثاث کا لفظ برتنوں، خرجیوں، لباس اور اوپر اوڑھنے والے کپڑوں وغیرہ سب کو شامل ہے۔

(تفسیر سعدی:1421/2)

(10) یعنی جانوروں کی کھالوں، بالوں، اور اون سے تم کپڑے اور گھریلو سامان تیار کرتے ہو۔

(11)﴿وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ﴾ ’’اور ایک وقت تک فائدے کی چیزیں بنائیں‘‘ متاع سے مراد فرش، قالین اور دوسرا سامان ہے لیکن اس میں وہ ساری چیزیں شامل ہیں جو تمتع کی تعریف میں آتی ہیں یعنی خوشی دینے والی۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے جانوروں کا تذکرہ بھی سکون اور اطمینان دلانے والوں کے لحاظ سے کیا ہے۔

(12) یعنی ان چیزوں کو دنیا میں استعمال کر کے ان سے قالین تیار کرتے ہو۔

(13) یہ وہ چیزیں ہیں جن کی صنعت و حرفت سے انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے فائدے اٹھاتے ہیں۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ

’’اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے اُن کے سائے بھی تمہارے لیے بنائے ہیں اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں

سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ الۡحَرَّ وَسَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمۡ بَاۡسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ

بنائیں اور تمہارے لیے قمیضیں بنائیں جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں اور ایسی قمیضیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں۔ اس

نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ﴾

طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ‘‘ (81)

سوال: سائے، پہاڑ اور قمیضیں بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ ...تُسۡلِمُوۡنَ﴾ کی روشنی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے اپنی ان نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے ان کے سائے بھی تمہارے لیے بنائے ہیں'' ظلل سے مراد درختوں، ٹیلوں اور پہاڑوں کے سائے۔

(2)اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سایوں کو پیدا کیا ہے۔اگرچہ ان میں کوئی صنعت نہیں مگر وہ تمہاری زندگی کی ضرورت ہیں۔تم ان درختوں کی چھاؤں اور دیگر سایوں میں آرام کرتے ہو۔

(3)﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا﴾ ''اور پہاڑوں میں تمہارے لیے چھپنے کی جگہیں بنائیں'' یعنی تمہارے لیے غار اور کھوہ بنائے۔یہاں تم اپنے دشمنوں سے اور موسم کے سرد وگرم اور بارش میں پناہ لیتے ہو۔

(4)﴿وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ﴾ ''اور تمہارے لیے قمیضیں بنائیں'' سرابیل سے ''کرتے'' مراد ہیں۔(بخاری: کتاب التفسیر) یعنی تمہارے لیے تمہارے رب نے لباس اور کپڑے بنائے۔

(5)﴿تَقِيْكُمُ الْحَرَّ﴾ ''جو تمہیں گرمی سے بچاتی ہیں'' جو تمہیں گرمی، لو اور گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچاتے ہیں۔

(6)اللہ تعالیٰ نے سردی کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ سورت کے ابتدا میں اصولی نعمتوں کا ذکر ہے اور یہاں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو ان نعمتوں کی تکمیل ہے۔سردی سے بچاؤ ایک بنیادی نعمت اور ضرورت ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورت کی ابتداء میں اس کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔﴿لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ﴾ ''جن میں تمہارے لئے جاڑے کا سامان ہے اور فائدے ہیں'' (النحل:5)(تفسیر سعدی:1421/2)

(7)﴿وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ﴾ ''اور ایسی قمیضیں بھی جو تمہیں جنگ میں بچاتی ہیں'' اس میں سرابیل سے ''زرہیں'' مراد ہیں۔(بخاری کتاب التفسیر)(8)یعنی وہ لباس جو تمہیں جنگ میں کام دیتے ہیں مثلاً لوہے کی زرہیں، خود اور بکتر وغیرہ۔

(9)﴿كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ﴾ ''اس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کرتا ہے'' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ضرورت کی چیزیں عطا کی ہیں اور اتنی نعمتوں سے نوازا ہے جن کا شمار ممکن نہیں۔

(10)﴿لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ﴾ ''تاکہ تم فرماں بردار بن جاؤ'' تاکہ تم ان نعمتوں کو دیکھو تو اپنے رب کا اس بات پر شکر ادا کرو کہ کس طرح اس نے تمہیں اپنے انعامات سے ڈھانپ رکھا ہے۔

(11)اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ایک تو یہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے، دوسرا یہ کہ لباس اس لیے بنائے کہ تم گرمی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لو سے محفوظ رہو اور جنگی لباس یا زرہ بکتر وغیرہ اس لیے بنائے کہ تم دوران جنگ زخمی ہونے سے محفوظ رہ سکو اور اتمام نعمت سے مراد یہاں انسان کی جملہ ضروریات کی تکمیل ہے۔(تیسیر القرآن:540/2)

(12) تب شاید تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرو اور اس کے حکم کی تعمیل کرو اور اس نعمت کو تم اس کے والی اور عطا کرنے والے کی اطاعت میں صرف کرو۔ پس نعمتوں کی کثرت بندوں کی طرف سے ایسے اسباب کی باعث بنتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی حمد و ثنا میں اضافے کا موجب ہیں۔ مگر ظالموں نے تکبر اور عناد ہی کا مظاہرہ کیا۔(تفسیر سعدی:1421/2)

(13) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اور میں رسول اللہ ﷺ جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہ دے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)۔“ (صحیح بخاری:2856)

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾

”پھر اگر یہ منہ موڑیں تو یقیناً آپ کے ذمے واضح پہنچا دینا ہے“ (82)

سوال: پیغمبر کا کام پہنچا دینا ہے، اس کی وضاحت ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا ... الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا﴾ ”پھر اگر یہ منہ موڑیں“ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی آیات کے ذریعے سے تذکیر کے بعد بھی اگر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت سے روگردانی کریں۔(تفسیر سعدی:1421/2)

(2) یعنی وہ اسلام لانے سے اعراض کریں۔(الاساس:2962/6)

(3) ﴿فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ ”تو یقیناً آپ کے ذمے واضح پہنچا دینا ہے“ یعنی اگر ان احسانات کے باوجود وہ حق سے پھر جائیں تو آپ پر اس کا کوئی بار نہیں۔ آپ کا کام تو صاف صاف پہنچا دینا ہے جسے آپ پہنچا چکے۔

(4) ان کی ہدایت و توفیق آپ کے ذمے نہیں ہے بلکہ آپ سے صرف وعظ، تذکیر اور انذار و تحذیر کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جب آپ نے یہ فرض ادا کر دیا تو ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو دیکھ رہے ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی نعمت کو پہچانتے ہیں مگر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ (تفسیر سعدی:1/1421،1422)

(5) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ''اور اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈراؤ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر) آواز دی کہ اے جماعت قریش! یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعے اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ (اگر تم شرک و کفر سے باز نہ آئے تو) اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے لیے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔'' (بخاری:4771)

﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ع 11 7 17

''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں'' (83)

سوال: ﴿يَعْرِفُوْنَ ... الْكٰفِرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا﴾ ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں اور پھر اس کا انکار کرتے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔ یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے جس کا تذکرہ ایک اور مقام پر یوں فرمایا: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب ان ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران:164)

(2) وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں مگر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

(3) ﴿وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ''اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں'' لیکن اکثر لوگ آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ (جامع البیان:14/163)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(4) ان میں کوئی بھلائی نہیں۔ آیات الٰہی کا بار بار آنا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا، کیونکہ ان کی عقل فساد کا اور ان کے مقاصد برائی کا شکار ہیں، وہ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ عناد رکھنے والے، اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ تکبر سے پیش آنے والے کو سزا دے گا۔ (تفسیر سعدی: 1422/2)

(5) وہ یہ جانتے بوجھتے بھی کہ اللہ تعالیٰ ہی یہ تمام نعمتیں دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے اور اس کے ساتھ غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور امداد و روزی غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1006/1)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری میں بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا؟'' (ابراہیم: 28)

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

'اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اُٹھائیں گے پھر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا نہ اجازت دی جائے گی

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾

'اور نہ ہی ان سے معافی کی درخواست کی جائے گی' (84)

سوال: حشر کے دن کافروں کے حالات کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... يُسْتَعْتَبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ﴾ ''اور جس دن'' اللہ رب العزت نے حشر کے دن کافروں کے حال کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے۔

(2) ﴿نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا﴾ ''ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے'' ہر قوم میں سے اللہ تعالیٰ گواہ کھڑا کریں گے یعنی قوم کا نبی اس پر گواہی دے گا کہ اس کی قوم نے کہاں تک نبی کی دعوت قبول کی۔

(3) نبی ان کے اعمال پر گواہی دے گا کہ انہوں نے دعوت پر کہاں تک عمل کیا۔

(4) جو گواہ کھڑا کیا جائے گا وہ سب سے عادل اور پاک ہوگا۔

(5) اس گواہی کے بعد لوگوں کے خلاف فیصلہ مکمل ہو جائے گا۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اُٹھے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور گواہوں کو لایا جائے گا اور اُن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' (الزمر: 69)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7) ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ ”پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔“ (النساء:41)

(8) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کے دن سیدنا نوح علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے) اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کہ کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا؟ نوح عرض کریں گے میں نے پیغام پہنچا دیا تھا' اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا، کیا (نوح علیہ السلام نے) میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے دریافت فرمائے گا، اس کے لئے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم ہے ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو“ اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔“ (بخاری:3339)

(9) آخرت کی گواہی اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس کی بنیاد پر لوگوں کے مستقبل کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(10) ﴿ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ”پھر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا نہ اجازت دی جائے گی“ یعنی کفار کو معذرت پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ان کو اپنے مؤقف کے بطلان کے معلوم ہونے کے بعد ان کا عذر، محض جھوٹا عذر ہوگا، جو ان کو کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اگر وہ دنیا میں واپس جانا چاہیں گے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی تلافی کر سکیں تو انہیں واپس جانے کی اجازت ملے گی نہ ان سے ناراضی کو دور کیا جائے گا بلکہ جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے تو ان کو جلدی سے عذاب میں دھکیل دیا جائے گا، وہ عذاب جس میں کوئی تخفیف کی جائے گی نہ ان کو کوئی ڈھیل دی جائے گی اور نہ مہلت، کیونکہ ان کے دامن میں کوئی نیکی نہ ہوگی۔ (تفسیر سعدی:1423،1422/2)

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ﴾ ”یہ دن ہے جس میں وہ کچھ نہیں بولیں گے۔“ (المرسلات:35)

(12) ﴿وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ﴾ ”اور نہ ہی ان سے معافی کی درخواست کی جائے گی“ انہیں مہلت نہیں دی جائے گی، نہ ہی توبہ کا کوئی موقع ہوگا۔ ان کے اعمال کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیں گے اور نادم ہوں گے۔

﴿وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ﴾

”اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے“ (85)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: عذاب میں پکڑے جانے کے بعد کوئی مہلت اور تخفیف نہ ہوگی، اس کی وضاحت ﴿وَإِذَا ... يُنظَرُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ﴾ "اور جب وہ لوگ عذاب دیکھیں گے جنھوں نے ظلم کیا" یعنی جب مشرک عذاب میں پکڑے جائیں گے۔

(2) ﴿فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ﴾ "تو ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا" ان کے عذاب میں ذرا برابر کمی نہ ہوگی۔

(3) اس کا مطلب یہ ہے کہ (i) عذاب میں کوئی وقفہ نہیں آئے گا۔ (ii) عذاب مسلسل ہوگا۔

(4) ﴿وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ﴾ "اور نہ وہ کوئی مہلت دیے جائیں گے" انہیں عذاب میں مبتلا کرنے کے بعد مہلت نہیں دی جائے گی۔ ان کے دامن میں کوئی نیکی نہیں ہوگی اس لئے وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٣٦) يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ﴾ "یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اگر واقعتا ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ ہوتا کہ وہ اس کو قیامت کے دن کے عذاب سے فدیے میں دے دیں تو ان سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ وہ ارادہ کریں گے کہ آگ سے نکل جائیں حالانکہ وہ اس سے ہرگز نکلنے والے نہیں ہوں گے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ (المائدہ: 37,36)

(6) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (٦٤) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٦٥) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، ہمیشہ ہمیشہ، نہ وہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی کوئی مددگار۔ جس دن اُن کے چہرے آگ میں اُلٹائے پلٹائے جائیں گے وہ کہیں گے: "اے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی!" (الاحزاب: 64-66)

﴿وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا

"اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنھیں ہم

مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ﴾

تیرے سوا پکارا کرتے تھے چنانچہ وہ (شریک) یہ بات ان پر ہی ڈال دیں گے کہ بلاشبہ تم جھوٹے ہو" (86)

الثالثة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: مشرکین کے معبود عین ضرورت کے وقت ان سے اظہار براءت کردیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَإِذَا ... لَكَٰذِبُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرکین کے معبود اس وقت ان سے براءت کا اظہار کردیں گے جبکہ انہیں ان کی شدید ضرورت ہوگی۔ (المصباح المنیر :583/3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ﴾ ''اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے'' یعنی قیامت کے دن جب مشرک اپنے خودساختہ شریکوں کو دیکھیں گے۔

(2) ﴿قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِن دُونِكَ﴾ ''تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! یہی ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے'' مشرک قیامت کے دن اپنے شریکوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ اے اللہ! یہ ہیں ہمارے وہ دیوتا جن کی ہم دنیا میں عبادت کرتے تھے اور ہم نے آپ کو چھوڑ دیا تھا۔

(3) مشرکوں کا باطل ہونا خود ان پر واضح ہوجائے گا۔ ان کے لئے انکار کے امکانات ہی ختم ہوجائیں گے۔

(4) ﴿فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ﴾ ''چنانچہ وہ (شریک) یہ بات ان پر ہی ڈال دیں گے'' خودساختہ معبود ان کی تردید کریں گے۔

(5) ﴿إِنَّكُمْ لَكَٰذِبُونَ﴾ ''بلاشبہ تم جھوٹے ہو'' کیونکہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہماری بھی عبادت کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے تمہیں عبادت کا حکم دیا تھا نہ ہم نے کبھی الوہیت کے استحقاق کا دعویٰ کیا تھا، اس لئے اپنے آپ کو کوسو۔ تب اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے شرک کو تسلیم کرلیں گے اور اس کے فیصلے کے سامنے جھک جائیں گے اور انہیں معلوم ہوجائے گا کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں۔ (تفسیر سعدی:1423/2)

(6) اس بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا (٨١) كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنائے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے باعث عزت ہو۔ ہرگز نہیں! جلد ہی وہ ان کی عبادت کا انکار کردیں گے اور وہ ان کے خلاف مدمقابل ہوجائیں گے۔'' (مریم:82,81)

﴿وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس دن فرماں بردار ہونا پیش کریں گے اور وہ سب ان سے کھو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' (87)

سوال: قیامت کے روز سب اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہوجائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَأَلْقَوْا ... يَفْتَرُونَ﴾ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اُس دن فرماں بردار ہونا پیش کریں گے'' اس وقت مشرک اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بن جائیں گے۔حشر کے میدان میں اطاعت کا یہ اقرار اس اعتبار سے ہوگا کہ مشرکین کے ہاتھ اپنی جھوٹی باتوں میں سے کچھ بھی نہیں آئے گا۔مشرکین اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی اور پر اعتماد نہیں کر سکیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت کا اقرار کریں گے۔

(2) قیامت کے روز سب اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہو جائیں گے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی نہیں کرے گا۔رب العزت نے فرمایا:﴿اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''کس قدر سننے والے ہوں گے وہ اور کس قدر دیکھنے والے، جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے، لیکن آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔'' (مریم:38)

(3)﴿وَلَوْ تَرٰى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾ ''اور کاش آپ دیکھیں جب مجرم اپنے رب کے پاس سر جھکائے ہوں گے، اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا چنانچہ ہمیں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے بلاشبہ ہم یقین کرنے والے ہیں۔'' (السجدہ:12)

(4)﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ ''اور وہ سب ان سے کھو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے'' اس دن مشرکوں کے معبودان سے گم ہو جائیں گے، وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہوں گے۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ﴾ ''اور ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھینچ لائیں گے پھر ہم کہیں گے کہ اپنی دلیل لاؤ تو وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور وہ بھی اُن سے گم ہو جائے گا جو وہ گھڑا کرتے تھے۔'' (القصص:75)

﴿اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

''جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ہم اُن کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ﴾

اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے'' (88)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: فسادی کافروں کے عذاب میں اضافہ ہوگا، اس کی وضاحت ﴿اَلَّذِیْنَ ... یُفْسِدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟
جواب: (1) جو لوگ خود کفر کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہیں، ایسے لوگوں کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔
(2) ﴿اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾ ''جن لوگوں نے کفر کیا'' جن لوگوں نے اے محمد ﷺ! آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کو جھٹلایا وہ اپنے رب کے ہاں کس حال میں لائے جائیں گے۔ (جامع البیان:165/14)
(3) ﴿وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا'' انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے سے روکا۔ (جامع البیان:165/14) (4) اس سے مراد ہے کہ مسجد حرام سے روکا، کتاب سے روکا۔ (تفسیر فتح القدیر:235)
(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَهُمْ یَنْهَوْنَ عَنْهُ وَیَنْـَٔوْنَ عَنْهُ وَاِنْ یُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور وہ اس سے لوگوں کو روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور ہی رہتے ہیں اور اپنی جانوں کے سوا وہ کسی کو ہلاک نہیں کر رہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔'' (الانعام:26)
(6) مشرک لوگوں کو حق سے روکتے ہیں، گمراہی کی دعوت دیتے ہیں، خود بھی بھٹکے ہیں اور لوگوں کو بھی بھٹکاتے ہیں۔
(7) ﴿زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ﴾ ''ہم اُن کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کریں گے'' (i) جو لوگ خود گمراہ ہوئے لیکن اُنہوں نے دوسروں کو گمراہ نہیں کیا اُن کے لئے اُن لوگوں کے مقابلے میں ہلکا عذاب ہوگا جنہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہوگا۔ (ii) گمراہوں کے قائدین کے لئے عذاب پر عذاب میں اضافہ ہوگا کیونکہ وہ گمراہی کی قیادت کرتے رہے۔
(8) اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن دہرا عذاب دے گا، ایک تو ان کے کفر کی وجہ سے اور دوسرا اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو گمراہ کرتے رہے۔ (تیسیر الرحمن:780/1)
(9) یہ آیت دلیل ہے کہ جہنم میں کافروں کے عذاب کے درجات ہوں گے، جس طرح جنت میں مومنوں کے درجات اور مقامات ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن:781/1)
(10) ﴿بِمَا كَانُوْا یُفْسِدُوْنَ﴾ ''اس کے بدلے جو وہ فساد کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں مجرموں کے انجام کا ذکر فرماتا ہے کہ انہوں نے کفر کیا، آیات الٰہی کی تکذیب کی، انبیاء و رسل کے خلاف جنگ کی، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور گمراہی کے داعی بن گئے، اس لئے وہ کئی گنا عذاب کے مستحق قرار پائے، جس طرح ان کا جرم کئی گنا ہے اور جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد برپا کیا۔ (تفسیر سعدی:1424،1423/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا

''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اُٹھائیں گے اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے

عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے جو کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے

ع 12 6 18

وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾

ہدایت، رحمت اور بشارت ہے'' (89)

سوال 1: ہر نبی روز قیامت اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا، اس کی وضاحت ﴿وَيَوْمَ ... هَٰؤُلَاءِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ﴾ ''اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ان پر ایک گواہ ان ہی میں سے اُٹھائیں گے'' اللہ رب العزت نے حشر کے میدان میں ہر امت میں سے گواہ لانے کا ذکر کیا ہے۔ روز قیامت ہر نبی اپنی امت کے بارے میں گواہی دے گا۔

(2) ﴿وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ﴾ ''اور ان لوگوں پر آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے'' نبی ﷺ کی شان کا بیان ہے کہ آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

(3) یعنی آپ ﷺ اپنی امت کی برائی اور بھلائی پر گواہ ہوں گے۔ ہر رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کیونکہ وہ اپنی امت کے بارے میں دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہے۔

(4) اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ ''اور اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین اُمّت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔'' (البقرہ:143)

(5) ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ ''پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان پر گواہ لائیں گے۔'' (النساء:41)

(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا: رسول اللہ ﷺ کو میں پڑھ کر سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔'' چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو سورہ النساء سنانی شروع کی۔ جب میں ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری: 4582)

سوال 2: قرآن مجید میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے، اس کی وضاحت ﴿وَنَزَّلْنَا ... لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ﴾ ''اور ہم نے یہ کتاب آپ پر نازل کی ہے'' یعنی محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا جس کی تبلیغ آپ پر فرض کر دی گئی تھی۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ﴾ ''یقیناً جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو ایک اچھے انجام تک ضرور واپس لانے والا ہے۔'' (القصص: 85)

(2) ﴿تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ''جو کہ ہر چیز کا واضح بیان ہے'' جس میں ہر مفید علم موجود ہے، حلال و حرام کی تفصیلات بھی، قوموں کے واقعات بھی، دین کے اصول و فروع بھی اور ہر چیز جس کے بندے محتاج ہیں اس کتاب میں واضح الفاظ و معانی کے ساتھ مکمل طور پر بیان کر دی گئی ہے اور ہر اس چیز کی تفصیل موجود ہے جس سے انہیں روکا گیا۔ اس لئے قرآن تمام انسانوں پر حجت ہے۔ اب جن لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا، قرآن ان کے لئے راہ نما بن گیا۔ وہ اس سے راہ نمائی حاصل کرتے ہیں۔

(3) ﴿وَّهُدًى﴾ ''اور ہدایت'' قرآن مجید کا نفع مند علم اور عمل صالح کی راہ نمائی ہدایت ہے کیونکہ دنیا اور آخرت کا ثواب اسی علم اور عمل صالح کے ساتھ متعلق ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى﴾ ''آپ کہہ دیں کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں یہ (قرآن) ان کے لئے ہدایت اور شفا ہے، اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے یہ اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ اُن کے حق میں اندھا پن ہے۔'' (حم السجدہ: 44)

(4) ﴿وَّرَحْمَةً﴾ ''اور رحمت'' قرآن ان کے لئے رحمت ہے جو اس کے ذریعے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کرتے ہیں۔ دنیا اور آخرت کا بدلہ، دل کی اصلاح اور اس کے اطمینان کے ساتھ ہی متعلق ہے جو رحمت ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا﴾ ''اور ہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس قرآن میں سے تھوڑا تھوڑا نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور جو ظالموں کو خسارے کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کرتا۔'' (بنی اسرائیل:82)

(5) ﴿وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لئے'' یہ کتاب دلوں میں نور ہدایت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور بشارت ہے۔ (مختصر ابن کثیر:1008/16)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَإِذَا مَآ أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۱۲۴) وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ﴾ ''اور جب بھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تم میں سے کس کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا؟ چنانچہ جو لوگ ایمان لائے، سو ان کو ایمان میں اس نے زیادہ کیا ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوتے ہیں لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے تو اس نے ان کو گندگی میں اور گندگی کے ساتھ زیادہ کر دیا اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔'' (التوبہ:124،125)

(7) قرآن عظیم کے معانی کے مطابق، جو کہ بلند ترین معانی ہیں، تربیت کے بغیر عقل کی تکمیل نہیں ہوتی۔ اس کے معانی کے مطابق تربیت کے بغیر اعمال کریمہ، اخلاق فاضلہ، رزق کشادہ، قول و فعل کے ذریعے سے دشمنوں پر فتح و نصرت، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی عزت و اکرام والی جنت حاصل نہیں ہوتی جس میں ہمیشہ رہنے والی ایسی ایسی نعمتیں ہیں جن کو رب رحیم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر سعدی:1424/2،1425)

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ

''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور رشتے داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور وہ بے حیائی اور برائی اور زیادتی سے روکتا ہے،

وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾

وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو'' (90)

سوال 1: اس آیت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عظیم آیت ﴿الله لا اله الا هو الحی القیوم﴾ ہے۔ (آل عمران:2) اور وہ آیت جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں خیر و شر کی جمیع ہے وہ النحل کی یہ آیت ہے۔ (فتح القدیر:238/)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سوال 2: عدل اور احسان کے حکم کی وضاحت ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا حکم دیتا ہے'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس عدل کا حکم دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بارے میں عدل اور بندوں کے حقوق کے بارے میں عدل کو شامل ہے۔ عدل یہ ہے کہ تمام حقوق کو پوری طرح ادا کیا جائے۔ بندہ مالی، بدنی اور ان دونوں پر مبنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کئے ہیں۔ مخلوق کے ساتھ کامل انصاف پر مبنی معاملہ کیا جائے۔ پس ہر ولی اپنی ولایت کے تحت آنے والے ہر معاملے میں عدل وانصاف سے کام لے، خواہ یہ ولایت امامت کبریٰ (خلافت وامارت) یا ولایت قضا، یا خلیفہ کی نیابت یا قاضی کی نیابت ہو، اس معاملے میں سب برابر ہیں۔ عدل وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کے توسط سے اہل ایمان پر فرض کیا ہے اور عدل کے راستے پر گامزن رہنے کا حکم دیا ہے۔ معاملات میں عدل یہ ہے کہ خرید وفروخت اور تمام معاوضات میں آپ لوگوں کے ساتھ اس طرح معاملہ کریں کہ آپ کے ذمہ جو کچھ ہے اسے پوری طرح ادا کریں۔ آپ ان کے حق میں کمی کریں نہ دھوکہ دیں نہ ان کے ساتھ فریب کاری کریں اور نہ ان پر ظلم کریں۔ عدل کرنا فرض ہے۔ (تفسیر سعدی: 1426,1425/2)

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدل توحید ہے۔ (تفسیر ابی السعود: 88/4)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ ''اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔'' (المائدہ: 8)

(4) ﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ ''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔'' (النساء: 58)

(5) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصاف کرنے والے رحمان کے دائیں جانب، اللہ تعالیٰ کے نزدیک، نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دائیں ہاتھ ہیں یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی رعایا اور اہل وعیال میں عدل وانصاف کرتے ہوں گے۔'' (مسلم: 4721)

(6) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ عدل کہنا ہے۔'' (ترمذی: 2174)

(7) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے بدن کے (تین سو ساٹھ جوڑوں میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے) ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ واجب ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔'' (بخاری:2707،مسلم:1009)

(8) عدل کی وجہ سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔

(9)(i) اللہ تعالیٰ ایسا عدل چاہتے ہیں جو امیر اور غریب کے لیے یکساں ہو۔

(ii) ایسا عدل جو دوست اور دشمن کے لیے یکساں ہو۔

(iii) ایسا عدل جو اپنے اور پرائے کے لیے یکساں ہو۔

(iv) ایسا عدل جو کمزور اور طاقت ور کے لیے یکساں ہو۔

(v) ایسا عدل جو بغض اور محبت سے متاثر نہ ہو۔

(vi) ایسا عدل جو کسی خواہش سے متاثر نہ ہو۔

(vii) ایسا عدل جس میں سب کے لیے ایک معیار، ایک پیمانہ ہو۔

(10) ﴿وَالْاِحْسَانِ﴾ ''اور احسان کا'' احسان سے پیش آنا فضیلت اور مستحب ہے، مثلاً لوگوں کو مال، بدن، علم اور دیگر مختلف قسم کی منفعتوں کے ذریعے سے فائدہ پہنچانا حتیٰ کہ اس جانور کے ساتھ احسان کرنا بھی اس میں داخل ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے یا نہیں کھایا جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1426/2) (11) احسان کے معنی تفضّل کے ہیں۔

(12) احسان عدل سے زائد ہے۔ (13) احسان کے اصلی لغوی معنی اچھا کرنے کے ہیں۔

(14) امام قرطبی نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو اس کی خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوئی ہو وہ کتنی ہی عبادت کرے محسنین میں شمار نہیں ہوگا۔ (تفسیر معارف القرآن:391،390/5)

(15) عبادات میں احسان کی وضاحت حدیث جبرائیل سے ہوتی ہے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں احسان کے بارے میں بتایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔'' (صحیح مسلم:93)

(16) ﴿وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اور احسان کرو یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (البقرہ:195)

(17) ﴿وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''اور احسان کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ اور زمین میں فساد کے طلب گار نہ بنو۔'' (القصص:77)

(18) ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔'' (النحل:128)

(19) سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ہیں جن کے لیے دوگنا اجر ہے۔ ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ تعالیٰ (دونوں) کا حق ادا کرے اور (تیسرے) وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے، تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے۔'' (صحیح بخاری:97، صحیح مسلم 5055)

(20) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص راستے میں محوِ سفر تھا، اس کو سخت پیاس لگ رہی تھی۔ اس نے (راستے میں) ایک کنواں دیکھا تو اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک کتا پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے اپنے دل میں سوچا، اس کتے کو بھی پیاس سے ویسی ہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جیسی مجھ پر گزری ہے۔ چنانچہ وہ پھر سے کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر منہ میں اس کو پکڑ کر اوپر چڑھا اور یوں اس نے کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔'' لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! کیا ہم کو جانوروں پر رحم کرنے میں بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہر تازہ کلیجے والے (پر احسان کرنے) میں ثواب ملے گا۔'' (بخاری:6009)

سوال 2: احسان کے معاشرتی زندگی پر کیا اثرات ہوتے ہیں؟

جواب: (1) احسان کی وجہ سے معاشرے میں خوش گواریت پیدا ہوتی ہے۔

(2) احسان کی وجہ سے معاشرے کے افراد کے درمیان اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔

(3) احسان کی وجہ سے لوگوں میں فدا ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(4) احسان کی وجہ سے دلوں کی دشمنیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ (5) احسان کی وجہ سے انسان کے کریمانہ اخلاق کا اظہار ہوتا ہے۔

(6) جس معاشرہ میں عدل قائم ہوگا اس میں ایک دوسرے کے حقوق غصب نہیں ہوتے تاہم کچھ کشمکش ضرور باقی رہتی ہے۔ لیکن جس معاشرے میں احسان رواج پا جائے یا الفاظ دیگر ہر شخص اپنے حق سے کچھ کم پر قانع ہو جائے تو ایسے معاشرہ میں نزاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس میں محبت، الفت اور اخوت جیسی بلند اقدار فروغ پانے لگتی ہیں۔ نیز ان دونوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ کا اطلاق عقائد، اعمال، عبادت، اخلاق، معاملات اور جذبات سب باتوں پر ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 545/2)

سوال 3: صلہ رحمی کے حکم کی وضاحت ﴿وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ ''اور رشتے داروں کو دینے کا (حکم دیتا ہے)'' رشتے داروں کو دینے سے مراد یہ ہے کہ جیسے اپنی اولاد کی ضروریات پر انسان کا دل تڑپتا ہے ایسے ہی والہانہ انداز میں رشتے داروں کے لیے بھی دل تڑپے۔

(2) اس سے مراد رشتے داروں پر خرچ کرنا ہے۔ (3) اس سے مراد صلہ رحمی ہے۔

(4) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے مال پر صرف اپنا اور اپنے گھر والوں کا حق نہ سمجھے بلکہ رشتے داروں کے حقوق ادا کرنے کو وہ اپنی ذمہ داریوں میں شامل کر لے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے قرابت داروں کو عطا کرنے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اگرچہ وہ (احسان کرنے کے) عمومی حکم میں داخل ہیں۔ کیونکہ ان کا حق موکد ہے، ان کے ساتھ صلہ رحمی اور نیکی متعین ہے اور صلہ رحمی کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس حکم میں، قریب اور دور کے تمام رشتہ دار داخل ہیں مگر جو رشتہ میں زیادہ قریب ہے وہ صلہ رحمی اور حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ (تفسیر سعدی: 1426/2)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا﴾ ''اور رشتے دار کو اُس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی اور تم بے جا خرچ نہ کرو، بے جا خرچ کرنا۔'' (بنی اسرائیل: 26)

(7) ﴿فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''چنانچہ رشتے دار کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دے دو اُن لوگوں کے لئے یہی بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (الروم: 38)

(8) ﴿وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰي حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى﴾ ''اور مال دے اس کی محبت کے باوجود رشتے داروں کو۔'' (البقرۃ: 177)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا یہاں تک کہ جب اُن سے فارغ ہوئے تو رشتہ داری نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یہ رشتہ توڑنے سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جی ہاں! کیا تُو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ میں تجھے ملانے والوں کے ساتھ مل جاؤں اور تجھے توڑنے والے سے میں دور ہو جاؤں۔ (رشتہ داری نے) عرض کیا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرے لیے (ایسا ہی فیصلہ ہے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کرو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿22﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ (٢٣) أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ ''پھر بلاشبہ تم سے توقع ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو تم زمین میں فساد برپا کردو گے اور اپنے رشتوں کو توڑ دو گے۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے پس اُنہیں بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے تالے ہیں؟'' (محمد:22-24)(مسلم:6518)

(10) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رشتہ داری عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جس نے مجھے توڑا اللہ تعالیٰ اُس سے دور ہوگا۔'' (مسلم:6519)

(11) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رشتہ داری توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (مسلم:6521)

(12) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو یہ بات پسند ہو کہ اس پر اس کا رزق کشادہ کیا جائے یا اس کے مرنے کے بعد اس کو یاد رکھا جائے تو چاہیے کہ وہ اپنی رشتہ داری کو جوڑے۔'' (مسلم:6523)

(13) سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے علی الاعلان فرمایا: میرا خاندان میرا دوست نہیں، میرا دوست اللہ تعالیٰ اور ایمان دار لوگ ہیں (دوسری روایت میں ہے) لیکن ان سے میری قرابت داری ہے جسے میں قائم رکھوں گا۔ (جمع الفوائد کتاب البر)

سوال 4: بے حیائی، برائی اور زیادتی کی ممانعت کی وضاحت ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ﴾ ''اور بے حیائی سے روکتا ہے'' (الفحشاء) ہر اس بڑے گناہ کو کہتے ہیں جس کو شریعت اور فطرت سلیم برا سمجھتی ہو، مثلاً شرک، قتل ناحق، زنا، چوری، خود پسندی، تکبر اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حقارت سے پیش آنا وغیرہ۔ (تفسیر سعدی:1426/2)

(2) ﴿فَحْشَاءِ﴾ سے مراد بے حیائی کے کام ہیں۔ (3) اس سے مراد کھلی ہوئی اخلاقی بُرائیاں ہیں۔

(4) اس سے مراد ہر وہ بات ہے جو انسان حد سے بڑھ کر کرے۔

(5) ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾ ''اور بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، ان میں سے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں۔'' (الانعام:151)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے جو اس سے ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق ظلم کو۔'' (الاعراف:33)

(7)﴿وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ﴾ ''اور تم گناہ کے ظاہر کو بھی چھوڑ دو اور اس کے باطن کو بھی، یقیناً جو لوگ گناہ کما رہے ہیں یقیناً انہیں اس کا جلد بدلہ دیا جائے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (الانعام:120) (8) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فحشاء سے مراد زنا ہے۔ (جامع البیان:168/14)

(9) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا﴾ ''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً وہ ہمیشہ سے بڑی بے حیائی ہے اور برا راستہ ہے۔'' (بنی اسرائیل:32)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابن آدم پر اس کے زنا سے حصہ لکھ دیا گیا ہے۔ وہ لامحالہ اسے ملے گا۔ پس آنکھوں کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے اور کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے اور ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل تمنا رکھتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔'' (مسلم:6754)

(11) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔'' (بخاری:5220)

(12) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن نہ تو طعنہ دینے والا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو ہوتا ہے۔'' (ترمذی:1977)

(13) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیا ایمان کا ٹکڑا ہے اور ایمان کا انجام جنت ہے اور بے حیائی ظلم ہے اور ظلم کا انجام دوزخ ہے۔'' (ترمذی:2009)

(14) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز میں بے حیائی آتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے اور جس چیز میں حیا آتی ہے اسے زینت بخشتی ہے۔'' (ترمذی:1974)

(15)﴿اَلْمُنْكَرِ﴾ ''اور برائی سے'' میں ہر وہ گناہ اور معصیت داخل ہے جس کا تعلق حقوق اللہ کے ساتھ ہو۔ (تفسیر سعدی:1426)

(16) منکر سے مراد ہر وہ کام ہے جسے شریعت اسلامی نے ناجائز قرار دیا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(17) منکر سے مراد وہ نامعقول کام ہیں جن کو قبول کرنے سے انسان کی فطرت انکار کرتی ہے۔

(18) منکر وہ ہے جسے شریعت اور عقل قبیح قرار دے۔ (تفسیر منیر: 538/7) (19) منکر سے مراد شرک ہے۔ (الدر المنثور: 241/4)

(20) اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہمارے ہاں اپنے سے بڑے یا بزرگوں کو جی یا صاحب کہہ کر پکارا جاتا ہے لیکن عرب میں نہ ایسا دستور ہے اور نہ ہی اس بارے میں شریعت کا کوئی حکم ہے لہٰذا بڑوں کو ادب سے جی یا صاحب کے لقب سے یا واحد کے بجائے صیغہ جمع حاضر مخاطب میں بلانا معروف ہے اور اگر کوئی ''تو'' کہہ کر پکارے تو یہ منکر ہے۔ اس طرح قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا یا لیٹنا ہمارے ہاں منکر ہے اور اسے برا اور معیوب سمجھا جاتا ہے جب کہ شریعت اس بارے میں خاموش ہے اور کئی ممالک کے لوگ اسے منکر نہیں سمجھتے نہ اسے معروف سمجھتے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو منکرات سے بھی منع کرتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 545/2)

(21) ﴿وَالْبَغْيِ﴾ ''اور زیادتی'' سے مراد ہے لوگوں کے جان، مال اور ناموس پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنا۔ (تفسیر سعدی: 1426/2)

(22) اس سے مراد ہر وہ سرکشی ہے جس میں انسان اپنی حد سے گزر کر دوسرے پر دست درازی کرے۔

(23) اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی قوت کو ناجائز فائدے اُٹھانے میں استعمال کرنے لگے۔

(24) اس سے مراد کسی کی جان، مال اور آبرو کے خلاف ناحق کاروائیاں کرنا ہے۔

(25) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: البغی سے مراد تکبر اور ظلم ہے۔ (جامع البیان: 168/14)

(26) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم و زیادتی اور قطع رحمی جیسا کوئی اور گناہ نہیں ہے، جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو اسی دنیا میں سزا دے باوجود اس کے کہ اس کی سزا اس نے آخرت میں رکھ چھوڑی ہو (یعنی بغاوت اور قطع رحمی کرنے والے کو آخرت کے عذاب کے ساتھ دنیا کا عذاب بھی ہوگا)۔'' (ابوداؤد: 4902)

(27) بغی کے معنی کسی چیز کی طلب اور خواہش کے حصول میں مناسب حد سے آگے نکل جانا، اپنے حق سے کچھ زیادہ وصول کرنے کی کوشش کرنا اور اسی نسبت سے دوسروں کا حق دبانا، اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا، نافرمانی کرنا، دوسروں کے جان و مال یا آبرو پر ناحق دست درازی کرنا، قانون شکنی کرنا، سرکشی کرنا وغیرہ سب کچھ شامل ہے۔ معروف لفظ بغاوت بھی اسی سے مشتق ہے۔ الغرض اگر ان مندرجہ بالا تین قسم کی برائیوں سے اجتناب کیا جائے تو ایسا معاشرہ ہر قسم کی قباحتوں اور برائیوں سے مہذب اور پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن: 545/2)

(28) سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' (مسلم:6572)

سوال 5: ﴿يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿يَعِظُكُمْ﴾ ''وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یوصیکم'' یعنی وہ تمہیں وصیت کرتا ہے۔ 14

(جامع البیان:168/14)

(2) وعظ ایسے کلام کو کہتے ہیں جو دل پگھلا دے۔ (اضواء البیان:437/2)

(3) اس طرح یہ آیت کریمہ تمام مامورات و منہیات کی جامع ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس میں داخل نہ ہو۔ یہ ایک صورت ہے جس کی طرف تمام جزئیات لوٹتی ہیں۔ پس ہر مسئلہ جو عدل، احسان یا قرابت داروں کو عطا کرنے پر مشتمل ہے تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور مسئلہ جو فواحش، منکرات یا ظلم و زیادتی پر مشتمل ہے تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے حسن و قبح کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اسی کے ذریعے لوگوں کے اقوال کو جانچا جاتا ہے اور اسی کی طرف تمام احوال لوٹتے ہیں۔ نہایت ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے کلام کو ہدایت، شفا، روشنی اور تمام اشیاء کو پرکھنے کے لیے فرقان بنایا۔ اسی لئے فرمایا ﴿يَعِظُكُمْ﴾ ''وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ ان امور کے ذریعے سے تمہیں نصیحت کرتا ہے جن کو اس نے تمہارے لیے اپنی کتاب میں واضح فرمایا ہے۔ وہ تمہیں اس چیز کا حکم دیتا ہے جس میں تمہاری بھلائی ہے اور اس چیز سے روکتا ہے جو تمہارے لیے ضرر رساں ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تاکہ تم نصیحت حاصل کرو'' جس چیز کی تمہیں نصیحت کی گئی ہے۔ پس تم اس کو سمجھو کیونکہ جب تم اس سے نصیحت حاصل کر کے اس کو سمجھ لوگے تب تم اس کے تقاضے کے مطابق عمل کروگے اور تم ایسی سعادت سے فیض یاب ہوگے جس کے اندر شقاوت کا شائبہ نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:1426/2)

﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ

''اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب تم آپس میں عہد کرو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ دیا کرو

اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾

جب کہ اللہ تعالیٰ کو تم اپنے اوپر ضامن بنا چکے ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بھی تم کرتے ہو'' (91)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: ایفائے عہد کے حکم کی وضاحت ﴿وَاَوْفُوْا ... تَفْعَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ﴾ ’’اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں عہد کرو‘‘ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان امور کا حکم دیا جو اصل شریعت میں واجب ہیں، تو اس نے ان امور کو پورا کرنے کا بھی حکم دیا جن کو بندہ خود اپنے آپ پر واجب کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1426/2)

(2) یعنی ایفائے عہد اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے عہد پورا کرو۔

(3) یہ آیت کریمہ ان تمام عہدوں کو شامل ہے جو بندے نے اپنے رب کے ساتھ کئے ہیں، مثلاً عبادات، نذریں اور قسمیں وغیرہ جن کو بندے نے اپنے آپ پر لازم کیا ہو جب کہ وہ صحیح اور جائز ہوں اور یہ اس معاہدے کو بھی شامل ہے جو دو بندوں کے درمیان ہو، مثلاً لین دین کرنے والے دو اشخاص کے درمیان معاہدہ اور وہ وعدہ جو بندہ کسی اور کے ساتھ کرتا ہے اور اپنے آپ پر اس کو لازم قرار دے لیتا ہے۔ ان تمام صورتوں میں قدرت رکھتے ہوئے معاہدوں اور وعدوں کو پورا کرنا واجب ہے۔ (تفسیر سعدی: 1427/2)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ﴾ ’’اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے‘‘۔ (الانعام: 152)

(5) اور فرمایا: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾ ’’اور عہد کو پورا کرو۔ یقیناً عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا‘‘۔ (بنی اسرائیل: 34)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ’’چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے‘‘۔ (صحیح بخاری: 34)

(7) سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حسیل باہر نکلے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں ہم کو کفارِ قریش نے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے کہا تم محمد کے پاس جانا چاہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم آپ ﷺ کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہم تو مدینہ جانا چاہتے تھے۔ تو انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ لیا کہ ہم مدینہ واپس چلے جائیں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں پھر ہم رسول ﷺ کی خدمت

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ وعدہ کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔'' (صحیح مسلم:4639)

(8) معاشرتی زندگی میں ایفائے عہد نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ (i) کسی معاشرے میں تعلقات اسی وقت برقرار رہ سکتے ہیں جب لوگ عہد کا احترام کریں۔ (ii) ایفائے عہد کے بغیر اجتماعی نظام قائم نہیں ہوسکتا۔

(9) ﴿وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ﴾ ''اور اپنی قسمیں توڑ نہ دیا کرو'' اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ (10) ﴿بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا﴾ ''انہیں پختہ کرنے کے بعد'' یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر پختہ قسمیں کھانے کے بعد انہیں نہ توڑو۔ (11) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ ''چنانچہ جس نے عہد توڑا تو وہ اپنے نفس کے خلاف ہی توڑے گا اور جو پورا کرے گا اس عہد کو جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔'' (الفتح:10)

(12) عہد توڑنا لعنت کا سبب بنتا ہے۔ ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ﴾ ''چنانچہ ان کے اپنا معاہدہ توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی۔'' (المائدہ:13)

(13) ﴿وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا﴾ ''جب کہ اللہ تعالیٰ کو تم نے یقیناً اپنے اوپر ضامن بنالیا ہے'' اے معاہدہ کرنے والو! تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ضامن بنالیا۔

(14) اس لئے تمہارے لئے ہرگز جائز نہیں ہے کہ تم اس کے مطابق عمل نہ کرو جس پر تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن مقرر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو ترک کرنا اور اس کی استہانت ہے۔ حالانکہ دوسرا فریق تم سے حلف لینے اور اس تاکید پر راضی ہوگیا جس میں تم نے اللہ تعالیٰ کو ضامن بنایا۔ جس طرح اس نے تمہیں امین بنایا اور تم پر اپنے حسن ظن کا اظہار کیا ہے اسی طرح تم بھی اپنے الفاظ اور تاکید کی پاس داری کرو۔ (تفسیر سعدی:1427/2)

(15) سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واللہ! میں جس چیز پر قسم کھالوں اور پھر اس کے علاوہ دوسری چیز میں بہتری دیکھوں تو ان شاء اللہ ضرور اس نیک کام کو کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا۔'' (بخاری:6623)

(16) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی کو رات کے وقت نبی ﷺ کے پاس دیر ہوگئی، پھر اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹا تو بچوں کو سوتا ہوا پایا۔ اس کے پاس اس کی بیوی کھانا لائی تو اس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے بچوں کی وجہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کھائے گا۔ پھر اس کے لیے (مسئلہ) ظاہر ہو گیا تو اس نے کھالیا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بات کی قسم کھائے اور پھر کسی دوسری بات کو اس سے بہتر پائے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور بہتر بات پر عمل کرے۔'' (صحیح مسلم: 4271)

(17) ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بھی تم کرتے ہو'' اس لیے اللہ تعالیٰ ہر عمل کرنے والے کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ دے گا۔

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا

''اور تم اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ جس نے مضبوط کرنے کے بعد اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تم اپنی قسموں کو آپس میں

بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ

فریب کا ذریعہ بناتے ہو تا کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ بڑھ جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہیں آزماتا ہے اور قیامت کے

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾

دن وہ تمہارے لیے ضرور بیان کرے گا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے'' (92)

سوال 1: پختہ عہد کرنے کے بعد توڑنے والوں کے لیے جو مثال بیان کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا ... تَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا﴾ ''اور تم اُس عورت جیسے نہ ہو جاؤ جس نے مضبوط کرنے کے بعد اپنا سوت توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا'' ﴿انكاثا﴾ ''ٹکڑے ٹکڑے'' یہ ایک عورت کا ذکر ہے اس کا نام خرقاء تھا (جو مکہ میں رہتی تھی) وہ دن بھر سوت کاتتی پھر توڑ توڑ کر پھینک دیتی۔ (بخاری کتاب التفسیر)

(2) ابوبکر بن حفص سے روایت ہے کہ سعیدیہ اسدیہ دیوانی ایک عورت تھی، جو بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی اور کات کر پھر توڑ دیتی تھی، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو۔ (تفسیر ابن عباس: 165/2) (3) اس مثال میں اس طرف اشارہ ہے کہ عقل و ہوش والے مرد اپنی قسمیں نہیں توڑتے ہیں، اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ احمق اور ناسمجھ عورتوں کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (تیسیر الرحمن: 782/1)

(4) جو شخص عہد توڑتا ہے دراصل اپنی رائے اور اپنا ارادہ بدلتا ہے۔ اس کی مثال اس کمزور عورت کی طرح ہے جو محنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہے بار بار سوت کاتتی ہے لیکن ٹکڑے کر دیتی ہے یعنی ایک ایسا کام کرتی ہے جس کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔

سوال 2: عہد شکنی حالت کمزوری میں بھی منع ہے، اس کی وضاحت ﴿تَتَّخِذُوْنَ ... تَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ ''تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ بناتے ہو'' ﴿دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ جو ناجائز بات ہو اس کو دخل کہتے ہیں جیسے (دخل یعنی خیانت)۔

(2) ﴿اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ﴾ ''تاکہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ بڑھ جائے'' یعنی تمہاری یہ حالت نہیں ہونی چاہیے کہ موکد اور پختہ قسمیں اٹھاؤ، پھر موقع اور حالات کی تلاش میں رہو۔ پس ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ اگر معاہدہ کرنے والا کمزور ہو اور مخالف فریق پر قدرت نہ رکھتا ہو تو معاہدے کو پورا کرے مگر قسم اور معاہدے کی حرمت اور تعظیم کی خاطر نہیں بلکہ اپنی بے بسی کی بنا پر اور اگر معاہدہ کرنے والا طاقتور ہو اور معاہدہ توڑنے میں اسے کوئی دنیاوی مصلحت نظر آتی ہو تو اسے توڑ ڈالے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیئے عہد کی پروانہ کرے۔ یہ سب کچھ خواہش نفس کے تابع ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی مراد، مروت انسانی اور اخلاق فاضلہ پر مقدم رکھا گیا ہو اور یہ اس لئے کہ ایک قوم عدد اور طاقت کے لحاظ سے دوسری قوم سے بڑی ہے۔ (تفسیر سعدی: 1428/2)

(3) سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کفر کے زمانے کی قسم کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں اور جو قسم جاہلیت کے زمانے میں نیک بات کے لیے کی ہو وہ اسلام سے اور مضبوط ہو گئی۔'' (مسلم: 6465)

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور یمین غموس (قصداً جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔)'' (صحیح بخاری: 6675)

(5) نافع بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت توڑنے لگے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے تمام گھر والوں کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کے بعد فرمایا، ہم نے یزید کی بیعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت پر کی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''ہر غدار کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ غدار فلاں بن فلاں کا ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کے بعد سب سے بڑا غدر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بیعت کسی کے ہاتھ پر کر کے توڑ دی جائے۔ یاد رکھو! تم میں سے کوئی یزید کی بیعت نہ توڑے اور اس بارے میں حد سے نہ بڑھے، کیونکہ میرے درمیان اور اس (یزید) کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیعت) ہے۔'' (بخاری: 7111)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللّٰهُ بِهٖ﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تمہیں آزماتا ہے“ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ جب امتحان میں ڈالتا ہے تو سچا اور وفادار انسان بدعہد کے مقابلے میں نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

(7)﴿وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ ”اور قیامت کے دن وہ ضرور تمہارے لیے ان چیزوں کو بیان کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے“ تاکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے اور عہد توڑنے والوں کو رسوا کرے۔

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ

”اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یقیناً سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

ہدایت دیتا ہے اور تم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے“ (93)

سوال: اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ ”اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی اُمت بنا دیتا“ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا لیکن اس نے دنیا کو امتحان کے لیے بنایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کا امتحانی منصوبہ اسی صورت میں کامیاب ہو سکتا تھا کہ ہر شخص کو ماننے یا نہ ماننے کی پوری آزادی ہو۔

(3) اگر امتحان کی مصلحت نہ ہوتی تو انسان بھی کائنات کی طرح اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے کے لیے مجبور ہوتے اور باہم اختلافات نہ ہوتے۔

(4) رب العزت نے فرمایا ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾ ”اور اگر آپ کا ربّ چاہتا تو جو زمین میں ہیں سب اکٹھے ضرور ایمان لاتے۔“ (یونس:99)

(5)﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ ”اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو یقیناً ایک ہی اُمت بنا دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔ مگر جن پر آپ کا رب رحم کرے اور اسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لیے اُس نے ان کو پیدا کیا اور تیرے رب کی وہ بات پوری ہو گئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب ہی سے ضرور بھر دوں گا۔" (ہود:118، 119)

(6)﴿وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ "لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے" مگر اللہ تعالیٰ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے میں یکتا ہے اور اس کا ہدایت دینا اور گمراہ کرنا اس کے ایسے افعال ہیں جو اس کے علم و حکمت کے تابع ہیں، وہ اپنے فضل و کرم سے ایسے شخص کو ہدایت سے نوازتا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اپنے عدل کی بنا پر ایسے شخص کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے جو اس کا مستحق نہیں۔ (تفسیر سعدی:1428/2)

(7)﴿وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ "اور تم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھا جائے گا جو تم عمل کیا کرتے تھے" یعنی تم سے تمہارے اچھے برے اعمال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ

"اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کا ذریعہ نہ بناؤ کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے اور تم برائی کا مزہ چکھو

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾

، اس کے بدلے میں جو تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا اور تمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہے" (94)

سوال: دھوکے کے لیے جھوٹی قسم کی ممانعت کی وضاحت ﴿وَلَا ... عَظِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ﴾ "اور تم اپنی قسموں کو نہ بناؤ" اللہ تعالیٰ نے دھوکہ دینے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانے سے ڈرایا ہے یعنی اپنے عہد اور میثاق کو نہ بناؤ۔

(2)﴿دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ﴾ "آپس میں فریب کا ذریعہ" یعنی اپنی خواہشات کے تابع نہ بناؤ کہ جب چاہے عہد پورا کر دو، جب چاہے توڑ دو۔

(3)﴿فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا﴾ "کہ کوئی قدم اپنے جمنے کے بعد پھسل جائے" یہ مثال اس کی ہے جو سیدھی راہ پر آجانے کے بعد اس سے ہٹ کر ایک طرف کو ہو گیا اور جھوٹی قسمیں کھا کر راہ ہدایت سے بھٹک گیا، کیونکہ جھوٹی قسمیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیتی ہیں۔ جب کوئی غیر مسلم دیکھتا ہے کہ فلاں مسلمان نے عہد کر کے توڑ ڈالا تو اس کے اسلام کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رہتے اور اعتبار جاتا رہتا ہے اور وہ اسلام قبول کرنے سے رک جاتا ہے اسی لئے فرمایا۔

(4)﴿وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ﴾ "اور تم برائی کا مزہ چکھو" یعنی تم ایسے عذاب کا مزہ چکھو گے جو بہت برا ہو گا اور غم میں مبتلا کرنے والا ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گا۔(5)﴿بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيلِ اللهِ﴾ ”اس کے بدلے میں جو تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا“ کیونکہ تم خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیا۔

(6)﴿وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ”اور تمہارے لیے بہت بڑا عذاب ہے“ تمہارے لئے بڑا بھاری عذاب تیار ہے۔

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِندَ اللهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

”اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے عوض مت بیچو، بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے

إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

اگر تم جانتے ہو“ (95)

سوال: دنیا کے سازوسامان کے عوض قسموں کو مت توڑو، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَشْتَرُوا ... تَعْلَمُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے عوض مت بیچو“ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کی قسموں کے عوض دنیا کا سازوسامان نہ حاصل کرو۔

(2) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو اس کے عہد کے بدلے میں دنیا کا چندروزہ سامان خرید لیتے ہیں۔

(3)﴿ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ ”تھوڑی قیمت کے عوض“ یعنی وہ چند ٹکڑے جن کی خاطر تم معاہدے اور قسمیں توڑ ڈالتے ہو اور وہ مقام جو بدعہدی کر کے حاصل کرتے ہو وہ کتنا قلیل ہے۔

(4)﴿إِنَّمَا عِندَ اللهِ﴾ ”بلاشبہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے“ اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا اور آخرت کا بدلہ ہے۔

(5)﴿هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ”وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے“ وہ دنیا کی ختم ہو جانے والی متاع سے کہیں بہتر ہے۔

(6)﴿إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ”اگر تم جانتے ہو“ اگر تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس سے ثواب کی امید رکھنا بہتر ہے تو تم عہد کے پابند رہو گے۔

﴿مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ ۖ وَمَا عِندَ اللهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُم

”جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

ہم ضرور اُن کو زیدہ اچھا بدلہ دیں گے اس کا جو وہ عمل کیا کرتے تھے'' (96)

سوال: دنیا ناپائیدار اور آخرت پائیدار ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا عِنْدَ كُمْ ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا عِنْدَ كُمْ﴾ ''جو کچھ تمہارے پاس ہے'' خواہ وہ بے شمار ہی کیوں نہ ہو۔

(2) ﴿يَنْفَدُ﴾ ''وہ ختم ہو جائے گا'' دنیا کی ہر شہ ناپائیدار ہے۔

(3) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ﴾ ''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے'' اس کو کبھی زوال نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب باقی رہنے والا ہے پائیدار، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ عقل مند وہ ہے جو پائیدار، نفیس چیز کو ترجیح دیتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى﴾ ''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ (الاعلیٰ: 17،16) ﴿وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ﴾ ''اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ (آل عمران: 198)

(4) ﴿وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا﴾ ''اور جن لوگوں نے صبر کیا یقیناً اُنہیں ہم ضرور بدلہ دیں گے'' یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے خود کو بچا کر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خود کو لگا کر صبر کرتے ہیں اور ان دنیاوی لذتوں سے منہ موڑتے ہیں جو ان کے دین کے لیے نقصان دہ ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میں انہیں ضرور بہترین جزا دوں گا۔

(5) ﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''زیادہ اچھا بدلہ اس کا جو وہ عمل کرتے تھے'' یعنی ان کے نیک اعمال کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی نیک انسان کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

''جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور بدلے

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے'' (97)

سوال: ایمان لا کر نیک عمل کرنے کی جزا کی وضاحت ﴿مَنْ عَمِلَ ... يَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ ''جو شخص نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو'' اللہ تعالیٰ نے ایمان لا کر نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کیونکہ ایمان نیک اعمال کی درستگی اور قبولیت کے لیے ضروری شرط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کے بغیر کسی نیک عمل کو نیک کہا ہی نہیں جا سکتا۔ تو جو کوئی ایمان اور نیک اعمال کو ملا لیتا ہے اس کے بارے میں رب العزت نے فرمایا کہ اسے پاک زندگی بسر کروائیں گے۔

(2)﴿فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ ''اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی'' یعنی ہم اسے دنیا میں بھی عزت کی زندگی دیں گے۔ یہ زندگی اطمینان قلب، سکون نفس اور ان امور کی طرف عدم التفات پر مشتمل ہے جو قلب کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح رزق حلال سے نوازتا ہے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:1431/2)

(3) حیاتِ طیبہ سے مراد دنیا کی بہتر زندگی ہے۔ (i) بہتر زندگی سے مراد تقویٰ والی زندگی ہے۔ (ii) بہتر زندگی سے مراد عبادت اور اطاعت والی زندگی ہے۔ (iii) بہتر زندگی سے مراد اطمینان اور سکون والی زندگی ہے۔

(4)﴿وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ﴾ ''اور ہم ضرور بدلہ میں دیں گے'' یعنی آخرت میں۔

(5)﴿اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''اُن کا اجر زیادہ اچھا جو وہ عمل کرتے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی لذات سے نوازے گا جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں کبھی ان کا خیال گزرا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرے گا۔ (تفسیر سعدی:1431/2)

(6) ہر مسلمان (مرد وعورت) کو خوش خبری دی گئی ہے کہ ایمان لانے کے بعد کوئی بھی قرآن وسنت کے مطابق عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں راحت وسعادت اور وسیع رزق حلال عطا کرے گا، اور قیامت کے دن ان کے اعمال صالحہ کا کئی گنا بہتر بدلہ دے گا۔ (تیسیر الرحمن:784/1)

(7) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی مومن سے ایک نیکی کا بھی ظلم نہیں کرے گا۔ دنیا میں اسے اس کا بدلہ عطا کیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسے اس کا بدلہ عطا کیا جائے گا اور کافر کو دنیا میں ہی بدلہ عطا کر دیا جاتا ہے جو وہ نیکیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب آخرت میں فیصلہ ہوگا تو اس کے لیے کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔'' (صحیح مسلم:7089)

﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾

''پس جب آپ قرآن پڑھیں تو شیطانِ مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں'' (98)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ کے حکم کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... الرَّجِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ﴾ ''پھر جب آپ قرآن پڑھیں'' یعنی جب آپ سب سے جلیل ترین کتاب کی قراءت کا ارادہ کریں تو جان لیں کہ آپ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ شیطان ہے۔ وہ بندے کو اس کے مقاصد اور معانی سے دور کر دیتا ہے۔

(2) ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ ''تو شیطانِ مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں'' چنانچہ کتاب اللہ کی قراءت کرنے والا تعوذ پڑھے اور اس کے معنی پر غور وفکر کرے۔

(3) چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی برحق کتاب ہے، اور ''حق'' کا جنوں اور انسانوں کے شیاطین میں سے ایک دشمن اور مخالف ضرور ہوتا ہے جو اس کے خلاف لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ جب آپ قرآن کی تلاوت کریں تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ مردود شیطان کے وسوسوں سے پناہ مانگیں، شوکانی کہتے ہیں کہ جب قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے شیطان کے شر سے پناہ مانگنا ضروری ہوا، تو نیک اعمال کرنے سے پہلے اس کے شر سے پناہ مانگنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوا۔ (تیسیر الرحمٰن: 785,784/1)

(4) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (نماز کے لیے کھڑے) ہوتے تو ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ﴾ پھر کہتے: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ تین بار، پھر کہتے: ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا﴾ تین بار، پھر کہتے ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ﴾ ''میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں جو سننے والا جاننے والا ہے، شیطان مردود سے، اس کے خبط سے، اس کے تکبر سے اور اس کی شعر شاعری سے۔'' (ابوداؤد: 775)

﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾

''یقیناً ان لوگوں پر اس کا کچھ غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں'' (99)

سوال: شیطان کا کن لوگوں پر زور نہیں چلتا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهٗ ... يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''یقیناً ان لوگوں پر اس کا کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے'' یعنی شیطان کا مومنوں پر کچھ زور نہیں چلتا کہ وہ انہیں ایسے گناہ میں پھنسا دے جن سے انہیں توبہ نصیب نہ ہو یعنی ان پر شیطان کے غلبے کی کوئی صورت نہیں۔ خود شیطان نے اعتراف کیا ہے: ﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (40) قَالَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ (۴۱) اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ (۴۲) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''مگران میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔ اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' (الحجر:40-43) یعنی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں پر میرا داؤ نہیں چلتا۔

(2) ﴿وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ ''اور جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے اہل ایمان سے شیطان کو دور ہٹا دیتا ہے۔

﴿اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ﴾ ع 13 11 19

''اس کا زور تو صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک کرنے والے ہیں'' (100)

سوال: شیطان کا زور کن لوگوں پر چلتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا... مُشْرِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) شیطان کا وار اُن لوگوں پر چلتا ہے جو اُسے اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

(2) ﴿اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ﴾ ''یقیناً اس کا زور تو'' یعنی شیطان کا تسلط۔

(3) ﴿عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ﴾ ''صرف ان ہی پر چلتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں'' صحابہ کا قول ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ (4) وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی سے نکل کر اپنے آپ کو شیطان کی دوستی اور سرپرستی میں دے دیتے ہیں یا جو اللہ کریم کو چھوڑ کر غیر اللہ سے دوستی گانٹھتے ہیں۔

(5) ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ﴾ ''اور جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ شریک کرنے والے ہیں'' یعنی جنھوں نے اپنے مال اور اولاد میں شیطان کو شریک بنا لیا۔ (جامع البیان:180/14)

(6) ربیع کا قول ہے: یقیناً اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے کہا: ﴿فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۸۲) اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''پھر تیری عزت کی قسم! میں اُن سب لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا۔ سوائے تیرے اُن بندوں کے جو خالص کر دیے گئے۔'' (ص:83،82)

(7) ﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمھیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔'' (یٰس:60)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) مشرکوں نے شیطان کی اطاعت کی اور مخلصوں پر اس کا وار نہیں چلتا۔

﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ

''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو بھی وہ نازل کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

تو خود ہی گھڑنے والا ہے بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے'' (101)

سوال: مشرکوں کا احکامات کی تبدیلی پر کیا طرز عمل ہوتا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ... لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ﴾ ''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں'' اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والے مشرکوں کے شبہات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ قرآن حکیم میں ایسے امور کی جستجو میں رہتے ہیں جو ان کے لیے دلیل بنیں حالانکہ رب العزت حاکم بھی ہے، کمال حکمت والا بھی ہے، جو احکامات کو مشروع کرتا ہے اور ایک حکم کو بدل کر دوسرا حکم لے آتا ہے۔ اس تبدیلی کے موقع پر ان کا کیا طرز عمل ہوتا ہے۔

(2) ﴿وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ﴾ ''اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت تبدیل کرتے ہیں'' اس سے مراد ہے ایک حکم کو منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم نازل کرنا۔ انسانی تربیت کی مصلحتوں کی وجہ سے ابتداء میں بعض نرم احکامات نازل کیے گئے اور آہستہ آہستہ ان احکامات میں شدت آتی گئی۔ یہ اس مقصد کے لیے تھا کہ معاشرہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''جو آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا جسے ہم بھلا دیتے ہیں، ہم اس سے بہتر یا اس جیسی اور لے آتے ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (البقرہ:106)

(4) ﴿وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو بھی وہ نازل کرتا ہے'' اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور رحمت کی بنا پر کسی حکم کو بدل کر اس کی جگہ دوسرے حکم کو لے آتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1432/2)

(5) ﴿قَالُوْٓا﴾ ''تو وہ کہتے ہیں'' جب احکام میں تبدیلی دیکھتے ہیں تو مشرک نبی ﷺ سے کہتے ہیں۔

(6) ﴿اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ﴾ ''تو خود ہی گھڑنے والا ہے'' جب وہ احکامات میں تبدیلی دیکھتے ہیں تو رسول ﷺ اور قرآن حکیم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں عیب نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ جھوٹے ہیں۔

(7) یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے کہا کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو مسخر کر رکھا ہے کہ ایک دن ان کو کسی امر کا حکم دیتے ہیں اور پھر اگلے دن اسی سے منع کر دیتے ہیں یا پہلے والے حکم سے زیادہ آسان حکم دے دیتے ہیں۔ یہ شخص تو اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتا ہے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (قرآنی آیات کا شان نزول، نیساپوری: 300)

(8) ﴿بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ "بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم نہیں رکھتے" مشرک نادان ہیں۔ ان میں یقین اور ثبات کی کیفیت نہیں۔ ان سے ایمان کی امید نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ جاہل ہیں، نہ اپنے رب کے بارے میں جانتے ہیں، نہ اس کے احکامات کے بارے میں، جاہل کی جرح وقدح کا کوئی اعتبار نہیں۔

﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى

"آپ کہہ دیں روح القدس نے تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ اس کو اتارا ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے

وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾

اور فرماں برداروں کے لیے ہدایت اور خوشخبری ہو" (102)

سوال: قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام لائے ہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ نَزَّلَهُ ... لِلْمُسْلِمِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ﴾ "آپ کہہ دیں روح القدس نے اس کو اتارا ہے" محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ (جامع البیان: 183/14)

(2) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ (۱۹۳) عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ﴾ "اسے روح الامین لے کر اترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔" (الشعراء: 194,193)

(3) ﴿مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ﴾ "تمہارے رب کی جناب سے حق کے ساتھ" یعنی قرآن مجید کو سیدنا جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں۔

(4) قرآن مجید کی خبریں، اس کے احکامات، اس کے نواہی حق پر مبنی ہیں۔ کسی کے لئے اس میں گنجائش نہیں کہ وہ اس کو باطل ثابت کر سکے۔ کیونکہ باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ﴾ "باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے۔" (فصلت: 42)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(6)﴿سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''جلد ہی ہم انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، دنیا کے کناروں میں بھی اوران کی اپنی جانوں میں بھی، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً وہ حق ہے اور کیا آپ کے رب کے بارے میں یہی بات کافی نہیں کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔'' (الفصلت:53)

(7)﴿لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ ''تا کہ وہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے'' جبرائیل اس قرآن کو لے کر آئے ہیں تا کہ ایمان والے اس کی تصدیق کریں اور ان کے دل اس قرآن کے آگے جھک جائیں۔ (مختصر ابن کثیر:1013/2)

(8) حق جب دلوں کے اندر جڑ پکڑتا ہے تو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اسی قرآن کے ذریعے سے ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں۔

(9)﴿وَهُدًى﴾ ''اور ہدایت ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ اشیاء کے حقائق کی طرف ان کی راہ نمائی کرتا ہے، ان کے سامنے باطل میں سے حق اور گمراہی میں سے ہدایت کو واضح کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:1433/2)

(10)﴿وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور فرماں برداروں کے لئے خوش خبری'' اور وہ انہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے جہاں وہ ابدلآباد تک رہیں گے، نیز اللہ تعالیٰ کا اپنے احکام کو رفتہ رفتہ نازل کرنا اہل ایمان کے لئے زیادہ ہدایت اور بشارت کا باعث بنتا ہے۔ یک بارگی نازل کرنے سے فکر تفرق اور تشتت کا شکار ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ حکم اور بشارت کو زیادہ کثرت سے نازل کرتا ہے۔ جب اہل ایمان ایک حکم کو سمجھ کر اس کا فہم حاصل کر لیتے ہیں، انہیں اس کی مراد کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ اس کے مفاہیم و معانی سے خوب سیراب ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اس جیسا ایک اور حکم نازل کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اس پر عمل کر کے بہت بڑے مقام پر پہنچ گئے، ان کی عادات اور طبائع بدل گئیں اور انہوں نے ایسے اخلاق، عادتیں اور اعمال اختیار کر لئے جن کی بناء پر وہ تمام اولین و آخرین سے بڑھ گئے۔ ان کے بعد آنے والوں کے لئے زیادہ مناسب یہی ہے کہ وہ کتاب اللہ کے علوم کے ذریعے سے اپنی تربیت کریں، اس کے اخلاق کو اپنائیں، گمراہی اور جہالتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس کے نور سے روشنی حاصل کریں اور تمام حالات میں اپنا راہ نما بنائیں پس اس طرح ہی ان کے دینی اور دنیاوی معاملات درست رہیں گے۔ (تفسیر سعدی:1433/2)

(11) اس طرف اشارہ ہے کہ یہ قرآن مسلمانوں کے برعکس دشمنان اسلام کے کفر کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کے غم میں اضافہ کر دیتا ہے۔ (تیسیر الرحمن:785/1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

''اور ہم جانتے ہیں یقیناوہ کہتے ہیں کہ بے شک اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے، جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں

اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾

اس کی زبان عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے'' (103)

سوال 1: مشرکین قریش رسول اللہ ﷺ پر جو الزام لگاتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ...بَشَرٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور ہم جانتے ہیں یقیناوہ کہتے ہیں'' اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو جھٹلانے والے مشرکین قریش کے قول کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ وہ کہتے ہیں:

(2) ﴿اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ﴾ ''بے شک اسے تو ایک آدمی سکھاتا ہے'' یعنی یہ قرآن محمد ﷺ کو ایک آدمی سکھاتا ہے۔

(3) مشرک الزام لگاتے تھے کہ محمد ﷺ ہمیں جو قرآن سناتے ہیں وہ ایک عجمی شخص سکھا جاتا ہے جو کسی قریشی قبیلے کا غلام اور تاجر ہے اور صفا پر مال بیچا کرتا ہے۔ آپ ﷺ کبھی کبھی اس سے بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کے بارے میں مشرکوں کا یہ خیال تھا کہ یہی محمد ﷺ کو سکھاتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1013/2)

سوال 2: مشرکین کی افترا پردازی کا جو جواب دیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿لِسَانُ...مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ﴾ ''جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے'' اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی افترا پردازی کا انتہائی سادہ اور لاجواب کر دینے والا جواب دیا کہ جس شخص کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو باتیں سکھاتا ہے اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن عربی مبین ہے۔

سوال 3: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اتنی مضحکہ خیز بات کیوں کہی گئی کہ آپ ﷺ کو قرآن کوئی انسان سکھاتا ہے؟

جواب: انسانی معاشروں میں یہ ایک عام خرابی ہے کہ لوگ اپنے زمانے کے فرد کی قدر و قیمت نہیں پہچانتے۔ مکہ کے کافروں نے بھی اسی وجہ سے یہ الزام عائد کیا تھا تاکہ آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کو ہلکا ثابت کیا جاسکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

"یقیناً جولوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے ، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے" (104)

سوال: پیغمبروں پر نازل کردہ آیات سے اعراض کرنے اور جھٹلانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... اَلِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ "یقیناً جولوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے" یعنی جو اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں حالانکہ یہ آیات واضح حق کی دلیل ہیں۔

(2) یہ لوگ پیغمبروں پر نازل کردہ آیات سے اعراض کرتے ہیں، انہیں جھٹلاتے ہیں اور انہیں قبول نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا۔

(3) ﴿لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ﴾ "اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نہیں دیتا" اللہ تعالیٰ انہیں حق تک پہنچنے کی توفیق نہیں دیتا۔ (جامع البیان: 186/14)

(4) کیونکہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر انہوں نے اس کو ٹھکرادیا اس لئے ان کو یہ سزادی گئی کہ ان کو ہدایت سے محروم کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ (تفسیر سعدی: 1434/2)

(5) ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ "اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے" اللہ تعالیٰ کی آیات کو نہ ماننے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ زندگی میں بڑی حقیقت کو مان کر بڑے کاموں میں مصروف ہونے کی بجائے چھوٹی باتوں میں مشغول رہتے ہیں، پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مستحق بن جاتے ہیں۔

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾

"جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں" (105)

سوال: ﴿اِنَّمَا ... الْكٰذِبُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّمَا يَفْتَرِى الْكَذِبَ﴾ "جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں" یعنی جھوٹ اور افترا پردازی تو وہ لوگ کرتے ہیں۔

(2) ﴿الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ "جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے" جو واضح دلائل آنے کے بعد بھی ایمان نہیں لاتے۔

(3) کفار مکہ کے جھوٹ گھڑنے کا سبب اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہ لانا تھا۔ بڑی حقیقت کو مان لینے کے بعد انسان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذہن حق کی طرف مڑ جاتا ہے لیکن حق کو چھوڑ دینے کے بعد اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے جھوٹ گھڑنے کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔

(4)﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ ''اور وہی لوگ جھوٹے ہیں'' جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے وہ جھوٹے ہیں نہ کہ اہل ایمان۔(جامع البیان:186/14)

(5)اللہ کے رسول ﷺ نہ مفتری ہیں نہ ہی جھوٹے وہ تو سب سے زیادہ سچے اور امانت دار ہیں۔

(6)ابوسفیان نے شاہ روم سے کہا تھا کہ ہم نے بعثت سے پہلے کبھی آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں پایا۔اس پر ہرقل نے جواب دیا کہ جس نے لوگوں پر جھوٹ نہیں بولا وہ اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ بول سکتا ہے؟(بخاری:7)

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ

''جس نے اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا ماسوا اس کے جسے مجبور کیا گیا ہو مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو،

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾

لیکن جس نے اپنے سینے کو کفر کے لیے کھول دیا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے''(106)

سوال:مرتد پر اللہ تعالیٰ کا قہر اور غضب ہے،اس کی وضاحت ﴿مَنْ كَفَرَ...عَظِيمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے کافروں کے برے حالات کے بارے میں خبر دی ہے۔

(2)﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ﴾ ''جس نے اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا'' یعنی جس نے حقیقت پالینے کے بعد بھی اندھا رہنا گوارہ کیا۔جو ہدایت پانے کے بعد گمراہی کی طرف لوٹ گیا۔(3)یعنی جو مرتد ہو گیا۔

(4)﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ ''ماسوا اس کے جسے مجبور کیا گیا ہو مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو'' جس شخص کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اسے کفر پر مجبور کیا جائے اور جان بچانے کے لیے وہ قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کرلے ایسا شخص کافر نہیں ہوگا نہ اس پر کفر کے احکامات لاگو ہوں گے۔

(5)مشرک عمار بن یاسر کو پکڑ کر لے گئے انہیں ایذائیں دیں حتیٰ کہ انہوں نے کلمہ کفر کہلوا کر دم لیا تو انہوں نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''تم اپنے دل کو کس حال میں پاتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا ایمان پر مطمئن پاتا ہوں۔نبی ﷺ نے فرمایا:''اگر وہ دوبارہ یہ معاملہ کریں تو تم دوبارہ بھی وہی کرنا۔''(جامع البیان:188/14)

(6)﴿وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا﴾ ''لیکن جس نے اپنے سینے کو کفر کے لیے کھول دیا'' یعنی جس نے دل کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رغبت اور شرح صدر اور دل کے اطمینان کے ساتھ کفر اختیار کر لیا۔

(7)﴿فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾ ''تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے'' مرتدوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا کیونکہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد اس سے اعراض کیا ہے۔(8) مرتد کی دنیاوی سزا قتل ہے۔

(9) سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سبا کی متبع تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنا خدا کہتی تھی) جلا دیا تھا۔ جب یہ خبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی ﷺ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو، البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے اسے قتل کر دو۔'' (صحیح بخاری:3017)

(10) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، نسیان اور وہ گناہ معاف کر دیے ہیں جن پر انہیں زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔'' (ابن ماجہ:2045)

(11) معاذ یمن میں ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لیے گدا بچھوایا اور کہنے لگے: سواری سے اترو اور گدے پر بیٹھو۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا (نام نامعلوم) جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: یہ یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا اور پھر یہودی بن گیا ہے اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم سواری سے اتر کر بیٹھو تو انہوں نے کہا: میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہیں کیا جائے گا۔ تین بار یہی کہا آخر ابوموسیٰ نے حکم دیا وہ قتل کیا گیا، پھر سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیٹھے۔ (بخاری:6923)

(12) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین صورتوں میں جائز ہے: جان کے بدلہ جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔'' (صحیح بخاری:6878)

(13)﴿وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾ ''اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے'' مرتد پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور وہ عذاب عظیم کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ﴾ ''اور تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے پھر وہ مر جائے اس حال میں کہ وہ کافر ہو تو یہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (البقرہ:217)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي

''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾

کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' (107)

سوال: مرتد کو ایمان نصیب نہیں ہوتا، اس کی وضاحت ﴿ذٰلِكَ... الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ﴾ ''اس کی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہ انہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کیا'' انہوں نے دنیا کے چند ٹکڑوں کی خاطر آخرت کی بھلائی سے منہ موڑا۔

(2) ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا'' جب انہوں نے ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے محروم کر دیا۔ اب انہیں ایمان نصیب نہیں ہوگا۔

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾

لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں'' (108)

سوال: مرتد کے دل پر مہر لگ جاتی ہے، اس کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ... الْغٰفِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ اب ان کے دلوں میں کوئی بھلائی نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اب ان کے دلوں میں کوئی ایسی چیز اثر انداز نہیں ہو سکتی جو ان کے لئے نفع مند ہو۔

(2) ﴿وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ ''اور یہی لوگ غافل ہیں'' دل، آنکھیں اور کان زندہ ہونے کے باوجود آخرت کے لیے بند ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں انسان غافل ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گئے۔

(3) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونے والوں کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ جب انسان کے لیے دنیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبوب ہو جاتی ہے تو انسان آخرت کے نقطہ نظر سے سوچ نہیں پاتا۔ ایسا انسان دیکھتا ہے مگر اس کے ذہن سے اخروی پہلو اوجھل ہو جاتا ہے اسے صرف دنیوی مصلحتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ ایسا انسان سنتا ہے لیکن آخرت کا نقطہ نگاہ غائب ہونے کی وجہ سے فقط دنیاوی مصلحتوں کے تحت سنتا باقی رہ جاتا ہے۔

(4)﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ (نہ) اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر وہ ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے جھگڑا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جن لوگوں نے کفر کیا، پہلے لوگوں کی کہانیوں کے سوا یہ کچھ نہیں ہے۔'' (الانعام:25)

(5)﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا﴾ ''اور اُس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی گئی تو اس نے اُن سے منہ موڑ لیا اور وہ بھول گیا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا۔ یقیناً ہم نے اُن کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ اس کو سمجھیں اور اُن کے کانوں میں بوجھ رکھ دیا ہے اور اگر آپ اُنہیں ہدایت کی طرف بلائیں تب وہ کبھی ہدایت نہیں پائیں گے۔'' (الکھف:57)

﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

''لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں'' (109)

سوال: مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے، اس کی وضاحت ﴿لَا جَرَمَ ... هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ ''لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہی لوگ خسارہ اُٹھانے والے ہیں'' مرتد آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔

(2) اور معلوم ہے کہ دنیا میں مومن کی حیثیت تاجر کی ہے جو اپنی نیکیوں کے ذریعہ آخرت کی سعادت خریدتا ہے، لیکن جب کسی انسان میں محرومی کے مذکورہ بالا تمام اسباب جمع ہو جائیں گے، تو اسے خسارے کے سوا کچھ نہیں ملے گا، اسی لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے آیت 109 میں فرمایا کہ آخرت میں درحقیقت یہی لوگ خسارہ پانے والے ہوں گے۔ (تیسیر الرحمن: 787/1)

(3) یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنی جان، مال اور اہل وعیال کے بارے میں گھاٹے میں پڑ گئے، ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے محروم ہو گئے اور ان کو دردناک عذاب میں ڈال دیا گیا۔اس کے برعکس جس شخص کو جبر کے ساتھ کفر پر مجبور کیا گیا مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے اور ایمان میں پوری رغبت رکھتا ہے تو اس پر کوئی حرج ہے نہ گناہ۔ایسے شخص کے لئے جبر واکراہ کے تحت کلمہ ءکفر کہنا جائز ہے۔یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ جبر واکراہ کے تحت دی گئی طلاق، غلام کی آزادی، خرید وفروخت اور تمام معاہدوں کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ان امور پر کوئی شرعی حکم مترتب ہوتا ہے کیونکہ جب جبر واکراہ کی صورت میں کلمہ ءکفر کہنے پر اس پر کوئی گرفت نہیں تو دوسرے امور زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ جبر کی صورت میں ان پر گرفت نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 1435/2، 1436)

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ

”پھر یقیناً آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے فتنے میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر بھی کیا،

رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ع 14 10 20

بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“ (110)

سوال: مشرکوں کے ساتھ بچاؤ کے لیے زبانی موافقت معاف ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) یہ مسلمانوں کی دوسری قسم ہے جو مکہ میں کمزور وذلیل تھے اور فتنے کے وقت مشرکوں کے ہم زبان ہو گئے تھے، پھر موقعہ پا کر ہجرت کر آئے اور وطن بیوی بچے مال ودولت سب چھوڑ آئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا ومغفرت حاصل کریں، اور مسلمانوں میں شریک ہو کر کافروں سے صبر وثبات کے ساتھ جہاد کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ ایسوں پر مشرکوں کی ہم زبانی کے باوجود بڑا ہی مہربان ہے اور ان کے گناہ معاف کر دینے والا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1017/1)

(2) ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا﴾ ”پھر یقیناً آپ کا رب، ان لوگوں کے لیے جنہوں نے ہجرت کی“ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے لئے جو اس کے راستے میں ہجرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے اپنا گھر بار اور مال اسباب چھوڑ دیتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿مِنۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا﴾ ''فتنے میں ڈالے جانے کے بعد'' اس کے بعد کہ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دین کی وجہ سے ستایا جاتا ہے تاکہ وہ کفر کی طرف لوٹ آئے مگر وہ ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔(اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کے لئے ہی غفور ورحیم ہے۔)

(4)﴿ثُمَّ جَاهَدُوۡا﴾ ''پھرانہوں نے جہاد کیا'' وہ اپنے ہاتھ، زبان اور مال سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلے میں جہاد کرتا ہے تاکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور دین میں داخل کرے۔

(5)﴿وَصَبَرُوۡۤا﴾ ''اور صبر بھی کیا'' وہ اپنے جہاد اور مشکلات پر صبر کرتا ہے۔

(6)وہ ان عبادات پر بھی صبر کرتا ہے جو اکثر لوگوں پر مشقت کا باعث بنتی ہیں۔

(7)﴿اِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعۡدِهَا لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴾ ''بلاشبہ آپ کا رب اس کے بعد یقیناً بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' یہ وہ بڑے بڑے کام ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

(8)اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دیتا ہے۔

(9)ان ہی کاموں کی وجہ سے ان کے دینی اور دنیاوی امور درست ہوتے ہیں۔ایسے ہی لوگوں کے لئے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت ہے۔

﴿يَوۡمَ تَاۡتِىۡ كُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّـفۡسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ

''جس دن ہر نفس اپنے بارے میں جھگڑا کرتا ہوا آئے گا اور ہر نفس کو جو اُس نے کیا پورا بدلہ دیا جائے گا

وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴾

اور اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا''(111)

سوال: قیامت کے ہولناک دن کے حالات کی وضاحت﴿يَوۡمَ تَاۡتِىۡ ...لَا يُظۡلَمُوۡنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿يَوۡمَ تَاۡتِىۡ كُلُّ نَفۡسٍ تُجَادِلُ عَنۡ نَّـفۡسِهَا﴾''جس دن ہر نفس اپنے بارے میں جھگڑا کرتا ہوا آئے گا'' یعنی قیامت کا ہولناک دن ایسا ہوگا جس دن ہر شخص نفسی نفسی پکارے گا۔ رب العزت نے فرمایا:﴿لِكُلِّ امۡرِىٴٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَٮِٕذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ﴾ ''اس دن ان میں سے ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی جو اسے (دوسروں سے) بے نیاز کردے گی''۔(عبس:37)

(2)اُس دن ہر ایک کو اپنے سوا کسی اور کا کوئی ہوش نہیں ہوگا۔اُس دن ہر شخص چھوٹی سی نیکی کا محتاج ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)﴿وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ ''اور ہر نفس کو جو اُس نے کیا پورا بدلہ دیا جائے گا'' یعنی کسی نے جو بھی اچھا برا عمل کیا ہوگا اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(4) آخرت میں برائی کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا۔

(5)﴿وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''اور اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا'' اس سے مراد ہے کہ کسی کی نیکیوں میں کمی اور گناہوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ

''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی جو پُرامن اور مطمئن تھی، اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آرہا تھا

فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ

پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾

اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے'' (112)

سوال: مکہ کی مثال کی وضاحت ﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ ... يَصْنَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً﴾ ''اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان کی'' اس بستی سے اکثر مفسرین نے مکہ اور اس کے رہنے والے مراد لیے ہیں۔ (تفسیر منیر: 573/7)

(2)﴿كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً﴾ ''جو پُرامن اور مطمئن تھی'' جو امن، عافیت، اطمینان اور سکون کی جگہ تھی۔ اس بستی میں کسی کو پریشانیوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا تھا۔ (3) جاہل لوگ بھی اس کا احترام کرتے تھے۔

(4) اس بستی میں باپ بھائی کے قاتل کو دیکھ کر بھی انتقام نہیں لیتا تھا حالانکہ ان میں حمیت اور قبائلی عصبیت بہت تھی۔

(5) مکہ جیسا امن دنیا کے کسی گوشے میں نہ تھا۔

(6)﴿يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ﴾ ''اُس کا رزق وافر مقدار میں اُس کے پاس ہر جگہ سے آرہا تھا'' اس بستی کو کشادہ رزق بھی عطا کیا گیا تھا۔ اگرچہ مکہ میں کھیتی باڑی اور باغات کا کام نہیں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہر قسم کے رزق کی فراہمی آسان کردی تھی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(7)﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ ''پھر اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جن انعامات کا انکار کیا ان میں سب سے بڑی نعمت نبی ﷺ کی بعثت تھی۔ وہ لوگ نبی ﷺ کی امانت، دیانت کو اچھی طرح جانتے تھے مگر انہوں نے نہ مانا۔ اس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی۔

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا؟ جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بُری قرارگاہ ہے۔'' (ابراہیم:29,28)

(9)﴿فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ﴾ ''تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا'' اللہ تعالیٰ نے ان کو امن واطمینان کے برعکس بدامنی کا مزہ چکھایا، انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا جو خوش حالی کی ضد ہے اور ان پر خوف طاری کر دیا جو امن کی ضد ہے۔ (تفسیر سعدی:1437/2)

(10)﴿بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ ''اس کے بدلے میں جو وہ کیا کرتے تھے'' بھوک اور خوف کے مسلط ہونے کی وجہ ان کی ناشکری، ان کا کفر اور ان کی بداعمالیاں تھیں۔

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''نہیں وہ انتظار کر رہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آجائے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔'' (النحل:33)

(12) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے جب (قبول دعوت اسلام سے) لوگوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو (اللہ سے) دُعا کی: ''اے اللہ! (ان پر) سات برس (قحط ڈال دے) جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے (عہد میں) سات برس تک (مسلسل قحط رہا تھا)۔'' پس قحط نے انہیں آلیا جس نے ہر قسم کی روئیدگی کو نیست و نابود کر دیا حتیٰ کہ لوگوں نے کھالیں اور مردار اور سڑے جانور کھانا شروع کر دیے اور بھوک کی وجہ سے (ضعف اس قدر ہو گیا کہ) جب کوئی ان میں سے آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو دھواں (سا) دکھائی دیتا۔ پس ابوسفیان (جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے محمد! آپ تو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں اور بے شک یہ آپ ﷺ کی قوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لوگ (ہیں جو مارے بھوک کے) مرے جاتے ہیں۔آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کیجیے۔(بخاری:1007)

(13) اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ جو بھی کفران نعمت کرے گا اُس کا حال اہل مکہ جیسا ہوگا جن کے لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی تھی کہ ہر قسم کے پھلوں کا رزق دینا لیکن اہل مکہ نے رزق پا کر خدا فراموشی اور بت پرستی کا راستہ اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو جھٹلایا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی۔جو بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پا کر ناشکری کرے گا اس کے ساتھ بھی ایسے ہی حالات پیش آئیں گے۔

﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

”اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس اُن ہی میں سے ایک رسول آ گیا تو انھوں نے اُس کو جھٹلا دیا تو عذاب نے اُنہیں اس حال میں پکڑ لیا

وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾

کہ وہ ظالم تھے“(113)

سوال: بعثت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ...ظٰلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ جَآءَهُمْ﴾”اور بلاشبہ یقیناً ان کے پاس آ گیا“ یعنی مکہ والوں پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔

(2)﴿رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ﴾”اُن ہی میں سے ایک رسول“ ان میں اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے اپنا رسول بھیجا ہے۔وہ انہیں پہچانتے ہیں، ان کے نسب کو جانتے ہیں، ان کی صداقت کی تصدیق کرتے ہیں۔وہ انہیں حق اور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں۔(جامع البیان:193/14)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر یقیناً احسان فرمایا کہ جب اُن ہی میں سے ایک رسول ان میں مبعوث فرمایا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ بلاشبہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔“(آل عمران:164)

(4)﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾ ”جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور وہ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔“ (البقرہ:151)

(5)﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾ ”تو انہوں نے اُس کو جھٹلا دیا“ انہوں نے ان سے وہ چیز قبول نہیں کی جو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے۔ (جامع البیان:193/14) (6) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی۔

(7)﴿فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ﴾ ”تو عذاب نے اُنہیں پکڑ لیا“ اور وہ بھوک اور خوف کا لباس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو امن اور اطمینان کی بجائے بدامنی کا مزہ چکھایا۔ اُنہیں رزق کی فراوانی اور وسعت کی بجائے بھوک کا لباس پہنا دیا۔

(8) یہ ان کے برے اعمال، ان کے کفر اور ناشکری کی وجہ سے تھا۔

(9)﴿وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾ ”اس حال میں کہ وہ ظالم تھے“ یعنی وہ شرک کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے عظماء کو بدر کے دن قتل کر دیا گیا۔

(10) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ”نہیں وہ انتظار کر رہے سوائے اس کے کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم آجائے۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔“ (النحل:33)

﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

”سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں حلال اور پاک رزق دیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم

اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾

صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو“ (114)

سوال 1: حلال روزی اور شکر کے حکم کی وضاحت ﴿فَكُلُوْا ... تَعْبُدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ﴾ ”سو کھاؤ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے“ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حلال اور طیب رزق کھائیں۔

(2)﴿حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ ”حلال اور پاک“ وہ رزق کھائیں جو حلال ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام نہ ٹھہرایا ہو۔ دوسرے وہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رزق طیب ہو کسی پر زیادتی کے نتیجے میں یا غصب کے نتیجے میں حاصل نہ کیا گیا ہو۔

(3)﴿وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ ''اور تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو'' یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دل سے اعتراف کر کے اس کا شکر ادا کرو۔

(4)﴿اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ ''اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ ہی نے تم پر انعامات کیے ہیں یہ اسی کا فضل وکرم ہے اسی لئے وہی تنہا عبادت کا مستحق ہے۔

(5) اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص ہو تو صرف اسی کا شکر ادا کرو اور نعمتیں عطا کرنے والے کو فراموش نہ کرو۔ (تفسیر سعدی:1438/2)

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ

''اس نے تم پر حرام کیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے پس جو شخص مجبور کر دیا جائے گا

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

بشرطیکہ نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے'' (115)

سوال: حرام چیزوں کے بارے میں وضاحت ﴿اِنَّمَا ... غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حرام چیزوں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔

(2) حرام اشیاء دینی اور دنیاوی اعتبار سے نقصان دہ ہوتی ہیں۔

(3)﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ﴾ ''اس نے تم پر حرام کیا مردار'' اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی خاطر ضرر رساں چیزوں کو تم پر حرام ٹھہرا دیا ہے۔﴿الْمَيْتَةَ﴾ یعنی ان چیزوں میں ایک مردار ہے۔ اس میں ہر وہ جانور داخل ہے جس کی موت مشروع طریقے سے ذبح کئے بغیر واقع ہوئی ہو۔ ٹڈی اور مچھلی کا مردار اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ (تفسیر سعدی:1438/2)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ ''تم پر حرام کر دیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا نام پکارا جاتا ہے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا (جانور) اور چوٹ لگنے سے مرنے والا (جانور) اور بلندی سے گر کر مرنے والا اور سینگ لگنے سے مرنے والا اور جسے درندے نے کھایا ہو مگر جسے تم نے ذبح کیا ہو اور جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو'' (المائدہ:3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5)﴿وَالدَّمَ﴾ ''اور خون'' یعنی بہایا ہوا (جو ذبح کے وقت بہتا ہے) اور وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد رگوں اور گوشت میں باقی رہ جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (تفسیر سعدی:1439/2)

(6)﴿وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ﴾ ''اور سور کا گوشت'' یہ گوشت سور کی گندگی اور ناپاکی کی وجہ سے حرام کیا گیا ہے۔

(7) سور کے گوشت کے حکم میں اس کے تمام اجزا شامل ہیں اس کی چربی اور دیگر اجزاء بھی۔

(8)﴿وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ ''اور وہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے'' یعنی غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔ اس میں وہ تمام جانور شامل ہیں جن کو قبروں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے کیونکہ اس میں غیر اللہ کی تعظیم پائی جاتی ہے اس لیے اس شرک کو حرام قرار دیا گیا۔

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔'' (الکوثر:2)

(10) سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی وہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے (اپنی نذر پوری کروں یا نہ کروں؟) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا وہاں زمانہ جاہلیت میں کوئی بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ تب آپ ﷺ نے پوچھا ''کیا وہاں مشرکین کا کوئی میلہ لگتا تھا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''نہیں'' تب آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنی نذر پوری کرو اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی نذر پوری کرنا جائز نہیں نہ ہی وہ نذر جو انسان کے بس میں نہ ہو۔'' (ابوداؤد:3313)

(11) سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمیں اس چیز کی خبر دیں کہ جو رسول ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خفیہ طور پر بتائی ہے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے کوئی ایسی بات نہیں بتائی کہ جو دوسرے لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جو غیر اللہ کی تعظیم کے لیے جانور ذبح کرے۔ (صحیح مسلم:5125)

(12)﴿فَمَنِ اضْطُرَّ﴾ ''پس جو شخص مجبور کر دیا جائے گا'' اضطرار یعنی مجبوری کی صورت میں حرام چیزوں کے استعمال پر رخصت ہے یعنی اگر اس کی ضرورت اسے حرام چیزوں کے استعمال پر مجبور کر دے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اسے ڈر ہو کہ وہ یہ حرام نہیں کھائے گا تو مر جائے گا، ایسی صورت میں حرام کھا لینے میں کوئی گناہ نہیں۔

(13)﴿غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ﴾ ''بشرطیکہ نہ وہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو'' ایک تو یہ کہ حرام کے کھانے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ضرورت کی حد سے آگے نہ بڑھے یعنی جس سے جان بچ جائے، دوسرے یہ کہ مجبوری کی حالت نہ ہو تو وہ حرام چیز کھانے کا ارادہ نہ رکھے اور حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف نہ جائے۔

(14) اضطراری حالت میں رب العزت نے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔

(15)﴿فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ "تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے" اللہ تعالیٰ ضرورت کی حالت میں حرام استعمال کرنے کو معاف کر دے گا۔ وہ رحیم ہے مجبوری میں حرام استعمال کرنے پر مؤاخذہ نہیں کرے گا۔

سوال 2: مجبوری کی حالت میں اگر حرام چیز استعمال کرنی ہو تو انسانی نفسیات کو خرابی سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

جواب: (1) مجبوری کی حالت میں ندامت ہو۔

(2) مجبوری کی حالت میں سرکشی کا جذبہ نہ ہو تو نفسیاتی خرابی سے بچا جا سکتا ہے۔

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا

"اور جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں، اُن کے بارے میں مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾

پر جھوٹ باندھو یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے" (116)

سوال 1: بدعت سے بچنے کے حکم کی وضاحت ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ... يُفْلِحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ "اور جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ گھڑتی ہیں اُن کے بارے میں مت کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو" اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکوں کا راستہ اختیار کرنے سے روکا ہے کہ اپنی طرف سے گھڑ کر کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ جیسے مشرکوں نے چند نام گھڑ لیے جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام۔ وہ جاہلی دور کی خود ساختہ شریعت تھی جس میں انہوں نے ان جانوروں کو حرام ٹھہرا دیا تھا۔ اس حکم میں ہر بدعت آ گئی جس کا شریعت میں کوئی اتہ پتہ نہ ہو اور اس میں محض رائے سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا بھی شامل ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1079/1)

(2)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ﴾ "یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے" یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر قیاس آرائیاں کرتے ہیں اور جھوٹ گھڑتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ (۶۹) مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں یقیناً جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہماری ہی جانب انہیں لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے اس وجہ سے جو وہ کفر کرتے تھے۔'' (یونس:70,69)

(4) ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی بحیرہ (کان پھٹی اونٹنی) اور نہ ہی سائبہ (سانڈ چھٹی ہوئی) اور نہ ہی وصیلہ (اوپر تلے بچے دینے والی) اور نہ ہی حام (بچوں کا باپ اونٹ) مقرر کیا ہے، بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔ (المائدہ:103)

سوال 2: انسان دنیا میں خود ساختہ دین کیوں اختیار کرتا ہے؟

جواب: انسان کو اس دنیا میں امتحان کی وجہ سے آزادی ملی ہوئی ہے جب انسان اس آزادی کا بے مہار استعمال کرتا ہے تو خود ساختہ دین اختیار کر لیتا ہے۔

﴿مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

''تھوڑا سا فائدہ ہے اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے'' (117)

سوال 1: شریعت گھڑنے والوں کو جو تنبیہ کی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿مَتَاعٌ ۔۔ اَلِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَتَاعٌ قَلِیْلٌ﴾ ''تھوڑا سا فائدہ ہے'' رب العزت نے ان لوگوں کو جنہوں نے خود ساختہ شریعت بنائی ہے تنبیہ کی ہے کہ وہ دنیا میں چند روزہ زندگی کا فائدہ اٹھا لیں۔

(2) ﴿وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ ''اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے'' آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِیْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیْظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے''۔ (لقمان:24)

سوال 2: انسان کو آزادی کے بے مُہار استعمال سے روکنے کے لئے کیا نصیحت کی گئی ہے؟

جواب: انسان کو یہ نصیحت کی گئی کہ:

(1) دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔ (2) آزادی کے غلط استعمال سے دردناک عذاب ملے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

''اور جولوگ یہودی بن گئے اُن پر ہم نے وہ تمام چیزیں حرام کردی تھیں جو ہم اس سے پہلے آپ کو بتا چکے ہیں اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾

کیا تھا لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے'' (118)

سوال: یہودیوں کے لیے بعض حلال اور پاکیزہ چیزیں حرام کردی گئی تھیں، اس کی وضاحت ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ ... يَظْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ یہودیوں پر ان کی شریعت منسوخ کرنے سے پہلے ان کے ظلم کی وجہ سے کچھ حلال اور پاکیزہ چیزیں حرام کردی گئی تھیں اور ان کے دین میں دشواریاں باقی تھیں۔

(2) ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ﴾ ''اور جو لوگ یہودی بن گئے اُن پر ہم نے وہ تمام چیزیں حرام کردی تھیں جو ہم اس سے پہلے آپ کو بتا چکے ہیں'' اللہ رب العزت نے اپنے احسان کے طور پر ہمیں گندگی سے بچانے کے لئے ناپاک چیزوں کو حرام کیا ہے لیکن یہودیوں کے ظلم کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان طیب چیزوں کو بھی ان پر حرام ٹھہرادیا تھا جو ان کے لیے حلال تھیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ڮ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ﴾ ''اور اُن لوگوں پر جو یہودی بن گئے ہم نے ہر ناخن والے جانور کو حرام کردیا تھا اور گائیوں اور بکریوں میں سے ہم نے ان پر ان دونوں کی چربیاں حرام کردیں سوائے اس کے جو اُن دونوں کی پیٹھوں یا انتڑیوں نے اُٹھایا ہو یا جو کسی ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو، یہ ہم نے اُنہیں اُن کی سرکشی کی وجہ سے سزا دی تھی اور بلاشبہ یقیناً ہم ہی سچے ہیں۔'' (الانعام:146)

(4) رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ یہودیوں کے دین میں جو تنگیاں اور دشواریاں آئیں وہ ان کے ظلم کی وجہ سے آئیں۔

(5) ﴿وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا تھا'' اللہ تعالیٰ نے ان پر جن حلال چیزوں کو حرام کیا ہے وہ ان پر رب کی جانب سے ظلم نہیں تھا۔

(6) ﴿وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ ''لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے، حدود سے تجاوز کرکے، اس کی حرمتوں کو توڑ کر اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿فَبِظُلْمٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا﴾ ”تو ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہوئے اور ان کے بہت سوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر پاک چیزیں بھی حرام کر دیں جو اُن کے لئے حلال کی گئی تھیں۔“ (النساء:160)

﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ 16

”پھر یقیناً آپ کا رب اُن کے لیے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کیا، پھر اُس کے بعد اُنہوں نے توبہ کی

ع 15 9 21

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

اور اپنی اصلاح کی تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے“ (119)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کو توبہ کی جو دعوت دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... رَّحِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کو توبہ کی دعوت دی گئی ہے۔

(2) ﴿ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ﴾ ”پھر یقیناً آپ کا رب ان کے لیے جنہوں نے جہالت کی وجہ سے بُرائی کا ارتکاب کیا“ رب العزت نے مسلمانوں پر احسان کرتے ہوئے توبہ اور اصلاح کا موقع دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو بھی جہالت سے کوئی برائی کر بیٹھا۔

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہر برائی جو بندہ کرتا ہے اس میں وہ جاہل ہے۔ (تفسیر سمرقندی: 311/2)

(4) ﴿ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا﴾ ”پھر اُس کے بعد اُنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی“ پھر جس نے گناہ کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی یعنی وہ گناہوں سے رک گیا اور نیکیوں میں لگ گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس لغزش کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

(5) ﴿اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ”تو یقیناً آپ کا رب اس کے بعد بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کو توبہ کی ترغیب اور انابت کی طرف دعوت ہے۔ اس لئے آگاہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص گناہ کے انجام سے لاعلمی کی بنا پر گناہ کر بیٹھتا ہے، خواہ یہ گناہ عمداً ہی کیوں نہ کیا ہو تو گناہ کے ارتکاب کے وقت اس کے قلب میں لازمی طور پر علم کم ہو جاتا ہے۔ جب وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتا ہے یعنی ترک گناہ کے بعد گناہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پرنادم ہوتا ہے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، اس پر رحم کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کر کے اس کو اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے یا پہلے سے بھی بلند تر مقام عطا کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1440،1439/2)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (17) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ ”اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُنہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلد ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور توبہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے وہ کہتا ہے کہ بلا شبہ اب میں نے توبہ کی اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“ (النساء: 18،17)

(7) ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (135) أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ ”وہ ایسے لوگ ہیں جب کوئی برائی کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں پھر وہ اپنے گناہوں کے لیے بخشش مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے؟ اور اس پر جو انہوں نے کیا جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت اور جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں، اُن میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور کیسا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا!“ (آل عمران: 136،135)

(8) سیدنا ابوذر اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، گناہ کر لینے کے بعد فوراً نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔“ (سنن ترمذی: 363/1)

سوال 2: انسان نادانی سے کیسے برائی کرتا ہے؟

جواب: انسان نادانی میں اپنے نفس سے مغلوب ہو کر کوئی غلطی کر لیتا ہے۔

سوال 3: نادانی سے کی جانے والی غلطی پر توبہ کیوں قبول کر لی جاتی ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب:(i)نادانی کی غلطی میں ڈھٹائی نہیں ہوتی۔(ii)نادانی کی غلطی میں انسان کے اندر پلٹ آنے کی خواہش ہوتی ہے۔
(iii)نادانی کی غلطی میں انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔

سوال4:کس قسم کی برائیوں پر توبہ کی گنجائش نہیں ہوتی؟

جواب:وہ برائی جس میں سرکشی اور تعصب کے جذبات اکٹھے ہوجائیں انسان اُس سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ایسے لوگوں کے لئے معافی کا کوئی موقع نہیں۔

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

”یقیناابراہیم ایک اُمت تھے۔اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور ایک اللہ کی طرف ہوجانے والے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے“(120)

سوال:خلیل اللہ کے تذکرے کی وضاحت ﴿اِنَّ...الْمُشْرِكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)اللہ رب العزت نے ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں واضح فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلیل تھے کہ کیسے انہیں فضیلت عطا فرمائی اور انہیں کامل اوصاف عطا فرمائے۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً﴾”یقیناابراہیم ایک اُمت تھے“سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر ہے کہ آپ مشرکوں سے،یہودیوں سے اور عیسائیوں سے الگ تھلگ رہے(امت یعنی پیشوا)یا امام جس کی لوگ اقتدا کریں۔(مختصر ابن کثیر:1020/1)

(3)یعنی بھلائی کے امام،خصائل کے جامع،ہدایت یافتہ اور راہ نما تھے۔(تفسیر سعدی:1440/2)

(4)اللہ رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ﴾”اور جب ابراہیم کو اُس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا تو اُس نے اُن سب کو پورا کر دیا،اللہ تعالیٰ نے فرمایا:”یقینا میں تمہیں سب لوگوں کے لیے امام بنانے والا ہوں“،ابراہیم نے کہا:”اور میری اولاد میں سے بھی“؟اللہ تعالیٰ نے فرمایا:”میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا“(البقرۃ:124)

(5)ابراہیم علیہ السلام ایک امت کے برابر اس لیے ہو گئے کہ:(i)سیدنا ابراہیم علیہ السلام تنہا ایمان پر قائم رہنے والے انسان تھے۔
(ii)سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب رب کے لئے کھڑے ہوئے تو کوئی اُن کا ساتھ دینے والا نہ تھا۔
(iii)سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پوری طرح خود کو رب کی پابندیوں میں دے دیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(iv) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لئے یک سو تھے جب کہ پوری دنیا میں شرک کا دور دورہ تھا۔

(v) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے۔

(vi) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے جو دنیا والوں کو رب کی طرف بلاتے تھے۔ وہ امام ہدایت تھے اور چونکہ وہ اکیلے رب کے لئے کھڑے ہوئے تھے اس لئے اُنہیں ایک اُمت قرار دیا گیا۔

(6) ابراہیم معلم خیر، خلیل اللہ تھے، ہدایت پانے والوں کے امام تھے۔ (جامع البیان:197/14)

(7) ﴿قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار'' اپنے رب کے دائمی مطیع اور اس کے لئے دین کو خالص کرنے والے۔ (تفسیر سعدی:1440/2)

(8) ﴿قَانِتًا لِّلّٰهِ﴾ قانت یعنی مطیع اور منقاد تھے۔ (مختصر ابن کثیر:1020/1)

(9) ﴿حَنِيْفًا﴾ ''ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے'' یعنی محبت، انابت اور عبودیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والے اور ماسوا سے منہ موڑنے والے۔ (تفسیر سعدی:1440/2)

(10) یعنی جو شرک سے ہٹ کر توحید کی راہ پر گامزن ہوئے۔ (مختصر ابن کثیر:1020/1)

(11) حنیف وہ ہے جو دین اسلام پر استقامت سے چل رہا ہو۔ (جامع البیان:197/14)

(12) ﴿وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے'' اپنے قول و عمل اور اپنے تمام احوال میں مشرکین میں سے نہ تھے کیونکہ وہ یک سو موحدین کے امام تھے۔ (تفسیر سعدی:1440/2)

(13) ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں: ''میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' (الانعام:161)

(14) انہوں نے بچپن اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو خالص کر لیا تھا۔ (طبری:191/14)

(15) یہ بات اس لئے کہی گئی ہے کہ مشرک اُن سے اپنا تعلق قائم نہ کریں۔

﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

''اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے منتخب کیا اور سیدھے راستے کی طرف اسے ہدایت دی'' (121)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کی وضاحت ﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ... مُّسْتَقِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب:(1)﴿شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ﴾ ”اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکرادا کرنے والے تھے“ سیدنا ابراہیم علیہ السلام قولی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والے تھے اور عملی طور پر بھی۔

(2) یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں بھلائی عطا کی ،ان کو ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا اور انہوں نے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا۔(تفسیر سعدی:1440/2)

(3) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓي﴾ ”اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟“ (النجم:37)(4)﴿اِجْتَبٰهُ﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اُسے منتخب کیا“ اس سے مراد یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خلیل کے طور پر منتخب کر لیا۔(جامع البیان:197/14)

(6) ان تمام اچھی خصلتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ﴿اِجْتَبٰهُ﴾ انہیں اپنا خلیل بنایا اور انہیں اپنی مخلوق میں سے چنے ہوئے مقرب بندوں میں شامل کیا۔(تفسیر سعدی:1440/2)

(7)﴿وَهَدٰهُ﴾ ”اور اسے ہدایت دی“ یعنی انہیں دین اسلام اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی۔(جامع البیان:197/14)

(8) رب العزت نے فرمایا:﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ﴾ ”اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اُس کی سمجھ بوجھ عطا کی تھی اور ہم ہی اسے جاننے والے تھے۔“ (الانبیاء:51)

(9)﴿اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ”سیدھے راستے کی طرف“ صراط مستقیم سے مراد سچی توحید کا راستہ ہے۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

”اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا“(122)

سوال:﴿وَاٰتَيْنٰهُ ...لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ ”اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دی“ دنیا کی بھلائی سے مراد ہے کہ ہم نے انہیں دنیا میں کشادہ رزق، خوب صورت و نیک سیرت بیوی، نیک اولاد اور اچھے اخلاق و عادات سے نوازا۔ (تفسیر سعدی:1441،1440/2)

(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ نہ دنیا میں بہت زیادہ پیروکار ملے نہ اقتدار ملا لیکن قرآن کی گواہی ہے۔

(3) دنیا کے حسنہ سے مراد وہی خصوصیات ہیں جو رب العزت نے بتائی ہیں:(i) اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری۔(ii) یک سوئی۔(iii) شرک نہ کرنا۔(iv) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرادا کرنا۔(v) اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہونا۔(vi) اللہ تعالیٰ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف سے راہ راست پر ہونا۔

(4) اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں وہ ساری بھلائیاں جمع کر دی تھیں جن کی حیات طیبہ کی تکمیل میں ضرورت ہو سکتی ہے: نبوت، مال، اولاد، ذکر حسن، اہل توحید کی زبان پر ذکر دوام، سب لوگوں کے دلوں میں قبولیت۔ (تفسیر الاساس: 3007/6)

(5) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے: ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ ''اور میری سچی ناموری پچھلوں میں باقی رکھنا''! (الشعراء: 84)

(6) ﴿وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ آخرت میں وہ یقیناً نیک لوگوں میں سے ہوگا'' یعنی وہ لوگ جنہیں عالی قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کا قرب عظیم حاصل ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید الوریٰ اور کامل ترین ہستی، نبی مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی اتباع کریں، آپ اور آپ کی امت ان کی پیروی کریں۔ (تفسیر سعدی: 1441/2)

(7) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی: ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾ ''اے میرے رب! مجھے حکمت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے!'' (الشعراء: 83)

(8) ابراہیم صالحین کے اعلیٰ مقام میں ہوں گے یعنی جنت میں۔

(9) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ﴾ ''اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابلے میں دی تھی، ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کر دیتے ہیں، بے شک آپ کا رب کمال حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' (الانعام: 83)

﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے کہ آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں جو ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

''اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے'' (123)

سوال: سید الانبیاء کو ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... الْمُشْرِكِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ﴾ ''پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے 'کمال کی' عظمت کی' محبت توحید' اور صحیح طریقے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ابراہیم کے دین کی پیروی کریں جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موحد تھے، مشرک نہ تھے۔ (مختصر ابن کثیر:1021/1)

(2)﴿اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ ''کہ آپ ابراہیم کی ملت کی پیروی کریں جو ایک اللہ کی طرف ہو جانے والے تھے'' ملت سے مراد ایسا دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے ذریعے لوگوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں: ''میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' (الانعام:161)

(4)﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ ''اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے'' ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ توحید اور شرک کی نفی کا تھا۔ رب العزت نے گواہی دی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تو موحد تھے مشرک نہ تھے۔

﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

''یقیناً ہفتے کا دن مقرر کیا گیا اُن لوگوں پر جنہوں نے اس میں اختلاف کیا اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ﴾

اُن سب باتوں میں اُن کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' (124)

سوال: یہودیوں کے لیے ہفتے کے دن کا تقرر کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَا ... يَخْتَلِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ﴾ ''یقیناً ہفتے کا دن مقرر کیا گیا'' یعنی جن لوگوں پر سبت کو فرض کیا گیا تھا یعنی ہفتے کے دن کی پابندی کو۔

(2)﴿عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾ ''اُن لوگوں پر جنہوں نے اس میں اختلاف کیا'' یعنی جب انہوں نے جمعہ کے دن کے بارے میں اختلاف کیا جس دن دنیا کی پیدائش مکمل ہوئی تھی۔

(3) اس سے مراد یہود ہیں۔ ان کا اختلاف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہفتے کے دن کی تعظیم اور احترام ان پر واجب کر دے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے تورات کی شریعت میں ان پر جمعہ کا دن ہی واجب کیا تھا۔ حقیقی فضیلت جمعہ ہی کے دن کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی دن کی طرف امت مسلمہ کی راہ نمائی فرمائی۔

(5) ہفتے کے دن کے واجب کرنے کا مطالبہ یہودیوں نے خود کیا اور اس کی پابندی نہیں کر پائے۔ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَسْــَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ ۙ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ﴾ ''اور آپ ان سے اس بستی کے بارے میں پوچھیں جو سمندر کے کنارے تھی، جب وہ سَبْت (ہفتے کے دن) کے بارے میں حد سے تجاوز کرتے تھے، جب کہ ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں سر اُٹھائے ان کے پاس آجاتی تھیں اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا وہ ان کے پاس نہیں آتی تھیں، ہم نے ایسے ہی اُن کی آزمائش کی اس وجہ سے جو وہ نافرمانی کرتے تھے۔'' (الاعراف:163)

(6)﴿وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحۡكُمُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب قیامت کے دن اُن سب باتوں میں اُن کے درمیان فیصلے فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے'' اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا دن مقرر کیا پھر ان کے مطالبے پر ہفتے کا دن مقرر کیا گیا۔ یہ ہفتے کے دن پر جمے رہے یہاں تک کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ وہ ہفتے کے دن پر ہی جمے رہے۔ پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اٹھا لیے گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد عیسائیوں نے قسطنطین کے دور میں یہودیوں کی مخالفت میں اتوار کا دن مقرر کیا۔

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہم باعتبار ترتیب امم، سب امتوں کے بعد آئے ہیں لیکن قیامت کے دن حساب و کتاب اور جنت میں جانے کے لحاظ سے سب سے آگے ہوں گے۔ ہاں یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب ضروری گئی تھی پس جمعہ کے دن عبادت کرنا ان پر فرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی ہدایت کر دی۔ پس سب لوگ اس بات میں ہم سے پیچھے ہیں۔ یہود کا دن کل (ہفتہ) اور نصاریٰ کا دن پرسوں (یعنی اتوار) ہے۔'' (بخاری:876)

(8) سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو جمعہ کے دن سے محروم کر دیا تو یہود کا دن ہفتہ اور نصاریٰ کا دن اتوار مقرر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم کو بھیجا اور جمعہ کے لیے ہم کو ہدایت دی، غرض یہ کہ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن مقرر ہوئے اور اسی ترتیب کے لحاظ سے وہ (یہود و نصاریٰ) قیامت کے روز ہمارے پیچھے رہیں گے۔ دنیا میں ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔'' (مسلم:1982)

﴿اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ ؕ

''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیں اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ﴾

یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے'' (125)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 1: حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دین کی دعوت کے حکم کی وضاحت ﴿اُدْعُ ... بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اُدْعُ﴾ ''دعوت دیں'' یعنی اے محمد ﷺ اپنے رب کے راستے کی طرف' اس کی اطاعت کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ (2)﴿اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ﴾ ''اپنے رب کے راستے کی طرف'' اپنے رب کے دین کی طرف اور اس کی اطاعت کی طرف بلاؤ۔ (تفسیر سمرقندی: 313/2)

(3) یعنی تمام مخلوق کو، خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر، آپ کی اپنے رب کے سیدھے راستے کی طرف دعوت، علم نافع اور عمل صالح پر مشتمل ہونی چاہیے۔ (تفسیر سعدی: 1441/2)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''اور بات میں اُس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیے اور کہا کہ یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔'' (حم السجدہ: 33)

(5)﴿بِالْحِكْمَةِ﴾ ''حکمت کے ساتھ'' اللہ تعالیٰ کی وحی سے جو اس نے آپ ﷺ کی طرف کی ہے اور اس کی کتاب سے جو اس نے آپ ﷺ پر نازل کی ہے۔ (جامع البیان: 200/14)

(6) یعنی ہر ایک کو اس کے حال، اس کے فہم اور اس کے اندر قبولیت اور اطاعت کے مادے کے مطابق دعوت دیجیے۔ حکمت یہ ہے کہ جہل کی بجائے علم کے ذریعے سے دعوت دی جائے اور اس چیز سے ابتدا کی جائے جو سب سے زیادہ اہم، عقل اور فہم کے سب سے زیادہ قریب ہو اور ایسے نرم طریقے سے دعوت دی جائے کہ اسے کامل طور پر قبول کر لیا جائے۔ (تفسیر سعدی: 1441/2، 1442)

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ ''اور جس کو حکمت عطا کی گئی تو یقیناً اُس کو بڑی دولت دے دی گئی۔'' (البقرہ: 269) (8) حکمت سے مراد نبوت اور قرآن ہے۔ (تفسیر سمرقندی: 313/2)

(9) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رشک بس دو آدمیوں پر ہی کیا جانا چاہیے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر اس نے وہ حق کے راستے میں بے دریغ خرچ کیا اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت دین کا علم (قرآن و حدیث کا) دیا ہے وہ اس کے موافق فیصلے کرتا ہے۔'' (صحیح بخاری: 7141)

(10) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسانی کرو اور سختی نہ کرو، خوش کرو اور نفرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ دلاؤ۔'' (بخاری:69)

(11) نبی ﷺ کی حکمت کی مثال: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) اگر تمہاری قوم کا دور، جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو منہدم کر دینے کا حکم دیتا اور جو حصہ اس میں سے خارج کر دیا گیا ہے اس کو دوبارہ اسی میں شامل کر دیتا اور اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس میں دو دروازے بناتا، ایک شرقی دروازہ ایک غربی دروازہ اور میں اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے موافق کر دیتا۔'' (بخاری:1586)

(12) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ ﷺ پر آیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہاری قوم (قریش) سے جو جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ میرا ہی دل جانتا ہے اور سب سے زیادہ سخت دن مجھ پر مقام عقبہ (جو طائف کی طرف ہے) کا دن گزرا ہے جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن عبد کلال (جو طائف کا رئیس تھا) کے سامنے پیش کیا اور اس نے میری خواہش پوری نہ کی پس میں نہایت رنج میں چلا، میں اپنے ہوش میں نہ آیا تھا کہ قرن الثعالب (مقام) میں پہنچا۔ اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر لیا ہے پھر میں نے دیکھا تو اس میں جبریل (علیہ السلام) تھے۔ انھوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی گفتگو سن لی اور وہ جواب جو انھوں نے آپ کو دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، آپ اس کو کافروں کی نسبت جو چاہیں حکم دیں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، مجھے سلام کیا، اس کے بعد کہا کہ اے محمد! جو تم چاہو موجود ہے، اگر تم چاہو تو میں اخشبین (نامی دونوں پہاڑ) ان پر رکھ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔'' (بخاری:3231)

(13) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی تھی: ''تم دونوں دین کو لوگوں کے لیے آسان بنانا، مشکل نہ بنانا، لوگوں کو دین کے قریب لانا، ایسا نہ کرنا کہ لوگ دین سے بدک جائیں اور دور بھاگیں۔'' (جمع الفوائد)

(14) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ربانی بن جاؤ یعنی دانا اور وفادار۔ (فتح الباری:192/1)

(15) دعوت و تبلیغ کے لئے حکمت اور سلیقے کی بڑی اہمیت ہے۔

(16) ﴿وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ ''اور عمدہ نصیحت کے ساتھ'' موعظہ حسنہ سے مراد وہ واقعات اور قصے ہیں جو قرآن حکیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو جھٹلانے والی قوموں سے متعلق ہیں تاکہ انہیں سن کر لوگ عبرت حاصل کریں۔

(17) اچھی نصیحت وہ ہے جس میں لوگوں کے ڈرانے والی باتیں اور لوگوں کے عبرت والے واقعات ہوں آپ ان سے لوگوں کو نصیحت کریں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جائیں۔ آپ ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کریں یعنی مناظرے کے وقت اچھا لب ولہجہ، اچھے الفاظ اور میٹھے جملے استعمال کریں۔ (مختصر ابن کثیر: 1022/1)

(18) اگر حکمت کے ساتھ دی گئی دعوت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو ٹھیک ورنہ اچھی نصیحت کے ذریعے سے دعوت کی طرف منتقل ہو جائے اور اس سے مراد امر ونہی ہے جو ترغیب وترہیب سے مقرون ہو۔ یا تو ان متعدد مصالح کا ذکر کرے جن پر اوامر مشتمل ہیں اور ان متعدد مضرتوں کو بیان کرے جو نواہی میں پنہاں ہیں، یا ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں تکریم کو بیان کرے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کیا اور ان لوگوں کی اہانت کا تذکرہ کرے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم نہیں کیا، یا اس دنیاوی اور اخروی ثواب کا ذکر کرے جو اس نے اپنے اطاعت کیش بندوں کے لئے تیار رکھا ہے اور اس دنیاوی اور اخروی عذاب کا ذکر کرے جو اس نے نافرمانوں کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ (تفسیر سعدی: 1442/2)

(19) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بد بخت وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بد بخت (لکھا گیا) ہوا اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ (صحیح مسلم: 6726)

(20) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا﴾ ”جنہیں جب اُن کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اُن پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گرتے۔“ (الفرقان: 73)

(21) ﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشَى﴾ ”وہ شخص جلد ہی نصیحت قبول کرے گا جو ڈرتا ہے“۔ (الاعلیٰ: 10)

(22) ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا﴾ ”یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔“ (النازعات: 45)

(23) ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ﴾ ”آپ اس قرآن سے اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے۔“ (ق: 45)

(24) ابو وائل سے روایت ہے کہ عبداللہ (ابن مسعود) ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اے ابو عبدالرحمن! میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیں ہر روز وعظ سنایا کرو۔ انہوں نے فرمایا، تو سن لو کہ مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کا وقت تلاش کیا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقات فرصت کا خیال رکھتے تھے۔ (بخاری:70)

(25) ﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''اور اُن سے اس طریقے سے بحث کریں جو زیادہ اچھا ہو'' مجادلہ حسنہ سے مراد ہے: (i) بحث اور مناظرے کی ضرورت کے موقع پر نرمی اور محبت اختیار کرنا۔

(ii) بحث کے موقع پر طعن و تشنیع اور سختی سے گریز کیا جائے۔

(iii) لہجے میں تلخی اور تندی نہ رکھی جائے۔

(iv) بدتمیزی اور ناشائستگی نہ برتی جائے۔

(26) اگر وہ شخص جس کو دعوت دی گئی ہے، یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مؤقف برحق ہے یا داعی باطل کی طرف دعوت دینے والا ہے تو اس کے ساتھ احسن طریقے سے بحث کی جائے۔ یہ ایسا طریقہ ہے جو عقلاً اور نقلاً دعوت کی قبولیت کا زیادہ موجب ہے، مثلاً اس شخص سے ایسے دلائل کے ساتھ بحث کی جائے جن کو وہ تسلیم کرتا ہو۔ یہ حصول مقصد کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ یہ بحث جھگڑیت اور گالی گلوچ تک نہ پہنچے ورنہ مقصد فوت ہو جائے گا اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بحث کا مقصد تو لوگوں کی حق کی طرف راہ نمائی کرنا ہے نہ کہ بحث میں جیتنا وغیرہ۔ (تفسیر سعدی:1442/2)

(27) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا﴾ ''چنانچہ آپ ان کے بارے میں کسی سے سرسری بحث کے علاوہ جھگڑا نہ کریں۔'' (الکھف:22)

(28) ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ﴾ ''اور تم اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر انتہائی احسن انداز میں سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے اُن میں سے ظلم کیا۔'' (العنکبوت:46)

(29) جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو دونوں کو یہ حکم فرمایا: ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ ''پھر دونوں اس سے نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔'' (طٰہٰ:44)

(30) ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ﴾ ''یقیناً آپ کا رب اُن کو زیادہ جانتا ہے'' آپ کا رب ہدایت اور گمراہی کے معاملے کو خوب جانتا ہے۔

(31) ﴿بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ ''جو اُس کے راستے سے بھٹک گئے ہیں'' وہ جانتا ہے کہ جس نے اسے گمراہی میں مبتلا کیا۔ وہ جانتا ہے کہ اس نے کیا اعمال کیے تھے جو اسے گمراہی تک لے گئے۔ وہ اعمال کے مطابق جزا دے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(32)﴿وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو بھی خوب جانتا ہے'' پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا، پھر ان پر احسان کرتے ہوئے انہیں چن لیا۔ (تفسیر سعدی:2/1442)

(33) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ ''یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔'' (القصص:56)

(34)﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ''اُن کو ہدایت دینا آپ کا ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' (البقرۃ:272)

﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

''اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو اور اگر آپ صبر کریں تو یقیناً

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾

وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے'' (126)

سوال: قصاص میں برابری کے حکم کی وضاحت ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ ... لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ ''اور اگر تم بدلہ لو تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو'' قصاص میں برابری کا حکم ہے اور بدلہ لینے میں مساوات کی تعلیم ہے۔ شروع میں مسلمانوں کو مشرکوں سے درگزر کرنے کا حکم تھا۔ پھر چند معزز شخص مسلمان ہو گئے اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر اللہ تعالیٰ اجازت دے دے تو ہم ان سے بدلہ لے لیں اس پر یہ آیت اتری جسے آیت جہاد نے منسوخ کر دیا۔ (مختصر ابن کثیر:1/1022،1023)

(2) اگر تم اس شخص کا مواخذہ کرنا چاہو جس نے تمہیں قول و فعل کے ذریعے سے برے سلوک کا نشانہ بنایا۔ (تفسیر سعدی:2/1443)

(3)﴿فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ ''تو جتنی تمہارے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اسی قدر بدلہ لو'' یعنی تمہارے ساتھ جو زیادتی کی گئی بدلہ لیتے وقت تمہاری طرف سے اس میں اضافہ نہ ہو۔

(4)﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ﴾ ''اور اگر آپ صبر کریں'' یعنی اگر تم بدلہ نہ لو اور صبر کر جاؤ۔

(5)﴿لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ ''یقیناً وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے'' صبر بدلہ لینے سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اجر و ثواب انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔ (6) اللہ تعالیٰ نے عدل کو مباح کیا ہے اور احسان کی ترغیب دی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اور برائی کا بدلہ اُس جیسی ایک برائی ہے، پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اُس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''۔ (الشوریٰ:40)

(8) ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اس کتاب میں ان پر لکھ دیا تھا کہ بلاشبہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہے اور زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے، پھر جس نے اس (قصاص) کو صدقہ کر دیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔ (المائدہ:45)

(9) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہی ہوگا جب تک کہ مظلوم حد سے نہ بڑھے''۔ (یعنی زیادتی نہ کرے) (مسلم:6591)

(10) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے''۔ (مسلم 6592)

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ

''اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، اور آپ ان پر غم نہ کریں اور نہ آپ تنگی میں ہوں

مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾

اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں'' (127)

سوال 1: صبر کے حکم کی وضاحت ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاصْبِرْ﴾ ''اور آپ صبر کریں'' رب العزت نے صبر کی تاکید کی ہے۔

(2) ﴿وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ ''اور آپ کا صبر نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے'' صبر وہی کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے۔(3) اللہ تعالیٰ صبر پر مدد کرتا ہے اور ثابت قدم رکھتا ہے۔

سوال 2: مخالفوں کی پرواہ نہ کیجیے، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَحْزَنْ ... يَمْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ﴾ "اور آپ ان پر غم نہ کریں" اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو تبلیغ کرنے کے بعد مشرکوں پر غم کھانے اور دل تنگ ہونے سے بچنے کی نصیحت کی ہے۔ یعنی جب آپ ﷺ دیکھیں کہ یہ لوگ دین کی دعوت قبول نہیں کر رہے ہیں تو غم نہ کریں کیونکہ غم نفع مند نہیں ہے۔ آپ مخالفوں کی پرواہ نہ کیجیے۔

(2) ﴿وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ﴾ "اور نہ آپ تنگی میں ہوں اس سے جو وہ خفیہ تدبیریں کرتے ہیں" یعنی آپ کسی سختی یا تنگی میں مبتلا نہ ہوں ان کی چالیں اور ان کے فریب انہی پر لوٹیں گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "ایک کتاب ہے جو آپ کی طرف اُتاری گئی ہے چنانچہ آپ کے دل میں اس سے کوئی تنگی نہ ہو، تاکہ آپ اس کے ذریعے سے خبردار کریں اور مومنوں کے لئے نصیحت ہے۔" (الاعراف:2)

(4) ﴿فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ﴾ "پھر شاید آپ اس کا کوئی حصہ چھوڑ دینے والے ہیں جو آپ کی جانب وحی کیا جاتا ہے یا اس پر آپ کا سینہ تنگ ہونے والا ہے کہ وہ کہیں گے اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں اُتارا گیا؟ یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟ یقیناً آپ تو محض خبردار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگران ہے"۔ (ہود:12)

16 ع 9 22

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں" (128)

سوال: اللہ تعالیٰ متقیوں اور نیکوکاروں کا مددگار ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ ... مُّحْسِنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں" اللہ تعالیٰ اپنی معاونت، توفیق اور تسدید کے ذریعے پر ہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کفر اور معاصی سے اجتناب کرتے ہیں اور مقام احسان پر فائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ (تفسیر سعدی:1143/2)(2)﴿إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے“ اللہ تعالیٰ کے متقیوں کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ (i) اہل دنیا کے شر کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کافی ہے۔(ii) اس سے یہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے۔(iii) اس سے یہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کامیابی سے ہمکنار کرنے والا ہے۔

(3) زجاج نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے یعنی ان کا مددگار ہے۔ (معانی القرآن:224/3)

(4) اللہ تعالیٰ متقیوں کی مدد کرتا ہے یعنی ان کو تقویت دیتا ہے اور ان کو کامیاب کرتا ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ﴾ ”جب تمہارا رب فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ (الانفال:12)

(5) سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام سے فرمایا: ﴿لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾ ”ڈرو مت! یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں سُن رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں۔“ (طٰہٰ:46)

(6) غار ثور میں محمد ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا﴾ ”غم نہ کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔“ (التوبہ:40)

(7) سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ ”موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں! یقیناً میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا۔“ (الشعراء:62)

(8) اس آیت میں تقویٰ رکھنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے حرام چیزیں چھوڑ دیتے ہیں۔

(9) ﴿وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ ”اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں“ محسنین سے مراد وہ لوگ ہیں جو اخلاص سے قرآن و سنت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

(10) محسنین سے اطاعت گزار اور وفا شعار مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی حفاظت کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اور ان ہی کی تائید فرماتا ہے اور ان ہی کو دشمنوں اور مخالفوں پر فتح و کامرانی عطا فرماتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر:1023/1)

(11) محسن مقام احسان پر فائز ہیں یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرتے ہیں گویا کہ اسے دیکھ رہے ہوں۔ اگر ان کی یہ کیفیت نہ ہو تو وہ کم از کم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ رہا ہے۔

(12) اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر وہ لوگ احسان کرتے ہیں جو انہیں نفع پہنچاتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ALNOOR-PUBLICATIONS

النوؒر پبلیکیشنز